

# إِصْلَاحُ تَقْرِيرِیْن

فہم بنی جانے والی عوامی تنظیم اور سرکاری ادارے  
عمران، تعلیم، روزمرہ امور، سرکاری ادارے کی اصلاح

جلد ہفتم

مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ

صدر شعبہ  
مولانا ابوالحسن علی Nadwi صاحب مدظلہ

بیت العلوم

۱۰، سیدہ عائشہ روڈ، کلاں، پاکستان

﴿حسن حقوق بنی بشر مکتبہ دینی﴾

۱۔ کتب اسلامی تقریری

جلد اول

نقطہ: حضرت مولانا طارق رحمہ، راجہ مولانا صاحب دکن

منہ از حبیب، سہ ۱۲۵۵ھ زامر مولانا (فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی)

باختام محمد تقی عثمانی

دائرہ: بیت العلوم - ۲۰۰۰ گھنٹہ، چوک پانچ اڑکی، لاہور

فون: ۷۲۵۳۳۸۳

﴿پیشے کے پیشے﴾

بیت العلوم - ۲۰۰۰ گھنٹہ، چوک پانچ اڑکی، لاہور

بیت کتب - مجلس اعلیٰ کراچی

ادارہ اسلامیات - ۱۱۹۰ گھنٹہ، لاہور

ادارہ اعلیٰ - ذاک خانہ دارالعلوم کراچی، کراچی

ادارہ اسلامیات - سرگودھا، چوک اور پانچ اڑکی، کراچی

کتب دارالعلوم - جامعہ دارالعلوم کراچی، کراچی

دارالاشاعت - اور پانچ اڑکی، کراچی

کتبہ سیدہ خدیجہ - کتب خانہ کتب خانہ دارالعلوم

بیت قرآن - اور پانچ اڑکی، کراچی

کتبہ اسلامی - غزنی، سرگودھا، اور پانچ اڑکی، کراچی

## پیش لفظ

حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ

محملہ و صلی علیہ وسلم الکریم

مجھے جیسے، چیز کی زبان سے نکل ہوئی یا نہیں تو اس قابل بھی نہ تھیں کہ ان کو "تقریریں" کہا جاتا، چہ جائیکہ انہیں "اصلاحی تقریریں" کا عظیم الشان نام دے کر کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔ لیکن اہل محبت کا حسن ظن ہے کہ وہ ان کو نیپہ ریکارڈ پر محفوظ کر لیتے ہیں۔

عزیز القدر مبادی محمد ناظم سلسلہ نے جو، ر العلوم کراچی کے ہونہار قاضی، اور "چوموڈ شریف لاہور" کے مشہور استاد ہیں، کئی سال سے ان نیپہ شدہ تقریروں کو قلم بند کر رہے ہیں۔ ان کے ادارے بیت العلوم لاہور سے شائع کرنے کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے اور اب تک اس سلسلے کے چھ ورژن سے زیادہ کتابچے شائع کر چکے ہیں، اور اب ان میں سے کچھ مطلوبہ کتابچوں کا ایک مجموعہ "اصلاحی تقریریں (جلد ہفتم)" کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔

یہ کچھ کوشش ہوئی کہ مآثر، اللہ فرمیں نے اور ان کے رفقاء نے کار نے نیپہ

ریچرچر کے نقشِ کار نے جس بڑی خاموشی اور حقیقت پرست خاموشیوں اور زنجیری منکارات پر عالمِ کرب کی فائزیت میں لگا کر رکھا ہے۔ اور بعدِ موسم کے جھڑپوں میں پرمعہ دارانِ محرم کراچی کے ہوجھارِ فاضل، اور اسکاڑہِ ملوئی اور زاحمِ صدائی سکول کے طریقہ ترتیب کا یہ کام میں متبدلہ ہے۔ مگر تھوکرِ تھریوں میں بیان دینے والی قیامتِ قرآنیہ اور مادیاتِ مبارک کے مفصل حوالے بھی دینی کر دیئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت و مشق کو نجات دے اور ان کے غم جو جس طرح میں ہوتا وہاں سے۔ اور اس کو پہنچا دے۔ اور ان کے نفعی بھارتِ محرم کے لئے صدقہ جہیز بخلائے اور ایسٹ اسیویٹ کو اپنی اور دنیاوی آئیے سے دارِ عالم کرے۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## عرض ناشر

مفتی عظیم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی و  
 ہمدانی صاحب مدظلہ العالی کی پوری سعی و کوشش اور روحانی تحریکات ہیں۔ "مفتی صاحب مدظلہ العالی کی مشہور و  
 درمکارہ "دارالعلوم کراچی" کے مہتمم اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ایک فعال ممبر ہونے کے  
 علاوہ کئی چھوٹی، اصلاحی اور تعلیمی تنظیموں کے سرپرست ہیں۔ آپ مفسر قرآن مفتی آظہر  
 پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے فرزند اور جہد اور کوشش و محنت کے نامور  
 مہدائے ماضی صاحب کے ممتاز اور شہساز فرزند ہیں۔ ان تمام خوبیوں  
 کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی کا حسن خصلت سے خوب نوب  
 نوا ہے۔ ہر موقع پر پر اثر اور دلنشین چارے میں برکت کے ساتھ ساتھ، بھلائی، حضرت  
 کا فلسفہ کمال ہے جو ان تھوڑے لفظوں کے دور میں کہیں کہیں نظر آتا ہے۔ پھر برائیوں کی  
 صحبت کی برکت سے لوگوں کی اصلاح کا جذبہ آپ کی طبیعت کو کبھی غور پر درست  
 ہو جائے۔ حضرت کے بیانات کا لازمی حصہ ہے، لہذا حضرت کے خطبات و بیانات  
 شریعت (مراعات) کا ایک حسین امتزاج دیتے ہیں۔ جن میں عالمانہ تحقیق، تحقیقات و بیانات  
 کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ صوفی، سنی اور عربی کی سوجھی بھٹی بھی جلوہ نما ہوتی ہے۔

الحمد للہ "بیت العلوم" کو یہ شرف حاصل ہو کہ پہلی مرتبہ حضرت کے ان اصلاحی  
 پر مغز اور آسان بیانات کو حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی کے تجویز کردہ نام "اسلامی  
 تقریریں" کے نام سے شائع کر رہا ہے۔ اصلاحی تقریریں بعد اولیٰ دوم، سوم، چہارم، پنجم  
 اور ششم کی غیر معمولی شہریت کے بعد اب جدید جلد مفتی آپ کے سامنے ہے۔ جس میں

کے کچھ بیانات لاہور اور اپنی اور دوسرے قلمی و فنی مکتوبات کے شامل ہیں۔ اس کتاب کی طباعت و ترتیب کا کام مولانا ابوالکلام آزاد (رحمۃ اللہ علیہ) نے اعلیٰ علم کریم سے لے کر انجیل تک کیا ہے۔ اس میں حتیٰ الوثیقہ طباعت و ترتیب کا ذیلیاں رکھی گئی ہیں اور آیات و احادیث کی تفسیر بھی اردو کی ہے۔ چر بھی اُمروں کی تعلیمی نظر سے گزارنے کو براؤ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ "ہیت تعلیم" کی سب کوشش کو قبول فرمائے اور ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مفتی صاحب مدظلہ کو سعادت عاقبت عطا فرمائے تاکہ ہم حضرات کے بیانات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔

تو ہیں

بوالکلام

داعیہ عالمہ اشرفیہ

مدیریت تعلیم

## اجمالی فہرست

اللہ تعالیٰ کے محبوب کلمے  
کامل مسلمان کون  
اخلاص کی راہ میں حائل رکاوٹیں  
اچھایا بُرا طریقہ جاری کرنے کے  
اثرات و نتائج

ظلم کب مختلف صورتیں  
ماہِ ذی الحجہ کے فضائل  
عہدے کا ہدیہ  
دیوبندیت کیا ہے؟  
دینی تعلیم اور عصبیت  
اس خُلا کو پُر کریں  
صحیح مسلم کی نادر امثال شرح

## فہرست

### بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے کلمے

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ
	خطبہ مسنونہ	۲۳
	تسبیح	۲۴
	ترجمۃ الباب ۱۱ منہج	۲۵
۲۱	تاییدت کے معنی کی وضاحت	۲۶
۲۲	توجہ دینے کی قسم	۲۷
۲۸	میں نے مقامات جہاں کوئی سی کا نیاں نہیں کر سکے	۲۸
۲۹	افسوس کا اڑی سے طریق ہونا	۲۹
۲۹	ازن ایک غامضی "ازن" اضافی چیز ہے	۲۹
۳۰	جدید بات سے ہی حقیقت کو سمجھنا آسان کر دیتا ہے	۳۰
۳۱	میں اس چیز کی قسم کرتا ہوں کہ	۳۱
۳۱	صرف آپ ہی کا سہارا	۳۱
۳۳	وہ قسم ہے سہولت کے لئے	۳۳
۳۳	یا رسول! کتاب سنت میں ہائے وائوں کی تعداد	۳۳
۳۵	یا رسول! کتاب سنت میں ہائے وائوں کی صفات	۳۵
۳۶	سہولت کا معنی	۳۶
۳۶	اللہ "ختمی" کو "شعور" کے معنی	۳۶
۳۷	"سبحان اللہ و بحمدہ" کا معنی	۳۷



۳۸	ان دو جملوں کے فضائل	
۳۹	ان کلمات کی سب سے اہم صفت	
۳۹	بخاری شریف کی ابتداء اور اختتام میں لطیف ربط	

### ﴿کامل مسلمان کون؟﴾

۴۲	کامل مسلمان کون؟	
۴۲	حدیث کا ترجمہ	
۴۳	کاش یہ حدیث ہر مسلمان کو حفظ دیا ہو	
۴۵	”تکلیف نہ پہنچنے“ کا مطلب	
۴۵	یہ حدیث معاشرتی احکام کا بنیادی اصول ہے	
۴۷	”ادب“ کیا ہے؟	
۴۸	اگر وہ آدمی کسی سے نہیں تو محققو میں ادب کیا ہے؟	
۴۹	ادب بڑوں کا بھی ہوتا ہے، چھوٹوں کا بھی	
۴۹	غیر مسلموں کو بھی باحق تکلیف پہنچانا حرام ہے	
۵۰	اسلام نے جانوروں کے بھی حقوق رکھے ہیں	
۵۰	سید اصفہین کے واقعات	
۵۱	غربیوں کا حملہ ہے، اس لئے مکان پکا نہیں بنوا	
۵۲	اگر یہاں چھٹکے ڈالے تو غریب بچوں کا دل ٹوٹنے کا	
۵۳	”انور“ ناول کیسے ہے؟	
۵۳	بل جب ایک مسلمان کا دل کیوں دکھاؤں؟	
۵۴	رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل	
۵۵	ہم اپنا جائز وائس	

۵۶	”ترہان“ کو پہلے کیوں ذکر کیا؟
۵۶	سہ لہ ان دو اعضا کا ذکر کیوں فرمایا؟
۵۷	خلاصہ

### ✽ اخلاص کی راہ میں حائل رکاوٹیں ✽

۶۱	اخلاص کی راہ میں حائل رکاوٹیں
۶۲	بخاری شریف حدیث کی صحیح ترین کتاب
۶۳	امام بخاریؒ کا راہ التحریر کے رتبہ والے تھے
۶۳	اسلام آفاقی دین ہے
۶۴	امام بخاریؒ بھی انہی تھے لیکن
۶۴	اس زمانے میں علم حدیث پورے عالم و مسام میں پھرا ہوا تھا
۶۵	اٹھلی حدیث میں نام بخاریؒ کی احتیاط
۶۶	تفصیل علم کیلئے مشقتیں
۶۷	علم حدیث کے نئے محمد شہین کی قربانیاں
۶۸	پہلی حدیث مناسب باب کے عنوان سے نہیں، کیوں؟
۷۰	سائل کے شروع میں ہی اپنی منتیں درست کر لیجئے
۷۰	علم کی فضیلت آپ حاصل ہوگی؟
۷۱	دو بیجو کے بیشریے، لب مال اور حجب جاہ
۷۲	دنیا کا عظیم ترین منصب
۷۳	”عبد“ کیوں کہا گیا؟
۷۳	یہ اخلاص کے راستے کے ذائقہ ہیں
۷۳	حضرت عارفی رحمہ اللہ نے تقریریں کرنے سے منع کیوں کیا؟

۷۶	ہدایوں پر نقشوں کے بار بار سننا اور ہے ہیں	
۷۷	ہمارا انہی چارٹ و شمنوں کو لکھتا ہے	
۷۸	اب کرنا کیا ہے؟	
۷۹	مسواک کرنے سے تعلق قطع ہو گیا	
۸۰	”اجتہاد سنت“ کا مادی بنانے کا نیا مطلب ہے؟	
۸۰	”اب مال“ کی ذیل خطرات کی صورت	
۸۱	ہدایوں کے مال میں بہت امتیاز کی ضرورت ہے	

بچہ اچھا یا برا طریقہ جاری کرنے کے اثرات و نتائج

۸۵	اچھا یا برا طریقہ جاری کرنے کے اثرات و نتائج	
۸۵	قطبہ مستقیمہ	
۸۶	کتب کا تحریف	
۲	باب کا تعارف	
۸۷	اللہ کے قیام بندوں کی ایک خاص دعا	
۸۸	اس دعا میں دنیا و آخرت کی ہماری خوشیاں جمع ہو گئی ہیں	
۸۹	بہر سب کو یہ دعا مائیکے کا حکم دیا گیا ہے	
۹۰	دعا کا دوسرا حصہ	
۹۰	اس دعا میں شہادت بھی ہو گئی اور ہول بھی ہو گئی انشاء اللہ	
۹۰	حق تعالیٰ لوگوں کا امام بننے کا یہ فیہ مدد؟	
۹۱	اس صرف امتیاز کرنے کی ضرورت ہے	
۹۱	اللہ سے کہتے ہیں؟	
۹۳	ایک اہم بات	

۹۶	برقی پتیلے والے گلاب	
۹۷	دلہائی سے ہونے والی عیب و سبب استیصالی	

### ۱۰: نظم کی مختلف صورتیں :-

۱۰۱	نظم کی مختلف صورتیں	
۱۰۱	انگریز سوانہ	
۱۰۲	عہد ہٹ کا ترانہ	
۱۰۳	قیامت کے روز نظم کا بدلہ دیا جائے گا	
۱۰۴	نظم کی مختلف صورتیں	
۱۰۴	نیرت	
۱۰۵	بال کی آواز	
۱۰۵	نکس و تمغہ پر قہار	
۱۰۶	شریعت کے کمزوری پر چلنے والوں کا استہزاء اور انہیں پامال	
۱۰۶	مذہبِ ظلم	
۱۰۷	دعویٰ پھرتی کالیاں	
۱۰۸	شامت	
۱۰۸	دلورہ آتش کا تارِ مستحالی	
۱۰۹	دارالعلوم میں روزِ بیکہ کے معائنہ کس کا پایا	
۱۱۰	چند ماٹھے میں عہد سے شہدائے	
۱۱	بھکاریوں کا زبردستی سے ملنا	
۱۱	اور ماں کی عمر دس پر چاند افغان اور چٹنگ	
۱۱۳	خدا و مکتب پر غصہ کیا	

## ✽ مادہ ذی الحجہ کے فضائل ✽

۱۱۷	خطیب مہینہ
۱۱۸	ذوالحجہ کی سب سے پہلی فضیلت اس کے نام سے ہی ہے
۱۱۸	عشر ذی الحجہ کے فضائل
۱۲۰	ان دونوں میں کسی روز اس کی بھانے قطعہ روزے رکھنا بہتر ہے
۱۲۰	اگر کوئی شخص پورنی عبادت نہ کر سکتا ہو تو
۱۲	ان راتوں میں تسبیحوں کا پورا بھی زیادہ ہے
۱۳	دو کام ضرور کریں
۱۲۲	یومِ عید کی خاص فضیلت
۱۲۲	دُعاؤں اور صدقات کا بھی اہتمام کیا جائے
۱۲۳	سنا و سب کی چیز نہیں
۱۲۴	سنا و سب سنانے کی مثال
۱۲۵	ذوالحجہ کی ایک اور خاص فضیلت
۱۲۶	قربانی کا حکم کسی اور طریقے سے پورا نہیں ہوتا
۱۲۶	قربانی کس پر واجب ہے؟
۱۲۷	قربانی کا نصاب
۱۲۸	قربانی کے جانور کی شرائط
۱۲۹	قربانی کی قیمت و دما
۱۳۰	گوشت کا حکم
۱۳۰	قربانی کی کھال کے احکام

### ﴿عہدے کا بدیہ﴾

۱۳۵	عہدے کا بدیہ	
۱۳۵	خطبہ مسنونہ	
۱۳۶	ترجمہ حدیث	
۱۳۶	مفہوم حدیث	
۱۳۸	دنیا میں جو مال ناجائز طریقے سے آئے گا، آخرت میں سر پر لہا ہوگا	
۱۳۹	بدیہ لینا دینا مستحب ہے	
۱۳۹	عہدے کی وجہ سے ملنے والا بدیہ رشوت ہے	
۱۴۱	کونسا تحفہ عہدے کی بنیاد پر ہوتا ہے؟	
۱۴۱	کاروں کی لمبی قطار	
۱۴۲	عہدے کے سارے حقے گھر گھر جا کر واپس کئے	
۱۴۳	عہدے کا تحفہ دوسوں میں بھی ہو سکتا ہے	
۱۴۴	میری ذاتی احتیاط	

### ﴿دیوبندیت کیا ہے؟﴾

۱۴۷	دیوبندیت کیا ہے؟	
۱۴۸	پھوگنوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا	
۱۴۸	اس جامعہ میں حاضری کا شوق	
۱۴۹	بزرگوں کی برکتیں معمولی چیز نہیں	
۱۴۹	دارالعلوم دیوبند کی ایک اہم خصوصیت: اتباع سنت	

۱۵۱	ہم اپنا اٹل نام "ایچ اے ایل" کیوں رکھیں؟
۱۵۲	دیوبند میں "فرقہ وادیت" کی کوئی تعلیم نہیں تھی
۱۵۳	ہمارے دور سے "ترویجِ ہندوستان" کی خصوصیات و خصوصیات دور سے ہیں
۱۵۳	ہمارے بزرگوں نے ہمیں کرائی جتنی باتیں سکھایا
۱۵۴	ہمارے بزرگوں نے سب کام کرتے دکھائے
۱۵۵	بانی امتیازِ اسلامیات میں ہمارے بزرگوں کا طرزِ عمل
۱۵۵	سوالنامہ از علی رضا رحمہ اللہ کا قابلِ تقلید واقعہ
۱۵۷	سید احمد حسین رحمہ اللہ کی قصصِ شہادت غیر ملوانی کا عجیب نمونہ
۱۵۸	حضرت شیخ الحدید رحمہ اللہ کی قواعدِ کمالیت کا ایک واقعہ
۱۵۹	ایک فاضلِ حوریت کا انتقالِ خیر
۱۵۹	جہانگیر ہندوستان کی صفات سے محروم ہوتے جا رہے ہیں
۱۶۰	بلِ مدارس سے بچنے کوئی نکتہ نہیں
۱۶۲	چروہ دین پر کس کو ناخوشداری ہے

### بیچاری تعلیم اور مصیبت

۱۶۷	محبوبہ مستونہ
۱۶۸	حیدرآباد و سندھ سے بچنے کے نکتے
۱۶۹	قیام پاکستان اور مدارس عربیہ
۱۷۱	دین اسلام اور ہم
۱۷۲	درجہ کو حلقہ
۱۷۳	انصافِ ہم
۱۷۵	علم و دین و قرآن میں اور قرآن کا فائدہ

۱۷۶	فرض جین اور فرض کفایہ کی تفصیل
۱۷۷	علم تصوف کا ضروری حصہ بھی فرض جین ہے
۱۷۸	ریاض اطہم کی سرپرستی
۱۷۹	نیشنلزم کا بہت
۱۸۱	اسلامی قومیت
۱۸۲	استقامت
۱۸۳	پاکستان اعلیٰ اسلام کی پناہ گاہ
۱۸۴	اسلامی اخوت و محبت
۱۸۷	آئیپ سرکاری ادارہ شخصیت کی ضرورت
۱۸۷	سقم عمرانی
۱۸۸	بچوں کا چندہ
۱۹۰	مدد مسکین اور احسان
۱۹۱	تہمت تراشی
۱۹۱	اردو دانوں اور جستی والوں کی محرومی
۱۹۲	اگر انسان نہ بنے تو درندہ بھی نہ بنے
۱۹۳	مدد سے سے تقاضا کی اقل

### اس خلا کو پُر کریں

۱۹۷	اس خلا کو پُر کریں
۱۹۸	تشبیہ نہ نجات
۱۹۸	ہم و حوہ میں کھڑے ہیں
۱۹۹	میر سے دل پر بیٹ لگتی ہے



۹۹	یہ شفیق بھی نہ کرے فلکِ وفا ہے
۲۰۰	اے خدا کو چکر بٹا ہمارے سے آسمان کیسے رہا
۲۰۱	کیا ہماری پیواہ اور اس قابل ہے؟
۲۰۱	انہیں سب کا ایسا ہوتا ہے
۲۰۲	انہی سے تیاری نہ رہی
۲۰۲	عزم بڑا خیر ہے
۲۰۳	ایسا نہ کر نہ ہوگا
۲۰۴	ایک دن کے لئے مجھے چالیس دن کا نقصان
۲۰۵	ایک ہی
۲۰۵	اکابر و بطلان کی نمایاں خصوصیات
۲۰۶	ذکرِ قلبی کے حجبِ افغان
۲۰۷	وہی طریقہ سنت کے زیادہ قریب ہے
۲۰۸	سنت بھی مناخروں سے زندہ نہیں ہوتی
۲۰۹	مہربانی میں یاری تو ان کیاں نکادو
۲۱۰	طاہر کا آسمان قرین طریقہ
۲۱۱	جو اسرار سے سوال نہ کرے وہ خط لبِ عم نہانے کا مستحق نہیں

### صحیح مسلم کی غادر المثل شریح

۲۱۲	صحیح مسلم کی غادر المثل شریح
۲۱۲	تخصیص مسنونہ
۲۱۲	یہ فتویٰ صدیقوں میں نصیب ہوتی ہیں
۲۱۲	حافظ ابن حجر نے "فتح الباری" لکھ کر قرض چکا دیا

۲۱۷	عابد کوئی رخصت شدہ شریعاً اگرچہ دریا بہتا ہو دسے نہیں	
۲۱۷	غلام شیعہ حمد علی رخصت شدہ ہے۔ فقہ الحنفیہ کے حکم سے نکاح شریعاً نہیں ہو سکتا	
۲۲۰	فقہی احکام فقہ الحنفیہ کا عقیدہ ہے کہ شریعت میں تھے	
۲۲۰	سیرت میں یہ ہے	
۲۲۳	میں ہے تھا شارب	
۲۲۳	شیخ عبد القادر بن محمد درحدہ کی تقریظ	
۲۲۴	ذکر ہے۔ خلف قرصہ کی حفظ اللہ کی تقریر	
۲۲۵	میں نے اس شریعاً سے استفادہ کیا ہے	
۲۲۵	اس شریعہ کی ایک بار تصدیق	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



اللّٰہ تعالیٰ کے محبوب کلمے



سو سوئے                      اے کس سے کہہ پئے تھے  
 نہ تھے                      ادا ہے تو، کاشکی تیرے لیے جانی ہو لگا کر  
 ہمارے                      مہتاب تیرا، چہ ہو اور اصرار، ہوا ہے  
 تیرے                      سوئے تیرے ہی نے، تیرے ہی سے ۱۳۳۴ھ  
 تیرے ہی سے ہوا ہے                      اچھا، کچھ ہو جائے  
 ہمارے                      محروم، اہم و زور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ﴿اللہ تعالیٰ کے محبوب کلمے﴾

خطبہ مسنونہ:

الحمد لله حمداً ونحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به  
و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من  
سوء أعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلل  
الله فلا هادي له و نشهد أن لا إله إلا الله وحده  
لا شريك له و نشهد أن سيدنا و مولانا  
محمداً عبده و رسوله صلى الله تعالى عليه و على  
آله و صحبه اجمعين و سلم تسليماً كثيراً كثيراً

اما بعد!

باب قول اللہ تعالیٰ: و نضع الموازين القسط يوم  
القيامة و أن اعلم أن مبی آدم و قولهم یوزن و قال  
مجاہد: القسط: العدل بالرومية و قال القسط  
مصدر: القسط و هو العادل اما القسط فهو النجار

حدثنا احمد بن اشکاب حدثنا محمد بن فضیل بن  
عسار عن القعقاع عن ابی زرعة عن ابی هريرة  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم: کلمتان حمیتان إلی الرحمن، خفیتان  
علی اللسان، الثقلتان فی المیزان، سبحان اللہ  
وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ ۱

### تعمید:

بزرگانِ محترم اور برادرانِ عزیز اور عزیزِ طلبہ کرام! جیسا کہ معلوم ہے کہ کتاب شیخ بخاری کے سب سے آخری باب کی عبارت انہی پڑھی گئی۔ اور اسی باب کے تحت آئے اول حدیث اس کتاب کی سب سے آخری حدیث ہے۔ اس پر امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مکمل فرمائی ہے۔

جہاں تک اس ترجمہ الباب اور حدیث کے الفاظ کی لغوی و نحوی اور صرفی تحقیق کا معاملہ ہے۔ اس کی ضرورت قطعی طلبہ کو عموماً نہیں ہوتی اور اگر کچھ ہوتی ہے تو اساتذہ بیان فرمادیتے ہیں۔ یہ حدیث دوبار پہلے بھی آچکی ہے۔ آپ اس کی لغوی و صرفی تحقیق پیچھے پڑے چکے ہوں گے۔ اس لئے میں اس باب کے الفاظ کی لغوی و صرفی اور نحوی تحقیق میں زیادہ کلام کرنے کے بجائے بعض دوسری پیچیدہ باتوں کے بارے میں عرض کروں گا امید ہے کہ میں لغوی و صرفی تحقیق کی ضرورت ہوگی تو وہ بھی خدمت آجائے گی۔

### ترجمہ الباب کا مفہوم:

آپ حضرات کو یہ بات معلوم ہے کہ امام بخاری کا طریقہ اپنی کتاب میں یہ

ہے کہ ان کے باب کا عنوان (جسے ہم حدیث کی اصطلاح میں ”ترمذیہ“ کہتے ہیں) شریعت کا ایک مستند ہوتا ہے اور اس قرآنہ الکتاب کے تحت امام بخاری راستہ اللہ تعالیٰ جو حدیث یا حدیثیں لاتے ہیں، وہ اس مستند شریعہ کی دلیل شرعی ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہاں امام بخاری نے اس باب کا جو عنوان قائم کیا ہے، وہ آیت قرآنی کا ایک حصہ ہے۔ جسے محفوظ یہ ہیں:

”ثَابِتُ قَوْلِ اللَّهِ وَتَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ  
الْقِيَمَةِ“

یہ باب ہے اللہ کے ارشاد ”وَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ  
الْقِيَمَةِ“ کے بارے میں۔

آیت کے اس حصے کا ترجمہ یہ ہے: اور قیامت کے روز ہم میزان  
عدل قائم کریں گے۔ (انبیاء: ۷۰)

”موازنین“ میزان کی جمع ہے۔ اور وہ عربی اور فارسی میں یہ فقرہ قرار دے لئے  
استعمال میں ہے۔ یعنی ہر وہ آدمی جس کے ذریعے سے کسی چیز کا وزن کیا جائے گا وہ میزان  
ہے۔

”القسط“ موازنین کی صفت ہے کہ وزن کرنے والی چیزیں (یعنی توازن و  
آات) انصاف کرنے والی ہوں گی۔

اصل میں ”وَضَعُ الْقِسْطَ“ مسدود ہے۔ جس کے معنی ہیں ”انصاف کرنا“۔ لیکن یہاں  
پہلے ”وَضَعُ الْقِسْطَ“ کے معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی انصاف کرنے والا۔ جیسے ”وَضَعُ الْقِسْطَ“  
کہا جاتا ہے تاکہ دلیل عبادت کے معنی میں ہوتا ہے۔

نہ مطلب یہ ہوا کہ ہم ابھی میزانیں قائم کریں گے کہ جو پرانے اور انصاف  
کرنے والی ہوں گی۔ من میں نہ ہو اور بلکہ بل برابر بھی فرق نہیں دے گا۔ بالکل سچی

وزارت کرناٹک، ان میں کمی نشانی کا دورہ رتبہ عونیٰ بدرستہ ہوگا۔

”لیوم القبعۃ“ ایسی ہیوم القبعۃ۔ قیامت کے دن یہاں پر اسم فی کے معنی میں ہے۔ یعنی میرا میں قیامت کے روز قانع ہو جائیگی۔

ان مجتہدوں میں سے میرے کاؤز ہو گا<sup>۱۹</sup> میں گاؤں میں رہتا تھا۔ اس لیے

**زیر ان اعمال نبی آدم و اولہم یوزن**

’انسان نے تمام اہل اہل اور ان کے اقوال کا وزن کیا جاے گا۔‘

اس سے پتہ چا کہ ان میزاقوں کے اندر انسان کے اعمال اور قوالی کا وزن کیا ہے۔

یہاں پر ”وقولہم“ کا لفظ ہے۔ بعض دوسرے نسخوں اور روایتوں میں ”اقولہم“ ہے جو کہ حج کا سینہ ہے اور یہی زیور و راجح اور اعمال کے اعتبار سے زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ اعمال بھی حج سے اور اقوال بھی حج سے۔

حاصل یہ نکلا کہ انسان کے تمام اعضاء ہرے عمائل اور اچھے ہرے قوال کا زمان  
"ان میں انوس میں کپا جائے گا بوقت موت کے روز میر" ان حساب میں قائم کی جائیں گی۔

قیامت کے دن کی بولانا کی:

قیامت کا دن وہی دن ہے جس کو آج کرمیہ روڈ پر وال تاج ہے۔ اور القلوب  
الکائنات کے اسے دریا بن جائے گا۔ اس سورۃ فاتحہ میں "یوسف المدین" کے نام سے ذکر  
کیا گیا اور تمام مسلمانوں پر قیامت تک کیسے اور کونساں کتب پر جو نفاذ رکھی جائیں اور جس کو یہ  
مذہب جو مسلمانوں کی نفس، دل کی توجہ دے گا۔ عربی اور یہ جہزی، اپنے لیے جو یہ سماعت ہے،  
اور جس کو یہ سماعت ہے، جو مسلمان ہیں اور جو مسلمان ہیں جو مسلمان ہیں جو مسلمان ہیں۔



اور سورۃ فاتحہ کے اندر یہ آیت ہے۔

﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ (انقرض)

''(اللہ تعالیٰ) مالک ہے روز جزا کا۔''

بڑا اعلیٰ کا یہ دن بڑا خوفناک دن ہے۔ اس پوری کائنات کی تخلیق کا انجام اس دن ظاہر ہونے والا ہے۔ ہم سب یہاں امتحان گاہ میں بیٹھے ہیں۔ نتیجہ اس دن نکلنے والا ہے۔ ہم سب کو جو لمحات گزرتے ہیں چاہے وہ گھر میں گزریں یا مسجد میں، مدرسے میں گزریں یا بازاروں میں، عبادت میں گزریں یا کھیل و تفریح میں، اچھے کاموں میں گزریں یا برے کاموں میں۔ یہ تمام لمحات درحقیقت امتحان کے لمحات ہیں اور یہ پوری دنیا امتحان گاہ ہے اور ہر انسان بالآخر ہونے کے وقت سے لے کر موت کے لئے تک اس امتحان گاہ میں ہے۔ یہ ایسی امتحان گاہ نہیں ہے کہ جس میں قسم سے لکھ کر امتحان دیا جائے بلکہ یہاں ہر حرکت اور سکون، ہر قول اور فعل امتحان کا حصہ ہے اور امتحان کا ہر حصہ دیکھاؤ ہو رہا ہے اور اس کے نمبر لگے۔ جے ہیں۔ کوئی چیز ضائع ہونے والی نہیں ہے مگر ان کا تین اس کا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں۔

پہلے یہ باتیں سمجھ میں آنا مشکل ہوتی تھیں لیکن جدید دور کی ایجادات نے ان کو سمجھنا آسان کر دیا کہ اقوال کو کیسے محفوظ کیا جاسکتا ہے اور اعمال کو کیسے دوبارہ دکھایا جاسکتا ہے۔

## عمر بھرنے کی قسم:

حضرت ربیع بن خثعم جو حضرت حمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشہور شاگرد مشہور ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں، سب انہوں نے یہ حدیث پر بھی کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق جنت سے ملنے یہ آزمائش لے اور یہ مخلوق کو منہمک کر دینا تو ان کے اوپر ایسا خوف

سودہ ہو اگر انہوں نے قسم کھائی کہ جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ میں ہانت وادب میں شامل ہوں، اس وقت تک میں جنسوں کا نہیں۔ مگر جہاں خوف کی وجہ سے جسے نہیں کہ پتہ نہیں میرا شمار کون سی جماعت میں ہے۔ جب انتقال ہوا تو دیکھتے ہوں کہ بیان ہے کہ ہم سب نے دیکھا کہ وہ جنس رہے تھے۔

انہی کے بعد اُنی دفع نے بھی ایسی قسم کھائی تھی اور وہ بھی مگر جہاں خوف سے نہیں جنسے کہ پتہ نہیں میرا نام کون سی جماعت میں شامل ہے۔ غسل دینے والوں کا بیان ہے کہ جب ہم ان کو غسل دے رہے تھے تو وہ مسلسل مترار رہے تھے۔ یہ مسئلہ امت مرنے کے بعد بھی ان کے چہرے پر نمایاں تھی۔

قرآن کریم قیامت کے خوفناک مناظر کو روزانہ یاد دلاتا ہے۔ نماز کی ہر رکعت میں کہتا ہے کہ یہ یاد رکھو کہ میدانِ حساب میں ہی تمہارے تمام اعمال کا نتیجہ نمودار ہونے والا ہے۔ اس دنیا کی فطرتوں میں تم نہ ہو جاتا۔ یہ نتائجِ ضرور ہے۔ اس میں کھوت جاتا، اپنی منزل بھول نہ جاتا، اپنی پوچھی کھوئی نہ کر دیتا۔

### تین ایسے مقامات جہاں کوئی کسی کا خیال نہیں کریگا:

۱۔ حضرت سیدنا زکریاؑ کی حلیل احمد چھیتی روزہ محترم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ غور کیجئے اس سوال سے کیا جا رہا ہے۔ رحمتِ معالیٰ سے جو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے اور وہ آپ کے شبہ بھی تھے اور ثبوت بھی ایسے کہ بہت چاہئے والے تہذیب اور بیوی بھی چھیتی بیوی۔ تو اس چھیتی بیوی نے سوال کیا یا رسول اللہ! جب ہم ان حساب میں ہوں گے تو آپ وہاں بھی نہ رہے خیال، جس کے پاس آپ شبہ نہ رہے جواب میں فرمایا کہ وہاں نہیں واقع ایسے ہوں گے کہ کسی کو کسی کا خیال نہیں آئے گا۔ ہر ایک واپسی اپنی پڑی

ہوگی۔ نفسِ نفسی کا عالم ہوگا۔

ایک دو وقت جب اعمال نامے لے کر آئیں گے جب تک وہیں ہاتھ میں اعمال نامہ نہ جائے اس وقت تک کسی کو کسی کا ہوش نہیں ہوگا۔ دوسرے دو وقت جب اعمال نامے پڑھان عمل میں مل رہے ہوں گے اس میں جب تک ٹیکڑوں کا پڑا ہناری نہ ہو جائے اس وقت تک کسی کو کسی کا ہوش نہ ہوگا۔ تیسرے دو وقت جب پڑھ صراط سے گزر ہوگا۔ جب تک پل صراط سے پار نہ ہو جائے کسی کو کسی کا ہوش نہ ہوگا۔

یہ کون فرما رہا ہے؟ تاجدارِ دو عالم، شیخ الحدیث، صاحبِ مقام محمود اور صاحبِ شفاعت کبریٰ اپنی ذہینت و صدیقہ ہمت صدیق کے سوال کے جواب میں فرما رہے ہیں۔ یہ روایت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی اعلیٰ معلوم میں نقل فرمائی ہے۔

### اعمال کا وزن کس طرح ہوگا:

انسانی اعمال واقوں کا وزن کیسے ہوگا؟ جمہورِ علم اس سنت و الجماعت پر جواب دیتے رہے ہیں، روایت سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے اور بعض آیات قرآنیہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ انسان کے تمام اعمال و اقوال آخرت میں مجسم شکل میں بدلے جائیں گے۔ اول کو بھی جسمانی شکل دے دی جائے گی اور اقوال کو بھی جسمانی شکل دے دی جائے گی پھر ان کا وزن ہوگا۔

### وزن ایک "عارضی" اور "اضافی" چیز ہے:

اور اب جدید سائنس نے یہ بات بھی بتا دی کہ کسی بھی چیز کا کوئی وزن اس کے ساتھ کوئی لازمی چیز نہیں ہے، ایک عارضی اور اضافی چیز ہے۔ دنیا میں تمام ایسے ایک وزن ہے۔ یہ خاص رقم ہے اس کا ایک وزن ہے۔ یہ ہر ہے اس کا ایک وزن ہے۔

دب است او پر سے جائیں یہاں تک کہ غلام میں پہنچ دیں۔ اس وقت ان کا کوئی وزن نہیں رہتا۔ بلکہ یہ وزن بڑھ جائے گا۔

اب تو اس حالت میں وہ کئے بخلافی جہاز نمودار میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ زمین کی کشش سے آزاد ہو کر وہاں ان کا کوئی وزن ہی باقی نہیں رہتا۔ یہ بات آپ غور سے دیکھیں۔

یہ معلوم ہو کہ وزن کسی جسم کا ارضی جزو نہیں ہے۔ ایک مادہ جس میں ہے۔ کبھی اس کا وزن ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا۔ زمین کی فضا میں وزن ہے، خلا میں وزن نہیں چاہے پر کتنی چیزیں ہوں وزن تو اسے نکال کر مٹا دیا جاتا ہے جس کا وزن ہے کیونکہ زمین پر انہیں ہے۔ اس کی کشش زیادہ ہے اس لئے یہ زیادہ تیزی سے جسم کو اپنی طرف کھینچتی ہے جبکہ چاند زمین کے مقابلے میں کم جسامت والا جسم ہے۔ وہ کم تیزی سے جسم کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کھینچنے کی اس قوت کو "کشش ثقل" کہتے ہیں اور کشش ثقل ہی حقیقت وزن کا حامل ہے۔ ایک چیز جس کا وزن زمین پر ایک کلو ہے، جب آپ اسے چاند پر لے جائیں گے تو وہ کھلاؤ کے قریب روہنے لگا اور اگر خلا میں لے جائیں تو اس کا کوئی وزن نہیں رہے گا۔

ہدیہ آلات نے اس حقیقت کو سمجھنا آسان کر دیا ہے:

یہ طریقے کے بدست یہ اثبات کہ آج دنیا میں ان کا کوئی وزن نہیں نہیں کثرت میں ان کا وزن ہو جائے گا اور یہ ان عمل میں وہ وزن حاصل ہو جائے گا۔ اس پر کوئی تعجب نہیں ہو چاہیے کہ احوال کا وزن کیسے ہوتا ہے۔

اور پھر آج کل کی ہولناکیاں ہیں، شیعوں نے تو اس بات کو آجکل سے زیادہ "سائنس" کہہ دیا۔ آج کل یہ چیز کو مانا جاتا ہے کہ حرارت کو بھی پایا جاتا ہے، گرمی، آبی، دھواں

تایا جاتا ہے درخت کو بھی۔ غرضیکہ ہر چیز کی جانکشی اور ناپنے کے آلات ایجاد ہو گئے ہیں تو اللہ رب العالیٰ جو ہماری کائنات کے خالق ہیں۔ اس کے لئے اعمال کا وزن کرنا کیا مشکل ہے؟ وہ ان سیزنوں کے ذریعے اعمال کا وزن فرمائے گا۔

## ہمیں کس چیز کی فکر کرنی ہے؟

اس کے پتہ میں زیادہ دقت پڑے کہ وہ کیسے وزن کرے گا؟ یہ کام جس کے کرنے کا ہے۔ ہمیں اس کی فکری ضرورت نہیں۔ ہمیں تو اس بات کی فکر کرنی ہے کہ ہمارے اعمال کا وزن ہونے والا ہے۔ آخرت میں ہم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم یہ کیا کرتے ہو؟ ہم اعمال کا وزن کس طرح کریں گے؟ اس کی ممانعتی توجہ کیا ہوگی؟ آخرت میں تو یہ کہا جائے گا کہ وزن اعمال کے لئے لائے کیا ہو؟

## صرف ایک نیکی کا مستحق:

اور یہ وہ وقت ہوگا کہ جب ایک ایک نیکی کام آئے وہی چیز ہوگی۔ اپنے استاد محترم دھرت سوانہ جہان محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک حکایت سنی تھی جو میدانِ حربہ میں پیش آنے والی ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک شخص اپنے اعمال کے برآئے کا، اس کے ایک اعمال اور گناہوں دونوں کا وزن ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غامدہ یہ ہے اور تمام اعلیٰ حالت و انجاعات کا اس پر اتنا حق ہے کہ وہ اپنے اعمال کے نتیجے میں جس نے اعمال کا وزن بڑھایا ہے گا۔ وہ جنت میں جائے گا اور جس کا وزن کم ہو جائے گا۔ وہ جہنم میں جائے گا۔ کہ مستحق ہوگا۔ اور جس کا وزن برابر ہے وہ وہاں جہنم میں جائے گا۔ لے جائیں گے۔ جنت میں نہ جائیں گے۔

تو ایک شخص نے کہا۔ ترارہ کے ایک بڑے میں اس کی کیا پیاں رکھی جائیں گی

اور دوسرے چڑے میں گناہ، غیص کا پلڑا تھوڑا سا اونچا ہو جائے گا۔ دوسرے بول کا پلڑا تھوڑا سا نیچا ہو جائے گا۔ یہ پریشان ہو جائے گا۔ فرشتے جن کے تہاں سے پاس صرف ایک نیکی کی کمی ہے۔ انہیں سے آگے تو غلیوں کا پلڑا جھٹک رہے گا، ہاں نیکی جو ہے نیکی۔

ان کو قدرے اہمیزان ہوا کہ حامد آسمان ہے۔ صرف ایک نیکی کا مستند ہے۔ کس طرح درشت اور سے مالک لوں گا، دو ٹکے دے دیگا۔ یہ جو ہے، ایک دوست سے سوا کتہ ہوگی۔ اسے سارا ماجرہ سنائے گا۔ دو کبے کا کہ بھائی! معذرت چاہتا ہوں۔ دین کا معاملہ اٹک تھا۔ یہاں پر میں تو کچھ حکایت نہیں کر سکتا کچھ تو میرے اہل کا بھی وزن ہے، وہ ہے۔ انہوں نے پاس ایک نیکی کی، مٹی کی تو میں کیا، ان کا۔

یہ شخص اس سے جدا ہو کر دوسروں کے پاس جا لے گا، بھڑکے پاس پہنچے گا۔ وہ بھی اتنا افسوس ہے، وہ آپ کے پاس چاہے، وہ آپ کے دینا، دینے میں جو میں تہاں سے لے کر سکتا تھا، چکا، یہاں میرے لئے اسے کرتا نہیں تھیں۔ انہوں نے پاس ایک نیکی کر ہوئی تو میں نے کرمں گا۔ آخر میں سب سے زیادہ محبت کرنے والے ذاتِ ماں و آبا کی۔ ماں کے قدموں میں چا کر پڑے گا کہ ماں امیر کی بیوی چاہا۔ میں کچھ نیکی کر دینا دینے میں تہاں کی خدمت میں بخولی بھی رہی، پیدہ بھی رہی، دھوا جائے کر تجھے ملایا، سب کچھ کیا، لیکن وہ دنیا تھی، یہ میدانِ حرا سب سے اونچے سے کچھ میرے میں عمل ہے۔ مجھے بھی ذلت اور سزا کا سامن ہے۔ میں یہاں تو کی دینی ہو نہیں کر رہی۔

یہ بھائی چاہے۔ ایک غصہ اس کا، سارا غصہ، کچھ دوسرے دوسرے دوسرے چھوٹے کو نہ تھوڑا ہاں سے یہ اتنا، اور چاہے۔ غصہ اس کا کہ اسے ہاتھ سے تہاں سے پاس لے لیا، نیکی نہ تھی ہے۔ ذلت کچھ اور خدا کا ہاتھ ہے، ہاں معاف ہے کہ میرے پاس نیکی کی۔ اسے ایک سے تو اب تو یہی اتنی نیکیاں تھیں کہ یہ نہیں تو میری یہ نیکی

میرے لیا کام آئے گی۔ چلو، میں یہ تہی تمہیں رہے دیتا ہوں تاکہ تمہاری تو جان بچ جائے۔

یہ خوشی خوشی ایک نیکی نے کر دیا اب محل کے پاس پہنچے گا اور اپنی نصیبوں میں شرم کرے گا۔ پلڑا بھٹک جاتے ہیں۔ نجات ہو جاتے گی۔ اللہ رب العالمین یہ سارا، چرا، کچھ رہا، دوکانیں بندوں اور فرشتوں کو جتنے کئے لئے اس سے پوچھئے گا کہ یہ تہی کہاں سے لائے؟ وہ اپنا قدمائے کا۔ جواب: ملے گا کہ۔ نے کرنا تو ہو گئی کون ہے جو آج کے دن بھی سکھات کر رہا ہے۔ وہ فرشتے حاضر کی جائے گا۔ اس نے اللہ رب العالمین پوچھیں گے کہ تم نے یہ سکھات کیسے سرائی، جاؤ گے اس کے ماں، پاپ نے اسے جواب دے دیا تھا۔ وہ کہے گا کہ میں نے یہ سوچا کہ یہ ایک نیکی نہ ہی جان تو پچائیں سکتی۔ چلو میں اس سے اپنے بھائی کی جان بچاؤ۔ اس نے یہ نیکی میں نے اس کو دے دی۔ رشاد ہو گا تم نے ہمارے ایک بندے پر رحم کیا۔ ہر رحم پر رحم کرتے ہیں۔ تمہاری بھی بخشش کرتے ہیں۔

### عکاشہ تم سے سہقت ہے سچے :

تو یہ میدانِ حساب ہے اور وزنِ اعمال کا تھمن سرمدۃ نے دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کے مجمع میں مجھے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں کہ جو جنت میں بغیر حساب و کتاب کے داخل ہوں گے۔ حضرت عکاشہ بن محسن کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ما فرمایا ہے کہ میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں۔ حضور ﷺ نے اے قہرمان! اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی شامل فرمایا ایک اور مخالف کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! میرے لئے بھی ما فرمایا ہے کہ میں آپ نے جواب میں فرمایا عکاشہ تم سے سہقت ہے سچے۔ (صحیح مسند ابی داؤد، باب مدخل علی رسول اللہ ﷺ میں مسندیں لکھی ہیں)۔

یہ ایک طویل بحث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مجلس میں وحاشہ کے حادہ کسی اور کے لئے یہ دعا کیوں نہیں فرمائی؟ طلبہ نے یہ بحث بخاری المسلم میں چھ لی ہوئی۔ اس لئے میں اسے چھوڑا ہوں۔ البتہ اس حدیث سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ جب صرف ستر ہزار بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے اور سچا کرام کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے تو جب سارے کے سارے صحابہ بھی اس جماعت میں داخل نہیں ہو سکیں گے تو یہ دعا کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ اللہ! ہمیں بھی اس جماعت میں شامل فرمادے کہ ہم کس شمار و تعداد میں! پھر یہ صحابہ کرام کے عابد و علیل و فقیر و غنی، امیر و مجتہدین، محدثین کرام اولیا، اللہ ہیں اور شہداء بھی موجود ہوں تو ہم کس حد سے یہ دعا مانگیں کہ اسے اللہ! ہمیں بھی اس جماعت میں شامل فرمادے۔

### بلا حساب و کتاب جنت میں جانے والوں کی تعداد

لیکن اللہ تعالیٰ جہانے خیر دے شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جنہوں نے مسلم شریف کی شرح ”فتح المبین“ لکھی اور اس میں یہ حدیث ذکر کر کے اس کے تحت ایک روایت اور لاکے۔ وہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں یہ جملہ لکھا ہے کہ

يَجْمَعُ كُلُّ الْفِ سِتُّوْنَ اَلْفًا (فتح المبین ۲-۵۵۳)

”(ان ستر ہزار کے مجمع میں) ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں

گئے (جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے)“

اب تعداد لاکھوں میں پہنچ گئی لیکن پھر بھی ہر سو پہنچتے تھے کہ ایک لاکھ سے زیادہ تعداد صحابہ کرام کی ہے، پھر تابعین، اولیا، صحابہ غنی، شہداء ہیں۔ اس لئے پھر بھی دعا مانگنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ جہانے خیر۔ علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ



اللہ تعالیٰ علیہ کو کر آگے انہوں نے ایک روایت سند جید کے ساتھ نقل کی۔ اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

﴿لَا تُحِيطُ بِثَمَرِهِ وَلَكِنَّ ثَلَاثَ حِكَايَاتٍ﴾ (بخاری ج ۲ ص ۵۵۳)

”پھر تمہارا رب اپنے تین لپ بھرے گا (انسانوں کے)“

یعنی پھر اور انسانوں کے تین لپ بھر کر انکس بھی ان لوگوں میں شامل کر دیا جو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک عی لپ میں کروڑوں، اربوں انسان آجائیں تو تین لیوں کے اندر نجانے کتنے لوگ آجائیں گے۔ اس واسطے میں تو اس روز سے یہ دُعا مانگئے لگا کر اے اللہ! ہمیں اپنی جنت میں بغیر حساب و کتاب کے داخل فرما۔ میں اپنے لئے بھی یہ دُعا کرتا ہوں، آپ کے لئے بھی کرتا ہوں، اور آپ سے یہ درخواست بھی کرتا ہوں کہ آپ بھی یہ دُعا کیا کیجئے۔

بلا حساب و کتاب جنت میں جانے والوں کی صفات :

یہ لوگ جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی صفات ذکر فرمائی ہیں کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ رب العالمین پر توکل کرتے ہوں گے۔ توکل کا حاصل یہ ہے کہ عقلی دے جے کا تقویٰ اور اخلاص و لصیحت کے جامع ہوں گے۔

لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ یا اللہ! آپ تو اس پر بھی قادر ہیں کہ بہت سے لوگوں کو مستثنیٰ کر دیں جس طرح ایک ٹکی دینے والے کو عام قاعدے سے مستثنیٰ کر کے جنت میں داخل کر دیا۔

قاعدہ یہ ہے کہ دنیا میں کی ہوئی ٹکی کا تو ثواب ملتا ہے، آخرت میں کی گئی ٹکی پر ثواب کا ہرہ نہیں۔ اگر آپ شخص نے دنیا میں نماز نہیں پڑھی اور سید ان حساب میں کہے

کہ اللہ میں اس اب نماز چھ لیتا ہوں۔ اس کا پڑمجھے دے دیجئے۔ تو ایسا نہیں ہو سکا  
گیا۔ آخرت میں وہی موقع سے مثل کا نہیں ملے گا لیکن جس شخص نے اپنی ایک نبی کے  
اپنے بھائی کی جان بخشی تو وہی اللہ تعالیٰ نے اسے بھی نوازا دیا (اللہ ان کے لئے یہ ٹیک کام  
آخرت کے میدان میں کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ بیکارک الحسب انک علی کل شی  
قدیر (۱) اے اللہ! آپ تو ہر چیز پر قادر ہیں۔ آپ پر کوئی کام آپ کو سہیجہ۔ آپ ہمیں  
بھی مساب و کتاب کے ہنر میں داخل فرما دیجئے۔

### حدیث کا متن:

”اے اللہ کے بیٹے کے بعد حدیث کا متن ہے۔ یہ حدیث اس پوری کتاب کی  
بیان ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

سُبْحَانَكَ حَبِيبُكَ ابْنِ الْوَحْدِ، خَلِيقُكَ ابْنِ الْغَلِي  
الْكَلْبَانِ، تَقْضِيكَ ابْنِ الْوَحْدَانِ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ  
سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ (۲)

”اے اللہ کے بیٹے ہیں جو محبوب ہیں رحمن کو وہاں پر بہت جگہ ہیں  
لیکن یہاں کل میں بہت بھاری ہوں گے۔“ (۱) کلمات یہ ہیں: ”  
سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ

لفظ ”رحمن“ کو استعمال کرنے کی وجہ:

”میں نے ایسا ہی نہیں فرمایا کہ خلیل ابی اللہ (اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں)  
واللہ اعلم جس سے مراد بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔“ ”رحمن“ کا لفظ مستعمل ہے اسے اللہ کی رحمت

والی صفت کا سوال دیے۔ اور رحمت والی صفات میں بھی "رحیم" کے بجائے "رحمن" کی صفت کو استعمال کیا۔ "رحمن" ایسا کلمہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور پر نہیں بولا جاسکتا کیونکہ "رحمن" کے نامہ رحمت کی وسعت اتنی زیادہ ہے کہ کسی اور کے نامہ پائی نہیں جاسکتی۔ رحمن وہ ہے جس کی رحمت مسلمانوں پر بھی شامل ہو اور کافروں پر بھی شامل ہو۔ سادے جہانوں پر شامل ہو۔

تو بتلایا کہ یہ دو کلمے ایک ہی ذات کی پندیدہ ہیں جس کی رحمت کی کوئی حد و انتہا نہیں اور جب اس کو یہ کلمات پندیدہ ہیں تو جو شخص ان کلمات کو یاد کرے گا وہ بھی رحمن کا محبوب بن جائے گا اور پھر اس پر رحمتوں کی بے انتہا بارش ہوگی۔

ان عظیم کلمات کی دوسری خاص بات یہ ہے کہ یہ زبان پر بہت جھلکے ہیں۔ ان کی ادائیگی میں کچھ مشقت اور وقت درکار نہیں ہوتا۔ اور پھر تیسری بات یہ ہے کہ میزانِ عمل میں بہت بھاری ہیں۔ جب انہیں میزان میں رکھا جائے گا تو میزانِ عمل کا پلڑا ہلکے جانے لگا۔

وہ کلمات یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ

**"سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" کا مطلب:**

ان کلمات کی صرفی و نحوی تحقیق کیا ہوگی؟ اس کی تفصیل آپ اپنے اساتذہ سے پڑھ چکے ہوں گے۔ بس اتنی مختصر عرض کرتے ہیں کہ "سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ" کے اندر جو "واو" آیا ہے۔ حاذق ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی دو تفسیریں دی ہیں۔

ان میں سے ایک یہ کہ یہ "واو" حالیہ ہے۔ اور دوسرے ذوقیہ زیادہ اچھا لگتا ہے۔ اگر یہ "واو" حالیہ ہو تو اس صورت میں لفظ "مطلبہ" لکھا جائے گا۔ اور چوتھی عبارت میں

ہوگی۔

﴿اَسْبَحْ مَبْحَاقَ اللّٰہِ خَالٍ کَوْنِیْ مُتَلَبِّسًا بِحَمْدِہٖ﴾

اَسْبَحْ شروع میں محذوف ہے۔ سبحان اللہ اس کا مفعول مطلق ہے۔ و بحمدہ

متلبس محذوف کی وجہ سے حال بنے گا۔ اب عمرت کا مطلب یہ ہوگا۔

میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہا ہوں اس حال میں کہ میں اس کی حمد بھی بیان

کر رہا ہوں۔

یعنی ایسا نہیں ہے کہ پہلے میں اس کی تسبیح کروں گا۔ پھر حمد کروں گا۔ بلکہ دونوں

کام ساتھ ساتھ کر رہا ہوں۔ گویا تسبیح و تحمید ساتھ ساتھ ہیں۔ آگے چلے نہیں۔ ایک ہی

لمحے میں دونوں کام ہو رہے ہیں۔

ان دو جملوں کے فضائل:

یہاں پر کھڑکان سے مراد 'مستعان' ہیں یعنی یہ دو جملے ایسے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کو

محبوب ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی سوئچ پر ایک روایت نقل کی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان میں سے صرف ایک جملہ کہنی سبحان اللہ

و الحمد للہ دن میں سو مرتبہ پڑھے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر پھر کہنا اسے

ہوں جتنے مسندوں کے چھاؤں۔ آگے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر

ان شخص کے گناہ نہیں ہیں تو مسندوں کے چھاؤں کے بیان اسے نیکیاں ملی جائیں گی۔

آگے فرماتے ہیں کہ اگر دوسرا جملہ بھی پڑھے تو سبحان اللہ و الحمد للہ کہنے سے تو اس کے

سارے گناہ معاف ہوں۔ اگلے جملے سے اتنی ہی نیکیوں کا تقاضا ہو جائے گا جتنے گناہ

معاف ہوں۔۔۔

## ان کلمات کی سب سے اہم معنی:

آپ اندر نہ سمجھیں کہ یہ کلمات نئے فضیلت والے ہیں اور ان میں ایک سب سے اہم معنی یہ ہے کہ یہ رخص کو محبوب ہیں۔ ہمارے مرشد حضرت ڈاکٹر عبدالحی عابدی عارفی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہاں غور کرو، اس میں لفظ ”محبوبین“ متناظر پڑتا ہے کہ یہ گلے رخص کو محبوب ہیں۔ اور جو چیز اللہ کو محبوب ہو، اس سے جو شخص بھی متعلق ہوگا، وہ اللہ کا محبوب بن جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ بزرگ اپنے مرید بن کر جو معمولات پر یہ ارشاد فرماتے ہیں، ان میں ہم کو کم از کم ایک صحیح ”سبحان اللہ و الحمد، سبحن اللہ الخضر“ کی بھی شامل ہوتی ہے۔

## بخاری شریف کی ابتداء اور انتباء میں لطیف رابطہ:

تخریص میں ایک بات مختصر عرض کر کے بات کو ختم کرتے ہوں۔ وہ یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب کو شروع کیا تھا ”اسم اللہ العظیم بالقیات“ کی حدیث سے۔ جس میں ہمیں یہ سبق دیا کہ آئے پڑھنے سے پہلے اپنی اپنی نیٹوں کو درست کرلو۔ چھٹی حدیث ہوئی، وہ یہاں ہی اس کا نتیجہ ہوگا۔ اُمرؤ آخرت کے لئے پڑھ رہے رہو تو آخرت پہنچے گی اور خدا تعالیٰ اُمرؤ و مہترہ ہے تو پھر وہ توہرے سامنے آئے گا۔

اعمال میں وزن پیدا ہوتا ہے، بخاری سے اپنا نچہ نمونہ لیا کھڑی نے طور پر کام کرتے ہیں ان کے اعمال میں وزن نہیں، اس کی طرح بخاری اللہ نے نئے کام نہیں کرتے تو قرآن عظیم میں کافروں کے نیک اعمال کے بارے میں فرمایا کہ

وَمَا يُلْقِيهِمْ تِلْكَ بَلِ اُولَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

”قیامت کے روز ہم ان کا ذرا بھی وزن تو نہیں کریں گے۔“

عمل جتنا زیادہ خالص ہوگا، اتنا ہی اس کا وزن زیادہ ہوگا۔

تو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلی حدیث میں سبق دیا کہ اپنی نیتوں کو درست کرلو۔ اور آخر میں یہ بتایا کہ نیتوں کی درستی کا انجام یہ ہوگا کہ اخلاص سے پڑھے ہوئے یہ چھوٹے چھوٹے جملے بھی ہزاروں عمل کو جھکا دیں گے۔ اور اگر نیت صحیح نہیں ہوگی تو اعمال بے کار ہوں گے، ان کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو موت کے کٹھن مرطلے سے، قبر کی منزل سے اور میدانِ حساب سے آسانی اور عافیت کے ساتھ گزار دے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

کتابخانه جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند



کامِل مُسْلِمَان کون



۱- حضرت مولانا مفتی محمد رفیع دہلوی مدظلہ العالی

۲- ڈاکٹر سید اچمداد، ماسٹر، جامعہ اسلامیہ، کراچی

۳- ڈاکٹر سید محمد رفیع، کراچی

۴- ڈاکٹر سید محمد رفیع، کراچی



## ﴿کامل مسلمان کون؟﴾

خصیہ مستونہ:

الحمد لله حمدةً ونستعينه ونستغفره ونؤمن به  
ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن  
سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضى له ومن يضلله  
فلا هادي له ونشهد أن لا إله إلا الله وحده  
لا شريك له وشهد أن سيدنا ونبينا ومولانا  
محمدًا عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى  
آله وصحبه أجمعين وسلم تسليمًا كثيرًا.

اما بعد:

عن عبد الله عمرو بن العاص رضى الله تعالى عنه عن  
النبي صلى الله عليه وسلم قال:

الْمُسْلِمُ مَنْ سَبَحَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ لَيْلَتِهِ وَيَدْعُو

الْحَقَّ بِلَا

## حدیث کا ترجمہ:

بزندگان محترم اور برادران عزیز!

یہ حدیث جو ابھی میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے، بخاری شریف میں بھی آئی ہے اور مستدرک شریف میں بھی۔ اسی حدیث جو بخاری و مسلم دونوں میں آئی، نو اسے ”مشفق علیہ“ کہا جاتا ہے۔ اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے:

”مسلمان دو ہوتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔“

## کاش یہ حدیث ہر مسلمان کو حفظ و یاد آجے:

یہ ایسی عظیم الشان حدیث ہے کہ دل چاہتا ہے کہ ہر مسلمان کو یہ حدیث حفظ ہو۔ ہمیں یاد ہے کہ جب ہم باطن پہنچے تھے۔ دیوبند میں رہتے تھے۔ میں قاعدہ پر حنا تھا، میری عمر اس وقت چھ سات سال ہوئی، تو جمعہ سے نور جمعہ کے درمیان جو رات ہوتی تھی، اس میں والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ فرصت ہوتی تھی، کیونکہ اگلے دن سبق نہیں پڑھانا ہوتا تھا جس کی وجہ سے رات کو مطالعہ بھی نہیں کرتا ہوتا تھا۔ تو اس رات اور جب کبھی بھی ایسا موقع مل جاتا تو اس وقت وہ ہمیں انبیاء و کرام کے قصے سنایا کرتے تھے۔ وہی قصے ہم نے بعد میں کتابوں میں بھی پڑھے لیکن ہمیں جب یاد آتے ہیں تو کتنوں کے حوالے سے یاد نہیں آتے، بعد والد صاحب نے نہانے کے حوالے سے یاد آتے ہیں۔ دوسرا ایسی ہوتی ہے کہ اس وقت کی ساری باتیں یاد نہ جاتی ہیں۔

اسی زمانے میں والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا مشہور درس ”تواریخ و انکشاف“ کے نام سے لکھا تھا۔ درس بھی میٹھے مدرس میں پڑھا، طلبہ کو پڑھایا بھی جاتا ہے

اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی چالیس حدیث اور ان کا ترجمہ ہے۔ دیوبند میں بھی چھپی تھی۔ یہاں بھی چھپی رہتی ہے۔ اب کچھ عرصہ پہلے دار الفکر کراچی کے استاد مولانا رحمت علی ہاشمی صاحب نے اس رسالے پر آسان سی تشریح بھی لکھ دی ہے۔ جس کی وجہ سے اب وہ عوام کے لئے بہت کام کی چیز ہو گئی ہے۔ نو ان چالیس حدیثوں میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ **الْمُسْلِمُ مَنْ سَبَحَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ لَيْلَائِهِمْ وَيَدْعُوَهُمْ**۔ جس سے یہ حدیث اسی وقت سے حفظ آیا ہے۔ جس وقت والد صاحب نے یہ رسالہ تالیف فرمایا تھا۔

### ”تکلیف نہ پہنچنے“ کا مطلب :

اس حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے۔ مراد یہ ہے کہ دوسروں کو ”ناحق تکلیف“ نہ پہنچے۔ مگر کسی حق کی وجہ سے تکلیف پہنچانی پڑے جیسے ”جہاد“ میں کافروں کو تکلیف پہنچانی پڑتی ہے۔ اسی طرح چوروں کے ہاتھ بٹھ پڑتے ہیں۔ ڈاکوؤں کے ہاتھ اور پاس دوسوں کا لئے پڑتے ہیں۔ قاتلوں کو قتل کرنا پڑتا ہے۔ یہ تکلیف ممنوع نہیں کیونکہ۔ یہ حق شرعی کی وجہ سے ہے۔ یہاں جس تکلیف سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے مراد ناحق تکلیف ہے۔

### یہ حدیث معاشرتی احکام کا بنیادی اصول ہے :

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ حدیث پورے اسلامی معاشرے سے متعلق احکام کا بنیادی اصول اور محور ہے۔ پہلے بھی یہ بات بتا چکے ہیں کہ اسلام مذہب نہیں ہے اور یہ ہے۔ پوری زندگی کا دستور منسلک ہے اور گمراہی کی تعلیمات کو دیکھا جائے تو بڑے بڑے پانچ اصولوں میں اس کی تعلیمات تقسم ہیں۔

پہلا مذہب ایمانیات ہے جس میں بتایا جاتا ہے کہ کن کن چیزوں پر ایمان لانا

ضروری ہے اور کئی چیزوں پر ایمان نہ لانا ضروری ہے۔

دوسرا حصہ عبادت ہے۔ جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ وغیرہ

تیسرا اہم معاملات ہے جیسے خرید و فروخت، تجارت، مزدوری، کاشتکاری،

صنعت، اسی کے اندر حکومت، سیاست اور عدالتی نظام بھی آجاتا ہے۔

چوتھا بڑا حصہ معاشرت ہے۔ معاشرت کا لفظ فطرت سے نکلا ہے۔ فطرت کہتے

ہیں "زندگی" کو۔ معاشرت کے معنی ہیں مل جل کر زندگی گزارنا۔ یہ جملہ آپ بہت شہتہ

ہوں گے کہ غار، معاشرہ کیا ہے۔ غار، معاشرہ بہت زیادہ غراب ہو چکا ہے وغیرہ۔ یہ غلط

اصل میں "معاشرت" ہی ہے۔

اسلام نے معاشرت یعنی مل جل کر زندگی گزارنے کے احکامات بھی بہت

تفصیل سے بتائے ہیں۔ ہر انسان کو تقریباً ہر وقت کسی نہ کسی انسان سے واسطہ پیش آتا

ہے۔ آپ یہاں بیٹھے ہیں۔ اس وقت آپ کا مجھ سے بھی واسطہ ہے اور برابر میں اور

آگے پیچھے بیٹھنے والوں سے بھی واسطہ ہے۔ نماز میں کھڑے ہوں گے تو وہاں آپ کا

واسطہ امام سے بھی ہوگا اور اپنے دائیں بائیں والے نمازیوں سے بھی ہوگا۔ یہاں سے

ٹھکیں گے تو راستہ میں میں نے ان سے واسطہ ہے، گھر پہنچیں گے تو جوئی، بچہ۔

میں، بھائی، ورنہ آپ سے واسطہ ہوگا۔ بازار یا نہیں گئے تو گاندھار اور دوسرے لوگوں

سے واسطہ ہے۔ دفتر جو میں گئے تو وہاں اپنے افسر ورائے یا انھوں سے واسطہ ہے۔ کون

یا جو نہیں گئے تو وہاں اپنے کارکن اور اپنے طر زمین سے واسطہ ہے۔ غرض ہر ایک انسان

کو تقریباً ہر وقت کسی دوسرے انسان سے واسطہ ہے۔ انسان بدلتے رہتے ہیں لیکن کوئی نہ

کوئی اس سے ہاتھ زندہ نہ کر لے گا۔ قرآن مجید ہر وقت ہمارے سامنے ہے جو انسان کے ساتھ اس طرح

پرانا نمونہ کہ انیسویں تکلیف اور نہ جاری نہ ہو، یہ اسلامی معاشرت ہے۔ اور اسی اسلامی

معاشرت کے احکام کا یہ باب ان حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان وہ ہوتا ہے کہ

اس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمانوں کو ادنیٰ تکلیف اور ناگواری نہ ہو۔

**”ادب“ کیا ہے؟**

یہاں ایک بات اور عرض کر دوں۔ ہمارے مرشد حضرت ذاکر مہدائیؒ نہ رنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس تھی۔ ہم بھی حاضر تھے۔ تو حضرت نے ایک سوال اٹھایا فرمایا کہ بھائی! یہ نقطہ بہت استہمال ہوتا ہے کہ فلاں کا م ادب کے خلاف ہے۔ فلاں کا م ادب کے موافق ہے۔ فلاں کا ادب ہے۔ فلاں ہے ادب ہے۔ سوال یہ ہے کہ ”ادب“ سے کیا مراد ہے؟ ہمیں تو کچھ ہمت نہ چڑی بولنے کی، اور بھی کوئی نہیں ہو گا۔ پھر خود ہی فرمایا کہ یہ بات آپ مجھ سے سن لیجئے۔ فرمایا کہ ادب یہ ہے کہ دوسرے کو آپ کے کسی قول یا فعل سے ملحق کوئی ناگواری پیش نہ آئے نہ چھٹوؤں کو تکلیف پیش آئے، نہ بڑوں کو۔

اب جو یہ کہا جاتا ہے کہ بڑوں کے سامنے گراؤں جھکا کر بیٹھو۔ زور زور سے نہ بولو، یہ بھی ادب ہے لیکن یہ ادب اس لئے ہے کہ اگر آپ اس طرح بیٹھو گے تو انہیں ناگواری نہیں ہوگی، اگر تشریف لے کر بیٹھو گے تو انہیں سے کہ یہ صاحب بہادر بن کر بیٹھا ہوا ہے، اس سے انہیں ناگواری ہوگی۔ زور زور سے بولو گے تو انہیں تکلیف پہنچے گی جس سے ناگواری ہوگی۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ بڑوں کے پیچھے پیچھے چلو کیونکہ آگے چلنے سے انہیں ناگواری ہوگی۔ لیکن یہ بات کوئی قاعدہ کلی نہیں کیونکہ جب ”ادب“ کی تعریف یہ ہوئی کہ ادب یہ ہے کہ دوسروں کو آپ کے قول و فعل سے ملحق ناگواری نہ ہو تو اس کے حسب سے ادب کی تفصیلات اپنے موقع کے اعتبار سے مختلف ہوں گی۔ کبھی بڑوں کے پیچھے چلنا ادب ہوگا لیکن کبھی بڑوں نے آگے بڑھنا ادب ہوگا۔ مثلاً انفرادیت تاریک اور خطرناک ہے، اس میں مجھ تو نہیں اور دیکھنا میں تو ہاں ادب یہ ہے کہ آپ آگے جائے جس کی بجائے اگر ایسا نہیں تو پھر پیچھے چلنا ادب ہوگا۔

## اگر وہ آدمی کسی سے ملیں تو گفتگو میں ادب کیا ہے؟

مسنم شریف کے اندر ایک واقعہ آتا ہے۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ ہم دو آدمی تھے۔ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے گئے۔ وہ مسجد چارے تھے جب ہم نے ان کو دیکھ تو ان کو سلام کیا اور ان کے ساتھ ہو لئے اور بات کرنا شروع کر دی۔ دو صحابی کہتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک طرف ہو گیا اور میرا ساتھی دوسری طرف ہو گیا۔

یہاں پر شارحین نے لکھ کہ ان صحابہ نے اپنے اس عمل کے ذریعے سے یہ ادب بتایا کہ ”اگر دو آدمیوں کو کسی بڑے سے بات کرنی ہو تو وہاں دب یہ ہے کہ ایک دائیں طرف ہو اور دوسرا بائیں طرف۔“ اگر یہ دونوں حضرات پیچھے چلنے تو بے ادبی کی بات ہوتی کہ اس میں اٹکلے آدمی کو بات سننے اور جواب دینے کے لئے بار بار پیچھے مڑنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر دونوں حضرات ایک طرف ہو کر بات کرتے تو یہ بھی بے ادبی کی بات ہوتی کیونکہ اس صورت میں اگر دوسرے سے بات کرتے تو سچ میں ایک آدمی کو چھوڑ کر جہ تک جھانک کر کرتے تو اس سے بھی تکلیف ہوتی۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بڑوں کے سامنے آہستہ آواز میں بات کرنا ادب ہے۔ ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ بہت سے طلبہ ہم سے بہت آہستہ آواز میں بات کرتے ہیں۔ اور زیادہ ادب کرنا جو تو من پر ہاتھ بھی رکھ لیتے ہیں۔ اب سمجھتے ہیں کہ ”تاکہ وہ تو کیا کہہ رہے ہیں۔ ہمارے پیچھے پڑتا ہے۔“ چھوڑ کر آہستہ کچھ میں آتا ہے۔ حالانکہ یہ ادب نہیں۔ ادب کا شہ نہ یہ ہے کہ آپ اپنی زور سے باتیں کر دو آسانی سے کہہ لیں۔ ہاں اپنی زور سے کبھی نہ بولیں کہ یوں معلوم ہو جیسے شامش زور ہے ہو۔

اور یہ بات آدمی اپنے عقل و فہم اور تربیت سے سمجھتا ہے کہ میرے کون سے فعل سے دوسروں کو تکلیف پہنچے گی، دوسروں سے فعل سے تکلیف نہیں پہنچے گی، کون سا موقع آپس میں لڑنے کا ہے اور کون سا موقع اور اپنی آواز میں ہت کرنے کا ہے۔ کون سا موقع آگے چلنے کا ہے، کون سا موقع ساتھ چلنے کا ہے اور کون سا موقع پیچھے چلنے کا ہے۔

ادب بڑوں کا بھی ہوتا ہے، چھوٹوں کا بھی:

ادب کی تعریف سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ ادب بڑوں کا بھی ہوتا ہے اور چھوٹوں کا بھی ہوتا ہے۔ یہ نہ کہ تکلیف سے تو چھوٹوں کو بھی بچنا ضروری ہے۔ ہذا ایسی بات یا کام کرنا جس سے بچوں کو تکلیف پہنچے، بچوں کے ادب کے مخالف ہے۔

اللہ والوں کی ہر بات کے وصالے میں وحی ہوتی ہیں۔ حضرت ماری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو بات فرمائی، یہ تقریباً ہی بات ہے جو جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمائی کہ **الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَبَدَنِهِ** (مسلمان وہ ہوتا ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ مامون محفوظ رہیں)۔

غیر مسلموں کو بھی نہ حق تکلیف پہنچانا حرام ہے:

یہاں ایک اور بات سمجھ لیجئے۔ شارحین نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں ”مسلموں“ کا لفظ قید امتداد کی نہیں ہے یعنی یہ مطلب نہیں کہ ایک مسلمان سے دوسرے مسلمان تو محفوظ رہیں، لیکن کافر مخلوق نہ رہیں یا پھر مخلوق نہ رہیں۔ یہ مطلب ہے کہ ”مسلموں“ کا لفظ امتداد سے مراد ہے۔ اس لیے استعمال کیا ہے کہ مسلمانوں کی امتی میں زیادہ تر امتداد سے مسلمانوں سے پیش آتا ہے۔ اور جس طرح مسلمانوں کو ذوق تکلیف پہنچانا جائز نہیں، اسی طرح کافروں کو بھی، حق تکلیف پہنچانا جائز نہیں۔

اور اب حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمان وہ بنو گئے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں۔ دوسرے خواہ مسلمان ہوں خواہ کافر۔ یہ بہت اہم اور یاد رکھنے کی بات ہے کیونکہ اس مسئلے میں بہت سے مسلمانوں کو غلط فہمی ہو جایا کرتی ہے۔ یہاں ہمارے ملک میں عام طور پر فاکروب عیسائی ہوتے ہیں یا ہندو ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ سوچنا کہ ان کو جتنا چاہو تکلیف پہنچا دو، ہرگز درست نہیں۔ خوب سمجھ لیجئے جس طرح کسی مسلمان کو ناخن آدیف پہنچانا حرام ہے اسی طرح ان بھاریوں کو بھی تکلیف پہنچانا حرام ہے۔ ان کو گالی دینا، ان کو ناخن برا بھلا کہنا، ان کی دل آزاری کرنا، ان کو مارنا پینہا اور ان کا حق مار لینا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ مسلمان کے ساتھ ایسا سلوک کرنا حرام ہے۔

### اسلام نے جانوروں کے بھی حقوق رکھے ہیں:

مذہب اسلام نے تو جانوروں کو بھی تکلیف پہنچانے کی اجازت نہیں دی۔ ان کے بھی حقوق مقرر کئے۔ خاتم الامت حضرت مولانا شرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جانوروں کے حقوق سے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس کا نام ہے ”حقوق البھائم“ (جانوروں کے حقوق) اس میں آپ نے یہ بتا دیا ہے کہ اسلام نے جانوروں کے کیا کیا حقوق رکھے ہیں۔ واللہ یہ ہے کہ اسلام میں جانوروں کے حقوق سے متعلق بڑی تفصیلات ہیں۔ اگر آپ نے کسی جانور کو پال لیا ہے تو ان کے جانے پہنچنے کا انتظام آپ کی ذمہ داری ہے۔ ان کی پشت پر اچھا بوجھ ادا نہ کرنا جس جانور کی طاقت سے باہر ہو۔

### سید اصغر حسین کے واقعات:

”انا اسوۃ حسنہ“ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، فرماتے ہیں: ”میں نے دیکھا“



ولی اللہ کہلاتے تھے۔ ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد تھے اور ہمارے دادا دادا محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے۔ بڑے اونچے درجے کے صاحب کثیف و کمالات بزرگ تھے۔ ان کی باتیں بڑی خرافات والی اور حکیمانہ ہوتی تھیں۔ کئی عظیم الشان تحقیقی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے سنے جایا کرتے تھے۔ والد صاحب کے ساتھ ہم بھی کبھی کبھی جا کر جاتے تھے۔ ہم تو سنے جایا کرتے تھے کہ ان کے باب جو بچے بھی جانتے، ان کو منٹائی ملتی تھی۔ ہم جانتے تو ایسے بھی ملتی۔ ان کے سر ہانے منٹائی رکھی رہتی تھی جب کوئی بچہ آتا، وہ اسے دھو منٹائی دے دیتے۔ اور ہم بس بھائیوں میں سے اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو والد صاحب انہی کے پاس سے جاتے۔ دو چھوڑ پھوٹ کر جے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب ٹھیک ٹھاک ہو جاتے۔ ڈاکٹر اور فیکیر کا غیر شاذ و نادر ہی آگیا، زیادہ تر انہی کے تعویذ اور جھاز بھونٹ سے کام چلتا تھا۔ دوسرے لوگوں کا خیال رکھتے میں ان کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔

### غریبوں کا محلہ ہے، اس لئے مکان یکا نہیں بنواتا:

آپ جس محلے میں رہتے تھے وہ غریبوں کا محلہ تھا۔ سب کے مکان چکے تھے۔ حضرت کا مکان بھی کچھ تھا۔ برسات ہوتی تو اس کی مٹی بہہ جاتی۔ اس کی لپیٹائی پونائی نہ ہوتی۔ سال میں ایک دو دفعہ لپیٹائی پونائی کی نوبت آتی جاتی جس پر انجمنی خاصی محنت نہ رہے ہوتی۔ بہت سے لوگوں نے کہا کہ حضرت اس پر بہت کا پیسہ کھادیں۔ والد صاحب کہتے ہیں کہ میں نے بھی کہا۔ ان کی ایک خاص عادت یہ تھی کہ جب کوئی چھوٹا انجمن کوئی مشورہ دینے تو اس کی حوصلہ افزائی بھی بہت فرماتے۔ والد صاحب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب تو سچ نکلتا ہے۔ آپ اپنے

مرکان پر سینے کا پلستر کر دیا۔ فرماتے تھے: "کتنی قطعہ کی بات کی۔ ماشاء اللہ آپ نے بہت اچھا مشورہ دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔" تعریف فرمادی لیکن بعد میں پتھر نہیں کیا۔ والد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ایک اور مرتبہ یاد دلایا۔ اس پر بھی خوب تعریفیں کیں کہ ماشاء اللہ کتنی عمدہ تجویز دی۔ بڑی عقیمانہ بات کی و فضول سال میں دو مرتبہ ہم تکلیف اٹھاتے ہیں آخر چہ بھی کرنا پڑتا ہے۔ ہاں بھائی! آپ نے بہت اچھا مشورہ دیا۔ یہ کہہ کر غاموش ہو گئے اور اس کے بعد بھی کچھ نہیں کیا۔ والد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے پھر ایک مرتبہ یاد دلایا تو فرمایا کہ: "دیکھو بھائی! بات یہ ہے کہ اس محلے میں سارے گھر غریبوں کے ہیں، سب کے گھر کچے ہیں۔ اگر میں نے اپنا گھر پکا دیا تو ان کے دل ٹوٹیں گے، ان کے بچوں کے دل ٹوٹیں گے۔" چنانچہ جب تک اس محلے کے سارے مکانات پکے نہیں بن گئے، حضرت میاں صاحب نے اپنا مکان پکا نہیں بنوایا، یہ تھے "الْمُسْلِمُونَ مِنْ سِلْعَةِ الْمُسْلِمِينَ" لسانہ ویدہ "پر عمل کرنے والے۔"

### اگر یہاں جھپٹکے ڈالے تو غریب بچوں کا دل ٹوٹے گا:

حضرت والد صاحب نے ان کا ایک اور واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ انہوں نے آم کھا منے۔ والد صاحب کو بھی کھائے۔ جب جھپٹکے اور گٹھیاں جمع ہوئیں تو والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ میں جھپٹکے کراؤں گا۔ فرمایا کہ نہیں آپ رہنے دیں۔ والد صاحب نے جب بار بار اصرار کیا تو فرماتے تھے کہ اچھا یہ تانا کہ جھپٹکے آتے ہیں؟ والد صاحب کہتے تھے کہ ہاں اچھیلنا کون مشکل کام ہے۔ وہ کوزے پر پھینک دے گا۔ فرمایا کہ نہیں، آپ کو جھپٹکے نہیں آتے۔ والد صاحب نے پوچھا کہ ان نے جھپٹکے میں اتنا غلط نہ ہو چکے نہیں؟ فرمایا: بہت عیرا غلط ہے۔ رات کو جب سب سو جاتے ہیں تو فلی سے ہاتھ نکال کر سب کے پاس یہ گٹھیاں بیچتا ہوں۔ جہاں سے سب

سویرے لوگ اپنے ڈنگروں (چانوروں) کو لے کر گزرتے ہیں۔ وہاں سے جا فور گزرتے ہوئے انہیں کھالیتے ہیں۔ یہاں اس لئے نہیں ڈالنا کہ یہ غریبوں کا محلہ ہے، اگر دن کے وقت ان کو یہاں ڈالا تو غریبوں کے بچے جب ان چھکوں کو دیکھیں گے تو ان کے دلوں کو حسرت ہوگی، ان کا دل ٹوٹے گا۔

### ”انور“ ناول کیسا ہے؟

ان کا ایک اور واقعہ تو ایسا عجیب و غریب ہے کہ آج اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ یہ واقعہ ہم نے اپنے والد صاحب سے بھی سنا اور اپنے بڑی بھائی ذکی کیفی صاحب مرحوم سے بھی بار بار سنا۔ ہمارے بڑے بھائی ذکی کیفی صاحب ان کے بڑے ماؤ لے تھے اور بہت کثرت سے ان کے پاس جاتے رہتے تھے۔ وہ ان کے خیر محبوب تھے اور لطیف سنایا کرتے تھے۔ ایک عجیب قصہ یہ سنایا کہ ان کے پاس ایک مشہور ناول تھا جسے وہ کسی دکاندار سے کرائے پر لے کر آئے تھے۔ جب پڑھ لیا تو اکاندار کو واپس دینے کے لئے جا رہے تھے۔ راستے میں خیال آیا کہ میاں صاحب کا گھر درمیان میں پڑتا ہے۔ چلو، ان سے سلام کرتے ہوئے چند جاؤں گا۔ کہتے ہیں کہ میں نے وہ ناول اپنے نیپے میں اڑس لیا اور اوپر سے کمر ڈال دیا اور پھر سلام کرنے کے لئے ان کی خدمت میں پہنچا، سلام کیا، حضرت نے خیر فریت دریافت کی اور اس کے بعد فرمانے لگے ”ہاں، ”انور“ ناول کیسا ہے؟“ (ناول کا نام ”انور“ تھا) آپ چونکہ صاحب کثرت پڑھ تھے، اس لئے نہیں پتہ چل گیا کہ اس نے ناول چھپا رکھا ہے۔

### بلاوجہ ایک مسلمان کا دل کیوں دکھاؤں؟

بھائی جان صاحب ہی نے ان کا یہ قصہ بھی سنایا کہ حضرت جس محلے میں رہتے

تھے۔ راستے میں ایک فاحشہ عورت کا۔ کان پر تاجدار۔ وہ پیشہ ور کہی عورت تھی۔ اسی زمانے میں وہ جوان تھی تو اس کے پاس گاہک آتے تھے۔ اب بوزمی ہوئی تھی تو گاہک نہیں آتے تھے۔ اور اس کو یہ سن کر بیٹھی تھی۔ شاید کوئی گاہک آجئے لیکن عام طور پر کوئی گاہک نہیں آتا تھا۔ حضرت میاں صاحب دہب اس کے گھر سے گزرتے تو پاؤں سے جوتے نکال لیتے اور ننگے پاؤں وہاں سے گزرتے، البتہ آٹے جا کر دیکھ لیتے۔ والد صاحب اور بھائی صاحب نے ان کو سختی سے یہ کہہ دیا کہ ایک دفعہ پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے؟ آپ ایسا کیوں فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ اس کی ایک وجہ ہے، لیکن اس وقت وہ نہیں بتائی۔ پھر جمعہ عرصے بعد دہب والد صاحب نے پوچھا تو فرمائیے کہ دراصل بات یہ ہے کہ پہلے جب یہ عورت جوان تھی۔ اس کے پاس گاہک بہت آتے تھے۔ اب بوزمی ہوئی سبب۔ گاہک نہیں آتے نہیں یہ منظر میں رہتی ہے۔ میں اس کا تجربہ آتے سے بہت پہلے جوتے اس لئے ہمارے لیتا ہوں تاکہ میرے قدموں کی آہٹ اس کو خانی نہ اے کیونکہ اگر اس کو آہٹ سنائی، اسے ٹی تو اس کے دل میں امید پیدا ہوئی کہ شاید کوئی گاہک آئے۔ اور جب میں گزر جاؤں تو اس کا دل ٹوٹے گا تو بلاوجہ ایک مسلمان کا دل کیوں دکھوں۔ وہ لکھنے ایک کبھی عورت کے بارے میں حضرت کی یہ وصیاء تھی۔

### رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل:

رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل بھی عامی زندگی سے مختلف تھا۔ آپ کے کسی عمل سے دوسرے کو جھکنا نہ پہنچے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں بھی رات تھی اور دن اب رسول اللہ ﷺ بھی یہ کہنے (ہجرہ عقبہ سے) نہ جاتے تھے صرف اسے پانی اٹھنے کا راستہ نہ تھا اور پانی نہ ملتا تھا۔ اسے رات تو اس میں

”مکھیں بند کر کے لیٹی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ سمجھے کہ میں سورہی ہوں حالانکہ میں جاگ رہی تھی۔ آپ نے میرا اس طرح خیال فرمایا کہ آپ آہستہ آہستہ پانچویں کی طرف سر کے باہر بہت آہستہ سے جوتے پہنے، پھر بہت آہستہ آہستہ قدم بڑھا کر چلے، پھر پیچھے سے دروازہ کھولا، پھر بہت آہستہ سے دروازہ بند کیا اور باہر چلے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ بھی پیچھے پیچھے چلی گئیں۔ جب حضور ﷺ کو دیکھا کہ واپس آ رہے ہیں تو یہ بھی بھال کر واپس اپنی جگہ پر لیٹ گئیں۔ فرماتی ہیں کہ میرا سانس پھو رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ کیا بات ہے؟ تمہارا سانس پھولا تو کیوں ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ یہ سن کر کہ میں آپ کے پیچھے آئی تھی اور پھر آپ کو واپس آتا دیکھ کر ہمدی سے ہنسنے پر آ کر لیٹ گئی۔

### ہم اپنا جائزہ لیں:

دیکھئے! اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ نے کمرے سے باہر نکلنے میں کتنی احتیاط فرمائی کہ آہستہ آہستہ اور چپکے چپکے سب کام کئے تاکہ عائشہ صدیقہ کی عینذراپ نہ ہو جائے۔ اب ہم اپنا عمل دیکھیں کہ ہم دوسرے لوگوں کو لذت سے بچانے کی کتنی کوشش کرتے ہیں۔ آج کل یہ عادت عام ہو گئی ہے کہ کمرے میں جب کچھ لوگ سو رہے ہوں تو نیا آنے والا بھی ضرور کھولتا ہے۔ حالات کا جائزہ لیتا ہے اور پھر جا کر اپنی جگہ سو جاتا ہے۔ بعض لوگوں کی نیند کمزور ہوتی ہے۔ لانت جلنے سے سن کی آگکھل جاتی ہے تو اس عمل سے سن کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ دو تکلیف ہے جو ہم اپنے عمل کے ذریعے سے دوسروں کو پہنچاتے ہیں۔

اسی طرح ہم زبان سے بھی دوسروں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے رہتے

ہیں۔ یہاں ہر ذرا پریشانہ فہرناک آواز ہے کہ زبان سے تکلیف پہنچنے کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ اس سے بچنے کا اور دوسروں کو تکلیف پہنچانے کا طریقہ کو جاننا اور مہارت کرنے والوں کی عبادتیں خراب کرنا اور جتنا چاہو دوسروں کو ستانا۔ خود یہاں بیٹھے ہیں اور اس کی مار دوڑا رہے ہیں۔

### ”زبان“ کو پہلے کیوں ذکر کیا گیا؟

حدیث میں جو فرمایا گیا کہ ”مسلمان وہ ہو جو جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے“ اس میں زبان کا ذکر پہلے ہے اور ہاتھ کا بعد میں۔ ہمارے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ میرا فرمایا کرتے تھے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہاتھ سے تکلیف پہنچانے کے مواقع بہت کم آتے ہیں بلکہ زبان سے تکلیف پہنچانے کے مواقع بہت زیادہ ہیں۔ ہاتھ سے تکلیف پہنچانا مشکل بہت ہے بلکہ زبان سے تکلیف پہنچانا آسان بہت ہے۔ آپ کسی طاقتور کو ہاتھ سے تکلیف نہیں پہنچا سکتے، اگر آپ اُسے ہاتھ سے تکلیف پہنچائیں گے تو وہ آپ کی مرمت کر دے گا لیکن زبان ایسی چیز ہے کہ کمزور سے کمزور آدمی طاقتور سے طاقتور آدمی کو تکلیف پہنچا سکتا ہے مثلاً میں فون کر کے تکلیف پہنچاؤں، لاؤڈ سپیکر پر کان، سے دی پارٹیڈ بواؤں کی ویس پڑا بھلا کہہ دوں۔ ہاتھ سے تکلیف پہنچانے میں محنت خرچ ہوتی ہے بلکہ زبان سے تکلیف پہنچانے میں کوئی محنت خرچ نہیں کرنا پڑتی۔ اسی لئے زبان کے ذریعے سے پہنچانی جانے والی تکلیفیں زبان کی تکلیفوں سے ناقص ہیں بہت زیادہ ہوتی ہیں تو چونکہ اس کی تکلیفیں کثرت سے ہوتی ہیں۔ اس لئے زبان کا ذکر ہاتھ سے پہلے فرمایا۔

### صرف ”ان دو اعضا“ کا ذکر کیوں فرمایا؟

اس میں زبان و ہاتھ کا ذکر کیا گیا۔ ان کے احباب یہ نہیں کہہ سکتے کہ

ناگہ آنکھ باسر سے کسی تکلیف پہنچانا جائز ہے۔ ہرگز چڑھیں۔ ان دو اعضاء کا ذکر صرف اس لئے کیا گیا کہ عام طور پر انہی دو اعضاء سے دوسروں کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔

خلاصہ :

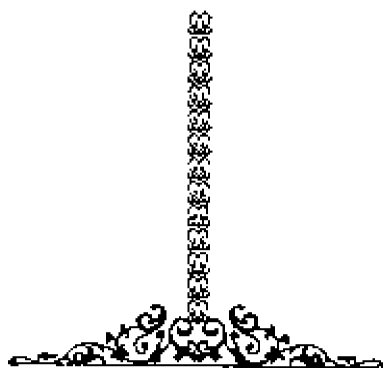
حدیث کا خلاصہ یہ نکلا کہ کسی بھی انسان یا جانور کو ناحق تکلیف پہنچانا مسلمان کا کام نہیں اور اگر کوئی مسلمان اس طرح کرتا ہو تو وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسے مسلمان کہا جائے۔ اس لئے صحیح اور کامل مسلمان بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ ہماری زبان و ہاتھ سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس حدیث پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین







اخلاص کی راہ میں کائنات کا وٹیں



مکمل سائنس و ایسی خاص رجسٹریشن	موسمیت
مطرحہ سائنس و ایسی خاص رجسٹریشن	مطرحہ
چھ مہینہ سائنس و ایسی خاص رجسٹریشن	مطرحہ
نہایت کم قیمت و ایسی خاص رجسٹریشن	مطرحہ
ایک مہینہ سائنس و ایسی خاص رجسٹریشن	مطرحہ
مکمل سائنس و ایسی خاص رجسٹریشن	مطرحہ

## ✽ اخلاص کی راہ میں حاکم رکعتیں ✽

خطبہ مسنونہ:

الحمد لله حمدة وسنعية ونسعة ونوماً  
وتوكل عنده رجود دالته من ضرور انفسنا ومن  
سبب اعمالنا من بيده الله فلا فضل له ولا ينقصه  
فلا هادي له ولا نتهد ان لا اله الا الله وحده  
لا شريك له ولا عهد ان سيدنا ومولانا  
محمدنا عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى  
آله وصحبه اجمعين ○

ابا بعد:

يا رب كيف تكلم الله الخ حي الخ حي الله حي  
عليه وسلم يا حي يا قيوم الله حي الخ حي الخ  
كما اوجب الخ روح والى من بعده، حدثنا  
الحمدى عبد الله بن رسلان حدثنا

حدثنا یحییٰ بن سعید لا تصاری قال اجبرنی محمد  
بن ابراہیم بن یحییٰ انا سماع بن خاتمہ بن وقاص الملبی  
بقول سمعت عمر بن الخطاب علی لمیر قال  
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول  
”تَمَّا الْأَعْمَالُ بِالْمَبَاتِ“ وَأَمَّا لَكِنِ امْرِئٍ خَلَاوٍ  
فَنُكِّنْتُ كَانَتْ هَجْرُهُ إِلَىٰ دُنْيَا يُثِيبُ“ أَوْ إِلَىٰ امْرَأٍ  
يُكَلِّبُ“ فَيَهْجُرُهُ إِلَىٰ مَا خَرَّابِهِ“

بخاری شریف، حدیث کی صحیح ترین کتاب

معارفہ کرامہ، درج طلبہ و معزز سامعین!

اللہ تعالیٰ نے فضل بزرگ سے آغوش گیس نگاروں کو یہاں تک حدیث پر تحقیق  
توثیق پوری ہے اور اس تحقیق میں کا آغاز بھی امام بخاری کی اس عظیم القدر کتاب سے  
ہو گا۔ اس کے بارے میں پوری امت کی شہرت فیض ہے کہ یہ صحیح و صحیح الحدیث  
ہیئت سے اپنی کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب بھی کتاب ہے۔

یہی دینی نے امام اس وقت بخاری کی شریف نے اعلیٰ کتب آج میں ہے۔  
جس کو سمجھنے کے لیے یہ وہاں میں بھی اپنے کتب کتابیں موجود رہی ہیں۔ اللہ آپ  
امانتوں کے اس کتاب اور اس کے معنی و تفسیر ہے۔ اعلیٰ میں ہے کہ یہ وہاں  
اور آپ اور اس کے معنی و تفسیر ہے۔

امام بخاریؒ، امام راہِ اُخیرؒ کے رہنے والے تھے

امام بخاریؒ کی ذات اللہ تعالیٰ علیہ الرحمہ کے لئے ہے۔

مشہور شیر ہے۔ اس بار ورس میلے ہی روپیوں کے تسط سے آزاد ہوا ہے۔ آزاد ہی کے بعد ہم بھی وہاں حاضر ہوئے تھے۔ الحمد للہ، کام بخیر کے طوار پر بھی حاضری ہوئی تو سر قند نے قریب "خرنگ" کے مقام پر واقع رہے۔

خداوند یہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ از پاکستان کے رہنے والے تھے۔  
از پاکستان مغربی ترکستان کا رہتا ہے۔ یہ وہی علاقہ ہے جسے مادراء النھر کا علاقہ کہا  
جاتا ہے۔ یہ اپنی کتابوں میں "مادراء النھر" کا لفظ بکثرت پڑھتے ہیں۔ لہذا اسے مادراء  
اور اسے آمراء ہے جو افغانستان اور ترکستان کے درمیان واقع ہے اور افغانستان اور  
ترکستان کے درمیان بھی وہی دریائے۔ پھر اسے اس علاقہ "مادراء النھر" کے ممالک ہیں  
جو مغربی ترکستان میں شامل ہیں۔ افغانستان اور ترکستان اور از پاکستان یہ چار  
ممالک ہیں۔ یہ یہ دونوں مغربی ترکستان کے علاقے ہیں۔ یہ دونوں نے ان ممالک ایک  
نام سے اس علاقہ ایک ملک بنائے تھے۔

اسلام آفاقی و بین :

ہم حال یہ پوچھا تو فرمایا ہے وہ ہم بظاہر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ علیہ رحمی ہیں۔ اللہ  
سب نعمائیں سے ایک نعمتی کو دروں علی کی احادیث کا سب سے بڑا کتابہ افتاء جامع ہے  
تو وہ کہ یہ کتاب کا اسامہ نے عربی سے لکھی بلکہ یہ فتویٰ دین ہے۔ اس کا اسم یہ ہے

أَسْمَاءُ الْبُرْجُونِي وَخَوَلِدُ بْنُ

اسلام آباد، ۲۰ ستمبر (پریس ریلی)۔

یہ اس وجہ سے کہ اس نے دو اسی روز کی میں، غصے سے کہتا ہے کہ اس نے اسے  
 مرنے سے نہیں بچا تھا، اس لیے اس نے اسے اس کے پاس سے ہٹا دیا۔

نمبر سولہ لاکھ کو دل و جان سے ماننے اور زبان سے اس کا اقرار کرنے کے بعد وہ سلامی برادری کا رکن بن جاتا ہے۔ اسلام کسی مادے، کسی زبان اور کسی نسل تک محدود نہیں۔

### امام بخاری بھی غنمی تھے لیکن

احمد رضاؒ عرب میں پڑے پڑے علماء، مفتیوں، محدثین اور محققین مودود ہیں۔ عام طور پر انہیں کسی یہ کہتا ہے کہ علماء عرب کسی غنمی عالم دین کو نظروں میں نہیں لیتے۔ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش یا کسی اور غنمی ملک کا۔ مگر اس کی زبان عربی نہیں ہے تو اس کی صرف قلوب سے اچھٹے بھی نہیں۔ سر و نوٹی بات کرے تو قہقہہ سے اس کی بات سننے بھی نہیں۔ علمی مضامین میں غیر عربی کی بات کو دیکھ میں ہی نہیں لیتے۔ حدیث سے تو قہقہہ سے ہنسنے ہی نہیں کہ یہاں یہ غنمی کیا ہے! علین امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقام ہے کہ پورے عالم عرب میں کسی بھی علمی مجلس میں چھپ چھپے ہوئے ہیں اس مجلس میں سنتے ہی پڑے پڑے فتویٰ اور محدثین مودودوں، جنہاں آپ حدیث روایت کرتے ہو کہ وہیں "ارادوا اللہ وری" (میں امام بخاری کے روایت پڑے) تو سب کی آراء میں جھک جاتی ہیں۔ اس حدیث کے بارے میں معصوم ہو جانے کا اس بخاری نے دوا دینے لیا ہے۔ پھر اس کی مندرجہ ذیل نہیں پڑھتا۔ اس اتنی بات کافی ہو جاتی، کہ کہہ دے کہ امام بخاری نے غنمی کیا ہے۔

### اس زمانے میں علم حدیث پورے عالم اسلام میں بکھرا ہوا تھا۔

۔ امام یہ کہہ کر امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حصہ دیش کے اللہ اپنی پوری نعمتی سے من ہے۔ انھوں نے ان حدیث پڑھنے والے نے غلط کئے، وہ آپ کے بہت سے روایت بکھرا رہے۔ اب غریب یہ۔

اس زمانے میں یہ طریقہ نہیں تھا کہ کسی مدرسے میں داخل ہو گئے اور سارا عمر وہیں ٹہریں جیسا کہ آج کل ہوتا ہے۔ آج کو کوئی شخص حدیث کا علم حاصل کرنا چاہے تو کسی ایسے مدرسے میں داخل ہو جائے جہاں اس حدیث پر حوالہ دیا جاتا ہو اساتذہ و تدریس پر کار ہوں و محنت سے پڑھانے والے ہوں تو علم حدیث کی بہت سی کتابیں پڑھ لیتا ہے صحاح ستہ و مؤلفین، اثرن معارفی و تاریخی ہونی بڑی علم حدیث کی کتابیں پڑھ لیتا ہے۔ اس زمانے میں تو یہ کتابیں ہی نہیں تھیں۔ علم حدیث کے بارے میں اسلام میں غمگین ہوا تھا۔ جہاں جہاں صحابہ کرام اسلامی فتوحات کے ساتھ پہنچے تو بہت سے صحابہ کرام انہی علاقوں میں رو سکے۔ انہیں انہوں نے خانہ دہن تو کم کر پا اور اس حدیث کی تبلیغ و اشاعت کا مشغہ شروع ہو گئی۔ یہ کوئی تجارت میں بھی لگا تو اسے بھی کچھ حدیثیں یاد تھیں۔ وہ حدیثیں بھی نہ رہا ہوتے اور نواسوں پر بھی بھی کر دیا۔ اس میں طریقہ یہ تھا کہ یہ ہم حدیث پورے عالم اسلام میں پھرا رہا تھا۔

اس زمانہ وقت کا عالم اسلام بھی وہی وسیع تھا جتنا آج وسیع ہے۔ اس کے زمانے کا عالم اسلام میں سے تھائی ترک کر کے اور تحقیق کر کے صحیح حدیث کو جمع کرنا، جو اسے شیعہ امام محمد، امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انھارہ سال کی عمر تک اپنے شہر کے تمام مسلمان کا علم حدیث حاصل کیا۔ قرآن کریم اس سے پہلے حفظ کر چکے تھے۔ انھارہ سال کے بعد سفر کے لئے نکلے میں تو کبھی بصرہ۔ میں میں کبھی کوفہ میں، کبھی دمشق میں میں کبھی بغداد میں، کبھی کئے میں میں کبھی۔ اپنے میں۔ بڑی زحمتی شریک اسی حالت سفر میں نکلیں۔ جب قریب یوں میں، سختیوں و غمگینیوں میں اور مسافروں کو روک کے ترے سے ان کو ملتا تھا، اور انہی علاقوں میں فرج ہوا۔

نقل حدیث میں امام بخاری کی احتیاط

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نام کے نبی کتاب میں ان کے نقل و نقل کے لئے اپنے ہر حدیث میں شریک نکلیں۔ ان کی توثیق آپ ان کے حدیث میں ہے اور ان کے

سے پناہ لیں گے۔ آپ تک وہ ساری ٹرٹھیں چوری نہ ہو جائیں، اس وقت تک حدیث نہیں لکھتے تھے۔ ساری ٹرٹھیں چوری کرنے کے بعد بھی فوراً حدیث نہیں لکھتے تھے بلکہ معمولی و قنادیہ حدیث لکھنے سے پہلے غسل فرماتے اور کھانا کھاتے، اس کے بعد ساق اور ساقوں کو تراش دیتے اور اس کے استحباب کرتے کہ اس کا رت نہ نکلسن و نہ کھسے۔ اور جب نماز میں ہوتا تھے تو سب رت کے لکھنے سے پہلے حوائف مرنے تھے ورجواف کی وہ باتیں یاد کرتے رہتے۔

### تحصیل علم کے لیے مشقتیں

اس زمانہ میں تحصیل علم کے لئے جو قربانیاں اٹھائیں، وہ ان کے مانوس ہیں۔ ساری جوئی عمر میں ہی مشقتوں میں گزارنی۔ جس استاد کی خدمت میں رہتے، اس کی "نکو" کا ہر امن کر رہے کیونکہ عاقبتی منصب کا تھا اور حائفہ بڑھت ہے تھوڑی سی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ و تقویٰ بھی عطا فرمایا تھا کہ یہ بڑا ہی نیکو شخص۔ آپ کا نیکو بھی لکھنا تھا، ورجوانت اور وقت کی یاد دہانی سب عطا ہوئے۔ یہ یاد دہان کرتے تھے، اس لئے استادوں کی تحروں کا شمار ان میں ہوتا تھا۔

اسی بعد ایک استاد نے پاس علم حاصل کر کے تھے ایک روز درس میں نہ ملنے کوئے۔ استاد کو جب سوال کیا تو یہی تشریح ہوئی، ایک دن دور کا رہا، پھر ایک دن اسے قراؤم کے شاد مریوں سے کہہ کر، عاقبتی کی ڈیڑھ دو وقت بھی تھی غیر حاضر نہیں رہا۔ طلبہ ان کے تجربے پر پٹیلے ہند۔ بے پٹیلگی اس کی تھی، اور ان میں، ہر زبان آواز اپنے لئے بہ چرہ دہی جواب میں آیا۔ آخر میں، تھیوں کے ان کی کھوج دینی اور تھیں پکا، رب میں۔ تم نہیں قسم دیتے ہیں کہ تم ہر دن دہت کا جواب دو، اور اگر تم نے ساری بات کا جواب نہ دیا تو ہم دواؤں کو کرنا کرے جس، انھیں دو چاہیں گے۔ یہ کہتے سے لئے کہ



خیر زلزلہ ہو یا مہلوم۔ تو اس وقت اندر سے بخاری کی آواز آئی۔ آپ نے جواب دیا کہ  
 الحمد للہ میں ایسے دنوں میں ایسی بات میں نہیں ہوں کہ تمہارے لئے دردناک کھوس  
 سوں۔ اس لئے کہ میرے پاس کافی مہرے سے صرف ایک ہی جوتا تھا۔ اسی کو دو دنوں  
 پہلے توڑا، پھر بہت تیزی سے، چونکہ اگلی ٹانگیں اب مودھلتے دھلتے اور سلتے سلتے اتار دیا  
 ہوتا ہے اور کھجور کے انڈے پھٹ گئے ہیں کہ وہ میرے جسم کے اس اندے کو بھی پھپھکیں  
 سکتے۔ جس لئے کو بیجا مافروض ہے۔ تو ایسا وقت بھی امام بخاری پر آیا۔

### محمّد حدیث کے لئے محدثین کی قربانیاں

ایسی ایسی قربانیوں نے ساتھ یہ کتاب بھی لکھی کہی ہے اور یہ امام بخاری رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ کی قربانی تو ہے ہی، محدثین نے محمد بن یحییٰ ایسی ایسی قربانیاں دی ہیں کہ  
 کسی قوم کے پاس ایسی مثالیں نہیں ہیں کہ اس نے اپنے نبی کی حدیثوں کے لئے ایسی  
 قربانیاں دی ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بڑے چھوٹے صحابی ہیں۔ کعبہ  
 نبوی میں ان کا حلقہ درسی تھا۔ ان کے بارے میں یہ واقعہ انتہی حد تک آسان ہے کہ  
 ایک حدیث ان کو کسی نے بتائی اور وہ حدیث ایک صحابی کے واسطے سے ملانی۔ پوچھا کہ  
 ”وہ صحابی کہاں ہیں؟“ معلوم ہوا کہ وہ دمشق میں رہتے ہیں۔ انھیں یہ سوار ہونے اور حید  
 خمیر سے دمشق پہنچنے۔ یہ ایک سینگ کا سفر ہے۔ وہاں پہنچے۔ وہ اوپر بالائے پر گئے۔  
 اس وقت ان کے لئے آواز دی۔ انہوں نے کہا کہ اوپر آئیے اور تشریف رکھئے۔ فرمایا کہ میں  
 صرف ایک حدیث سننے کے لئے آیا ہوں۔ آپ کے حوالے سے مجھے یہ اطلاع ملی ہے  
 کہ آپ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ان الفاظ کے ساتھ سناتے ہیں۔ کیا یہ حدیث  
 واقعہ النبی اللہ ﷺ کے ساتھ ہے؟ انہوں نے کہا یہ لی۔ فرمایا کہ ابھی پھر میں پوچھتا ہوں۔ پھر



حدیث سے کہ آئے، وہ نہایت سے متعلق ہے، وحی سے متعلق نہیں حالانکہ دنیا کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی عزائم اٹھاتا ہے تو اس کے نیچے آنے والا مضمون اس عنوان کے مطابق ہوتا ہے اور اگر مضمون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں تو تراجم ابواب مستقل ایک فن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بعد بخاری شریف کے تراجم کے دوسرے میں یہ کہا گیا ہے کہ

”بَقِيَةُ الْبُخَارِيِّ فِي تَرَاجِمِهِمْ“

”امام بخاری کا اقتباس کے لئے تراجم میں موجود ہے۔“

بخاری شریف اگرچہ حدیث کی ایک بہت بلند کتاب ہے لیکن یہ فقہ کی کتاب بھی ہے۔ درحقیقت امام بخاری نے یہ فقہ حدیث کی کتاب لکھی ہے اور اپنا اقتدار اب کے عنوانات میں بیان کیا ہے۔ ترجمہ ابواب میں جربا بات تعلیمی ہوتی ہے وہ ایک مسئلہ شرعی ہوتا ہے۔ یہ تو وہ ایمانیات سے متعلق مسئلہ ہوتا ہے یا انسانی ظاہر و سے متعلق ہوتا ہے یا افعال باطن سے متعلق ہوتا ہے۔ بہر حال مسئلہ شرعی ضرور ہوتا ہے۔ اور اس ترجمہ ابواب کے نیچے جو حدیثیں آتی ہیں وہ اس مسئلے کی دلیل ہوتی ہیں۔

لیکن یہاں پر علماء یہ نہیں سمجھتے کہ وحی کا آغاز کیسے ہوا اور پہلی حدیث وحی سے متعلق نہیں بلکہ حدیث سے متعلق ہے۔ البتہ اس باب کی اگلی ساری حدیثیں وحی سے متعلق ہیں لیکن پہلی حدیث کا مضمون یہ ہے کہ اعمال کا دار مدار نبیوں پر ہے۔ اُمر آدمی میں صالح اللہ کی رضا کیلئے کرتا ہے تو وہ اللہ کے لئے ہوگا اور اگر کوئی دُعا کو دھوکے دینے لگے کہ ہاں ہے تو وہ دُعا واپس لے لے دُعا، اللہ کے لئے نہیں ہوگی۔ مگر پروردگار نے کہا، اللہ کے نزدیک اس کی ذمہ داری قیامت نہیں ہوگی۔

اس حدیث کا تو ترجمہ ابواب سے واقعہ کوئی تعلق نہیں لیکن یہ بات چوکا رہیے وہاں ہے کہ عنوان کوئی ٹھکانا اور حدیث کوئی اور لے کر آئے۔ ایسا معمول ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیش نظر بھی چوکا ناسی ہے کہ وہی سوچے اور غور کرے کہ

اہم بخاری میں ہے: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے پیغمبر پر کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ وہ اس حدیث پر پہنچے گا کہ اگلی حدیث میں پڑھنے سے پہلے ایک استغاثی نہ پڑھے گا کہ: اے اللہ! یہ کہ اپنی بیعتوں کو چھوٹ کر لو۔ اس طرح تمام اللہ کے لئے کر لے گا کہ غیر اللہ کا اس میں فعل باقی نہ رہے۔ نہ غلبہ شریعت اس میں رہے اور نہ غلبہ باطن میں رہے۔ صرف یہ ریت ترو کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں پر خود عمل کرنے سے اور دوسروں تک بھی ان کو پہنچانے کے اور یہ سب اے اللہ! رضائے لئے کر لو۔

### سال کے شروع میں ہی اپنی نیتیں درست کر لیجئے۔

کوئی تعلیمی سال کا آغاز ہے۔ ایک طویل سفر شروع ہونے والا ہے۔ نیت کو خلیک کر لیجئے تاکہ اس سفر میں اچھے والا ہو قد سچے رہنے پر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا کا باعث بنے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے یہ ہم حاصل کیا جائے گا تو طالب علم کا جو وقت صاف بنے میں لگے گا۔ وہ بھی عبادت اور جو ٹھیکے کیونے میں لگے وہ بھی عبادت ہوگا کیونکہ وہ اس لئے تھیل رہا ہے تاکہ اس کی صحت نہ ٹیک رہے اور وہ زیادہ نشاط کے ساتھ ممبرین کے کاموں میں مشغول رہے۔

### علم کی فضیلت کب حاصل ہوگی؟

پھر یہ کہ تمام علماء اور فضلاء نے ایک نقلی عبادتوں میں سے سب سے افضل عبادت علم دین کا مشغول ہے۔ آپ نے مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اثر پڑھا: وہ کہتا

”بَعْدَ اَرْبَعِ سَاعَةٍ مِنَ اللَّيْلِ تَحِيَّرُ مِنَ الْحَيَاءِ هَاهُنَا“

(ماہنامہ المساجد: کتاب احکام نفس و شرع ص ۷۷ ج ۱)





## ”بعیدہ“ کیوں کہا گیا؟

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”سیرۃ المصطفیٰ“ میں ایک بڑی اچھی بات ارشاد فرمائی۔ فرمایا کہ دیکھو قرآن مجید نے آنحضرت ﷺ کی معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا ”سُبْحَانَ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ بَعْدَهُ“۔ یہاں پر ”رسول“ یا ”نبی“ نہیں فرمایا گیا۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے کتنے اور عظیم صفاتی نام ہیں۔ ان میں سے کسی نام کا ذکر نہیں کیا۔ صرف آپ کی ”صفت عبیدت“ کا ذکر کیا۔ آپ کو معراج کی رات اتنا اونچا مقام عطا کیا جو کسی اور نبی کو میسر نہیں ہوا۔ اللہ رب العزت سے ہم کلامی نصیب ہوئی، اور ساتویں آسمانوں سے اوپر تشریف لے گئے۔ اس اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے یوں نہیں کیا گیا کہ ہم نے یہ اعزاز اپنے رسول کو دیا یا اپنے نبی کو دیا بلکہ یوں کہا کہ اپنے بندے کو دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت کو اپنے بندوں کی صفات میں سے سب سے محبوب صفت ”عبیدت“ ہے۔ اور خادم کا منصب عبیدت کا منصب ہے۔

## یہ اخلاص کے راستے کے ڈاکو ہیں:

اور اس منصب کے لئے کوئی جھگڑا نہیں کرنا پڑتا۔ سارے جھگڑے محض دم بٹنے سے آتے ہیں۔ امر آج آپ نہیں کوئی جھگڑا دیکھیں گے تو دہاں ان دو بھیڑیوں میں سے کوئی ایک بھیڑیا ضرور نظر آئے گا۔ یا حسب جاہ نظر آئے گی یا حسب مال نظر آئے گا۔ یا مہدے کا چکر ہوگا یا چندے کا خنجر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان دو فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔

بخاری شریف کی پہلی حدیث اس طرف بھی توجہ دلا رہی ہے کہ ان دو بھوکے

بھیج دیں تے چنا۔ یہ خطا جس کے مرتبے کے (اک اور قاطع اطلاق میں)۔ ساری غفلتوں کو  
ناک میں مذاہینے والے ہیں۔

حضرت عارفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریریں کر کے یہ متع کیوں کیا؟

حضرت واحد، چدرامۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حسب انتقال ہوا تو یہ اور نہ تھا کہ حسب  
میرا اور وہاں ماحول آتی کہ حسب فی نظر یہاں اذان الہیاء میں آیا کرنا تھا کہ قوت تھاں جلد تقریر  
ہوئی، آئی غلاں جتنے میں خطاب ہوگا و غیرہ۔ اس زمانے میں ہمارا اسلامی تعلق حضرت  
دوست عبدالغنی صاحب عارفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے قائم رہا، چکا تھا، ایک مرتبہ ہم حضرت  
کی مجلس میں بیٹھے تھے تو فرمانے کے ”مسعودی رفیع صاحب، مسعودی تقی صاحب“ آپ  
تقریروں میں نہ جایا کریں۔“ یہ بات کچھ میں نہیں آئی۔ مجلس سے اٹھنے کے تو پھر فرمایا ”  
بھائی“ آپ تقریروں میں نہ بیڑ کریں۔“ اس خطے نئے مجلس میں حاضر ہوئے، گفتگو کے بعد  
پھر فرمایا ”ابھی آپ تقریروں میں نہ جایا کریں۔ بھائی، فرمانی تقریریں نہ کیا کریں۔“  
یہاں میں نہ جایا کریں۔“

بھائی کچھ میں نہیں آیا کہ تقریریں نہ تو اتنے ثواب کا کام ہے امر بالمعروف  
و نہی عن المنکر ہے۔ میں کی اشرکت کا ذریعہ ہے۔ حضرت مجاہد نے کیوں منع کر دیا ہے  
میں ”غیر“ جس نے تقریروں میں جانا تو جھوڑا دیا نہیں حضرت۔ اسے اس زمانے کی جی دلت  
نہ چڑی۔ قیام کی مجلس میں حاضر ہونے تو اس میں جی فرماؤ کہ تقریروں میں نہ جا کریں۔  
پوچھتے تھے کچھ نہیں بات فرمائی۔

”اگر حسب ہم نے لوگوں سے مصلحت کی تو ان کا اصرار شریعت ہو گیا۔ ایک  
مرتبہ مصلحت نے اسی طرح فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت اللہ! بہت اصرار کرتے  
ہیں۔ فرمایا کہ حسب وہ اصرار کرنے نکلےں تو تیرہ یا کراہ کے میں نے منع کر دیا ہے۔ میرے



اور قبہ اربعی الی دیا کرو۔

کبھی کبھی روڈ پر پتھر پڑا ہوا دیکھتے ہیں۔ یہ پتھر کہاں سے آئے ہیں؟  
 روڈ پر آئے آئے تھے۔ تقریر کے لئے فرمایا بھائی! وہاں بھی نہ جانا۔

میں نے تھوڑے سے متعلق ایک مضمون لکھا تھا۔ حضرت نے اسے دیکھا اور  
 بہت پسند فرمایا۔ ایک مرتبہ مولانا انیس صاحب اسے لے کر ایک کے اندر آکر فرائض  
 سمجھنے پر بھیجنا چاہتا ہوں۔ میں نے یہ مضمون انیس کے دیوہ حضرت نے دو مضمون  
 دینے فرمایا کہ بھائی! آپ کا انبار میں ایک مضمون پڑھا تھا آپ کا دو مضمون پڑھیں  
 ہے۔ ہے گا۔ ہے۔ آج دو ایک مضمون نہ بیچو ایسا کریں۔ مجھے قہر ہوا کہ حضرت نے تو اس  
 مضمون کی تعریف کی تھی۔ نہاد میں چسپ آیا تو غراب کیسے ہوا۔

اسی حال میں کافی عرصہ گزرا۔ ایک دن ہم حضرت کی مجلس میں بیٹھے تھے۔  
 فرمایا: اندر آپ کو اندر تشریف لے گئے ہم بھی ان سے ساتھ اندر گئے۔ حضرت نے بہت  
 مبارک خطوط کھائے۔ یہ شیخ احمد ریٹ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 کے خطوط تھے۔ ان بزرگوں کے درمیان ہم دونوں بھائیوں کے پاس میں ایک وائٹ برٹ  
 ہوا تھا۔ اندر وہ کچھ کہ بزرگوں کی شخصیت کا حضرت شیخ احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ  
 علیہ کے اکھوں میں پڑا اور خوشحالی سے وقت والے۔ دو چار سے حضرت کو نماز سے ہوا۔  
 میں خود نیت اور جہاد میں یہ بات کہتے کہ شگہ دہلی خوشی میں بات کی ہے کہ آپ کی  
 خدمت میں یہ مومن صاحب آئے ہیں۔ مجھے بڑا حیران ہے۔ امید ہے کہ آپ ان کی  
 طرف خاص توجہ فرمائیں گے۔ آپ میں بات کا خیال انھیں کہ انھیں یہ فرائض ان  
 میں سمجھنا چاہیے ہو جائے۔ مجھے ان کے بارے میں کہہ کر اندازہ ہے۔ اس کا اندازہ خیال  
 انھیں۔

حضرت ذوالحساب یہ سارے خطوط ہمیں دیکھانے کے بعد فرماتے تھے کہ

میں نے آپؐ کو جو حق میں سے منع کیا، اس کی وجہ یہ نکلتی ہے۔ ابھی آپؐ قرآن میں نہ فرمیں، لیکن ابھی آپؐ کو میرا نہیں ہوں خدا نخواستہ۔ خدا کا ارادہ، اگر آپؐ کو ثابت ہو، شوق بہت بڑا ہو، وہی صحت و کھاروت بھی چاہے لی۔

وہ سال تک اس طرح پابندی کروائی۔ وہ سال، ان کے بعد رفت رفت بہارت کی کہ اچھا لگاؤں جگہ چھ پانچ اور جب جو وقت ملاں لگاؤں پانچ صبح، یہاں تک کہ پابندی کا کام اہلادت و پیکار سے منع کر دی۔ یہ ہے جو کون کی بات، امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی یہی ہی طرف سے کہہ رہا تھا ہے۔ حکم ۱۱۱۱ سے ۱۱۱۱ شریف علی قضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کئی مواضع اسی پر مشورہ پر ہیں "ارایک مجموعہ مواضع خاص من المتواتر ہے۔" آپؐ مان و جب چاہتے تھے عام سے پیچھے تھے اور اس علم سے یہی درخواست ہے کہ وہ اس کا ضرورہ نظام کریں۔

### مدرسوں پر فتنوں کے بادل منڈل رہے ہیں۔

دوسری بات جس کی طرف علامہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم اشارہ فرم رہے تھے۔ مدرسوں کے بارے میں اور ان فتنوں کے بارے میں ان مدرسوں پر منڈال رہے ہیں۔ بلاشبہ ان وقت کے مکتبوں کی آنکھوں میں سب سے بڑا کھٹکے والا شہ ہے اگر کوئی ہے تو وہ ان کی مدرسہ ہے۔ اب وہ یہ سمجھ چکے ہیں کہ یہ مدرسے اپنے چھوٹے لکھن، یہ لوگوں کی طاقت کا بھی قورچہ زور و پابیت کر رہے ہیں۔ یہ لکھن ناک ٹوٹ ہیں۔ اگرچہ بات یہ ہے کہ بہت دنوں سے بعد ان میں ہم بدلتے ہوئے لکھن ہیں مگر لکھن کا یہ تو ہم شروع ہے۔ ہیں۔ ان پر یہ زمانہ بہت حد تک کے بعد خلا ہے۔ ابھی چند روز پہلے لکھن میں یہ پورے لکھن کی تھی کہ پھر ان دنوں حالات ابھی ابھی سے بڑا مگر ہے اس میں اس کی وجہ سے خاص سببوں میں یہ سوال نکلا کہ مدارس میں

خود بہشتِ گردی کی تعلیم وہی چاہی ہے اور وہاں سے جو دہشت گرد تیار ہو رہے ہیں۔ کیا ہم ان سب کے بارے میں پوری مصوبت حاصل کر چکے ہیں اور کیا ہم ان کا ختم کر دیتے ہیں؟ غامد ایسا نہیں ہے۔ یہ تھی رائیڈ۔

مجھے یقین ہے کہ ہمارے ان مدرسوں کے اندر بھی امریکی جاسوس موجود ہیں لیکن وہ امریکی نہیں ہوں گے بلکہ پاکستانی مسلمان ہوں گے جو ان کے لئے بھرتی کر رہے ہوں گے۔ یہ جاسوس چھوٹے مدرسوں کے اندر بھی ہوں گے۔ یہ مدرسوں میں بھی ہوں گے۔

۴۰۔ راہی پلانٹ دشمنوں کو کھلتا ہے:

ابھی حال میں امریکہ نے چار کھرب ایک لاکھ ارب ڈالر کا بجٹ منظور کیا ہے  
وہشت گردی کے مقابلہ کرنے کے نام سے۔ دیکھ امریکہ کا پورے سال کا بجٹ ساڑھے  
تین کھرب ڈالر کا ہوتا ہے۔ یہ بجٹ اس کے علاوہ ہے۔ چار کھرب ایک لاکھ ارب ڈالر کا  
بجٹ صرف جنگ کے لئے ہے اور یہ جنگ کسی سے ہوئی مسلمانوں سے ہے بلکہ  
مسلمانوں کی حالت کے مرتروں سے ہے۔ ہمارے انسانی خیالات سے ہے۔ ہمارا انسانی  
خیال ان کی آنکھوں میں ٹھکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم سے ہمارے انسانی  
مناہد انوں نے پوری امت مسلمہ کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا ہے پوری امت مسلمہ  
پر فرض تھا کہ ان کے مقابلے میں انہیں ہم تیار رہے۔ "وَأَعِزُّوْا لِّلّٰہِ مَا مَسْطَقْتُمْہُ" کا  
یہ بیجا مہم تھا اور ختم تھا جسے ہم نے وہ بھی مسلمانوں نے پورا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے  
درجات بلند فرمائے۔ اور انہیں دین و دنیا کی غلامی عطا فرمائے۔ انہوں نے مسلمانوں  
سے بلند کر دیا ہے۔ یہ انہی پر آرام ان کو ٹھکتا ہے۔

اس وقت اُنہیں ابراہن اور شام کی بھی فکر سے نیاں پا رہے تھے۔

اسلئے اللہ نے ہم پر یہ نیکو امر اور برے کام سے پرہیز کرنے کی ہدایت دی اور ہماری توجہ  
ایک جذبہ اور دین کے لئے سب کچھ جان کر لے کر ایک بے کاپ جذبہ پر پائے جانے کے  
مسلمانوں میں سے، ہم کو کس اعلیٰ نہیں دیتا اور یہ جذبہ پیدا کرنے والے یہ دینی مہارت  
ہیں۔ اس لئے ان کی نگاہوں میں ہم آئے ہوئے ہیں۔

## سب کرنا کیا ہے؟

اب سوال یہ ہے کہ نیکو امر سے "اس کا جواب قرآن مجید میں موجود ہے۔ وہ

یہ کہ

﴿إِن تَصُورُوا اللَّهَ يَتَّخِذْكُمْ دِينًا وَيُثَبِّتْ أَلْفَافَكُمْ﴾

(سورہ بقرہ - ۱۷۷)

"اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور

تمہارے قدم جمادے گا۔"

اگر ہم اللہ کے دین کی مدد کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔ اللہ کے لئے  
دین کی مدد کا راستہ یہ ہے کہ دو محنت اور لگن کے ساتھ پڑھیں۔ حق کی اور اخلاص کے  
ساتھ پڑھیں۔ انہی محنت کا اجر مانیں۔ دینی کے ہر شعبہ میں ملت کی پیروی  
کریں۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کی نصرت آئے گی۔

## مسواک کرنے سے قاعدہ فتح ہو گیا:

یہ واقعہ آپ نے سنا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک  
مرد نے ایک قلعہ فتح نہیں کر سکا۔ اسے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دیا اور  
بجائی کہ وہ جی نہیں۔ وہ سب اختیار کر کے پھر بھی یہ قلعہ فتح نہیں کر سکا۔ اس

الہوسائن مرقادہ حق یعنی اللہ تعالیٰ نے جواب میں نکلے کہ غور کرو کہ کوئی حالت ایسی ہے جو تم سب نے سمجھ کر رکھی ہے۔ جب اس کا علم ہو جائے تو سب اس حالت پر عمل کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ کی نصرت آنے لگی۔

امیر اشعر نے یہ دنیا سب کو پا کر کھڑے ہو کر فرمایا کہ کیا تو معلوم ہو کہ دینیت تو سب مسنون پر عمل ہو رہی ہے۔ ہر بہت عرصے سے سب نے سواک نہیں کیا۔ امیر اشعر نے تمام مجاہدین کو سواک کرنے کا حکم دیا۔ پورے لشکر نے سواک کی۔ قلندر اسی منہ فتح ہو گیا۔

یاد رکھئے کہ وہی فتح و نصرت رسول اللہ ﷺ کے دامن کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر ہم ان کی سنتوں کا اتباع کرتے رہیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ ہم مفتوح اور مغلوب نہیں ہوں گے اور اس جماعت میں شامل رہیں گے جن کے بارے میں رسول اللہ نے فرمایا تھا

هَذَا تَرْتَابُ طَائِفَةٍ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرَتِ عَلَى الْحَقِّ لَا  
تُضِلُّهُمْ مِّنْ خُلُقِهِمْ نَبِيًّا (صحیح مسلم، باب ۱۱۱۱)

”میرے امت کی جماعت ایسا ہمیشہ حق پر قائم رہے گی کہ ان کو  
پھوڑے، اور اور رسوا کرنے والا نہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“

ہمیں کوئی مٹا نہیں سکے گا۔ ہم اگر نہیں مٹے تو اپنی بدامنیوں کی وجہ سے نہیں  
مٹیں گے۔ ان کو بھیڑیوں کے کھانے سے نہیں ملے۔ جب مال کا قتلہ کرنے کا قورمٹ ہو گیا  
تو۔ جب جاو کا قتلہ کرنے کا قورمٹ ہو گیا۔ لیکن قرآن و دونوں بھیڑیوں سے بچے  
رہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کا اتباع نہ کرنے کے برعکس میں کیا تو کوئی اور ایسا  
نہیں کر سکتا۔ یہاں ”قال اللہ“ قال از رسول کا سلسلہ جاری رہے گا۔ ہم دین کی خدمت  
کرتے رہیں گے۔ ان کے لئے مہرت۔ دین کے، ہمارے دینیت رہیں گے۔

”اجماع سنت“ کا عادی بنانے کا کیا مطلب ہے؟

یہ بات یاد رکھئے، دسب ہم یہ کہتے ہیں کہ دسوں کا وہ شیخ یا ان کی سنت پر عمل کرنا تو اس وقت ہمارے ذہنوں میں آجھو نہیں آتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ : رحمی رکھ رکھے۔ سے اونچی پاؤں پہ پھونکنا مسجد میں جانا تو ایلیں یہ ذوق اندر رکھو اور یہ دعا پڑھو۔ مگر تو دنیا پاؤں پہلے نکالو اور خدا کا دعا پڑھو۔ بلاشبہ یہ سب مستحکم ہیں اور بہت اہم تعلیمیں ہیں لیکن انہما کے لیے اس بات کی طرف توجہ نہیں جاتا کہ جب نام "سنت" کا فقہ دیتے ہیں تو اس سے یہ پوری صحیح بخاری مراد ہوتی ہے جو کہ نکاح وطلاق سے بھی متعلق ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات سے بھی متعلق ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات سے بھی متعلق ہے۔ شہری زندگی سے بھی متعلق ہے اور حکومت سے بھی۔ غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے سے متعلق ہے۔

پنے آپ کو اتارے سنت کا ماہی بنانے کا مطلب یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

”سب مال“ کی ایک نظم ناک صورت:

”جب مال“ کے حصے میں ایک درہات عرض کر دوں۔ وہ یہ کہ جو مال میں امداد بہت بڑی تھا۔ اسے طلب کی ہے، جن کی کفالت ہمارے ہمارے کرتے ہیں اور خاتم ہے کہ زکوٰۃ اور صدقات کی رقوم سے کرتے ہیں تو جو طلب واقعی مصرف زکوٰۃ ہیں؟ ان کے لئے یہ مال حلال ہے نہیں وہ طلب ہو زکوٰۃ کا مصرف نہیں ہیں ان کے لئے زکوٰۃ کا مال حرام ہے۔ ہمارے مدرسوں میں بعض مرتبہ یہ بھی ہوتا ہے کہ طلب ہمارے میں زکوٰۃ کو استعمال کرتے کرتے اسنے عادی ہو جاتے ہیں کہ اب ہمدردیاں انہیں ماں دیا ہے کہ وہ مصرف زکوٰۃ نہیں رہے، کچھ بھی وہ زکوٰۃ کا مال لیتے رہتے ہیں۔

اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

میں نے اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ حدیث سنی کہ

مَنْ مَاتَ لَمْ يَلْبَسْ زَكَاةً مَاتَ مَلَأَ قَطْرًا لَا يُهْلِكُهُ

(مسند، باب غزوة، مسلسل، ص ۱۰۹۳، رقم ۱۰۹۳)

”زکوٰۃ کا مال نہیں ملتا اس مال سے کمر اسے بلا کر مرنے کا“

والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

اس کی دو صورتیں ہیں۔

ایک صورت تو یہ ہے کہ میرے ہاں پر زکوٰۃ فرض تھی۔ میں نے زکوٰۃ ادا نہیں کی تو

اس کا مطلب یہ ہوا کہ زکوٰۃ کا مال میرے ہاں مائع مال کے ساتھ مل کر اسے تباہ کرنے

تھوڑے کچھ مٹنے والے مال کے اندر بے برائی آئے گی۔ یہاں میں، جیسے کہ اور ان گہائی آفات

پر انگوٹوں روپے خرچ ہو جائیں گے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ یہ شخص کے پاس اتنا مال تھا کہ اس کے لئے زکوٰۃ

لینا جائز نہیں تھا، مگر بھی اس نے زکوٰۃ لے لی تو وہ اس کے لئے ہمارے ہاں موجود تھا،

زکوٰۃ کا مال اسے بھی تباہ کر کے چھوڑے گا۔ اس لئے زکوٰۃ کے معاملے میں بہت احتیاط

کی ضرورت ہے۔

مدارس کے مال میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

اسی طرح مدارس کے اہلکار اور متعلقین کو بھی مدارس کے بارے میں بہت

احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ یہ بڑی مقدس امانتیں ہوتی ہیں۔ ان کے استعمال میں ذرا

دراغمت بہت بڑے وبال و باعث بن سکتی ہے۔

میں آپ سے حق آیتوں، جس دن سے ہمارے ہاں انتظام میرے ہاں ہونا

ہے۔ اس دن سے جس یہ محسوس کرتے ہوں کہ دارالعلوم کائنات چھوڑ آتا ہے۔ یہ ایک سناپ ہے۔ تاہم اسے غلط فہمیوں نے جو بھی وقت اس کے کچھ حالانکہ جس یہ چیزوں کو نہیں سمجھتے۔ نئے زمانے انہی دوسرے ہیں اور غرضی کرنے والے انہی دوسرے لیکن نامہ لاری کا مجھ سے ہے۔

یاد رہے کہ دوسرے کو ہیں۔ سناپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ تمام چار عناصر و اس کے بعد سناپ بعد احتیاطی ضرورت ہے۔ اسی طرح طلبہ کے لئے اس میں احتیاطی احتیاطی ضرورت ہے۔ جب۔ جب۔ جب کی ایک ایک چیز فطرت ہے۔ جب۔ جب۔ جب کی بھی نامہ و احتیاطی اور پائی کو یہ برا احتیاطی ہے۔ لیکن زہد و احتیاطی ہے۔ جسے اس کی ہوں جو کچھ احتیاطی ہوں۔ یہ سناپ ہے۔ غرضی نہیں اس کے اندر احتیاطی کرنے کی کوئی نصیب فرما۔ اور زندگی کے تمام شعبوں میں اصلاح سنت کی کوئی نصیب فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین





اچھایا بُرا طریقہ جاری کرنے کے  
اثرات و نتائج



مردم و جہاد

مردم و جہاد

مردم و جہاد

مردم و جہاد

مردم و جہاد

مردم و جہاد

## اچھایا برا طریقہ جاری کرنے کے اثرات و نتائج

خطبہ مستنور:

الحمد لله محمدہ و نستعينه و نستغفرونه و نؤمن به  
و نعوذ بآله و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من  
سبائ أعمالنا من يهده الله فلا مضى له و من يضلله  
فلا هادي له و يشهد أن لا إله إلا الله وحده  
لا شريك له و يشهد أن سيدنا و سادنا و مولانا  
محمداً عبده و رسوله صلى الله تعالى عليه و على  
آله و صحبه اجمعين O وسلم تسليماً كثيراً.

الما بعد:

فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم . بسم الله الرحمن  
الرحيم .

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ يُقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا



مطلیٰ نمران شروع کر دیا اس نے دوسروں کو اچھے کام کرنے کی دعوت دی اور لوگوں نے اس پر عمل شروع کر دیا، تو اب جتنے لوگ اس پر عمل کرتے جا نہیں سکے۔ ان مطلیٰ کرنے والوں کو جتنا ثواب ملے گا اتنا ہی ثواب ان شخص کو بھی مل جائے گا، جس نے یہ طریقہ جاری کیا تھا۔

اور جس کے بغیر بھی یہی معاملہ ہے یعنی اگر کسی نے کوئی براہِ حق جاری کر دیا تو جتنے لوگ اس لحاظ طریقے پر عمل کرتے رہیں گے، ان سب کو بھی اس کا ثواب ہوگا اور جتنا ثواب ان کو ہوگا اتنا ثواب اس لحاظ طریقہ جاری کرنے والے کو بھی ہوگا۔

**اللہ کے نیک بندوں کی ایک خاص دعا:**

یہ دعا اس سنی میں ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے یہ دعا نقل کی ہے جو قرآن مجید میں جہاد الخشن (اللہ کے نیک بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ذکر کی گئی ہے)۔

آیت یہ ہے

وَالْمُذِّبِينَ يَقُولُونَ بِشَاہِدٍ لَّنَا مِنْ آٰیَاتِنَا اٰجِنَا وَذُرِّيَّاتُنَا  
مُرَدُّوْنَ اَعْمٰیؕ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝ (النور - ۲۴)

”اللہ کے نیک بندوں کی ایک صفات یہ ہے کہ اور یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اب ہمارے پروردگار ہم کو جو دینی رہبروں اور ہدایت کی طرف سے تو انھوں نے کھنڈوں سے محفوظ رکھا اور ہم اہل تقویٰ کا سربراہ بنائے گا۔“

یہاں ”آٰیاتِنا“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو کہ ”ترویج“ کی جمع ہے، ترویج شیعہ کو بھی کہتے ہیں اور یہی کو بھی کہتے ہیں۔ ”جود“ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

اگر مردہ نہ تھیں۔ یہ تو قریب ہوا کہ انہوں نے یہ یوں سے "اور اگر عورتیں نہ تھیں تو قریب ہوا کہ"۔ یہ شہر میں سے "اور اگر مردہ تھے تو" سے "اور اگر عورتیں نہ تھیں تو" سے ملتی ہیں۔ انہوں نے تھک کر مر رہے تھے۔

اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے قریب ہونے اور نیک عبادتوں سے نجات پانے اور نجات پانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور ہمیں یہ یاد رکھنا ہے کہ ہم ان سے نجات پانے میں کوئی فرق نہیں پاتے۔

### اس دنیا میں دنیا و آخرت کی ہماری خوشیاں جمع ہو گئی ہیں:

دعا کا یہ حصہ اتنا جامع ہے کہ دنیا و آخرت کی ہماری نعمتیں اس کے اندر جمع ہو گئی ہیں۔ "خوشیاں ملنے فرما" کا مطلب ہے کہ دنیا کی بھی خوشیاں ملنے فرما۔ اور آخرت کی خوشیاں بھی ملنے فرما۔ اور یہ خوشیاں اس وقت حاصل ہوں گی جب موت منہ اور حیات ہوں گے، ان اعتبار سے بھی نہیں حیات میں ہوں گے، یہ بات نہیں ہوں گے، ان کے تعلقات اچھے ہوں گے، خوشی اخلاقی ہوں گے اور دوسرے اس کی بھی اس سے خوش اخلاقی کے پیش آئیں گے، ان کے دلوں میں ان کی محبت ہوگی اور ان کے دلوں میں ان کی محبت ہوگی۔ اور قریب ہوا کہ ایک اور تہذیب سے ہوگی۔ یہ تہذیب اور آخرت کی خوشیاں یہ ہیں کہ آخرت میں انہیں کوئی پریشانی نہ ہو۔ اور انہیں اس دنیا میں وہ ہماری نعمتیں آجاتی ہیں کہ ایک انسان خوش رہتا ہے۔ یہ بات ہے۔ یہ بات ہے۔

### ہر سب کو یہ دعا، گناہ کا حکم دینا کیا ہے۔

میں کوئی نوبہ دعا چاہتا ہوں کہ بہت مشہور دینے والوں نے جو ایک اپنی دعویٰ کی ہے۔

پریشانی کا ذکر کرتے ہیں، اپنی لڑکیوں یا لڑکوں کے لئے اچھے رشتوں کے طلب گار بناتے ہیں، میں انہیں کہتا ہوں کہ یہ دُعا پڑھا کر لیں۔ کوئی بیمار ہو کر مر کر رہ جائے تو یہ دُعا پڑھا کر لیں۔ کوئی کہتا ہے، بیمار ہو کر مر رہا ہوں کہ یہ دُعا پڑھا کر لیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ہمارے بچے کو روزگار نہیں ملتا، تنگدستی ہے، اس کے لئے بھی یہی کہتا ہوں کہ یہ دُعا پڑھا کر لیں۔ کوئی کہتا ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات خراب ہیں، اولاد افزاں ہے تو اس کے لئے بھی یہی دُعا پڑھنے کا مشورہ دیتا ہوں کیونکہ میاں بیوی اور اولاد و ماں باپ کے درمیان اچھے تعلقات پیدا کرنے کیلئے یہ انتہائی جامع دُعا ہے۔ اگرچہ اس آیت میں نبی، الرحمن کی صفات بیان کرتے وقت یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ یہ دُعا کرتے ہیں لیکن درحقیقت ہم سب سے یہ کہہ لیا کہ تم یہ دُعا مانگا کرو۔

### دُعا کا دوسرا حصہ:

اس دُعا کا دوسرا حصہ یہ ہے

وَاَجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ اِذَا مَا يَجِبُ

”اور ہم کو متقی لوگوں کا جیسا چاہئے“

یعنی جتنے ہمارے چھوٹے ہیں مثلاً اولاد، بے یا اولاد کی اولاد، بے یا چھوٹے بہن بھائی ہیں یا چھوٹے رشتے دار ہیں یا شاگرد ہیں یا مرید ہیں یا معتقہ ہیں یا یہ ہمارے پیچھے نماز پڑھنے والے ہیں، یہ سب کے سب وہ لوگ جن کے ہم کسی نہ کسی درجے میں پیشوا ہیں۔ تو اس دُعا کا اصل یہ ہے کہ اے اللہ! جتنے ہمارے چھوٹے ہیں ان سب کو متقی بنادے، ان کو سکنا ہوں سے بچنے والا بنادے۔

اس دُعا سے شادی بھی ہوگی اور اولاد بھی ہوگی انشاء اللہ

جن قوموں کی شادی یاں نہیں ہوئی وہ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ ابھی تو ہماری

شادی نہیں ہوئی، نہ وہ۔۔۔ یعنی بچے نہیں ہیں تو یہ دماغ، قلئے کا نہیں تھا، نہ وہ ہوگا، نہ تو شادی شہر والوں کے لئے ہے۔ نہیں، یہی بات نہیں ہے بلکہ لمحہ شادی شہر والوں کے لئے ہے یہ دماغ چھپ چھپا ہے۔ انہی شادی نہیں ہوئی تو اللہ، اللہ، اللہ، اللہ شادی ہوئی۔ بلکہ عمر گزارنے سے معصوم ہو جاوے گا اس میں شادی کی دماغ بھی ٹٹاؤں سے۔ اس لئے کہ شادی کی طرف سے فوجی اس وقتے ماسک ہوئی جب شادی ہوئی تو کوئی دماغ شادی کی دماغ بھی شخص سے بلکہ شادی کے ساتھ ساتھ شادی کی دماغ بھی شخص سے۔ جب یہ دماغ میں شادی کی ہوئی اور شادی کے بعد دماغ بھی ملے گی۔ ابتدا شادی شہر والوں یا غیر شادی شہر والوں کے لئے یہ بہترین دماغ ہے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس باب میں اس دماغ کے آخری حصے کو اس طرح سے قرار دیا ہے کہ ان میں یہ کہا گیا ہے کہ۔۔۔ اللہ انہیں تقویٰ دے گا اور اللہ تعالیٰ ہی۔

### مقتدی لوگوں کا اہم مسئلہ کا کیا فائدہ؟

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ پہلے سے مقتدی ہیں ان کا اہم مسئلہ کیا ہے؟  
بچے کا نہیں کہ وہ نہ ہوگا، نہ وہ مقتدی لوگوں کو تو تقویٰ دے گا اور انہوں سے بچے کا وہ بچے کا نہیں کہ وہ نہ ہوگا، نہ وہ علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ انہوں نے بہت بہت بڑا فائدہ ہوگا۔ وہ یہ کہ جب ہماری بات ماننے والے لوگ۔۔۔ اللہ سے متفق ہیں۔  
تو یہ بچہ ہے، نہ وہ شادی، نہ ہماری املا، ہماری سچ سے تقویٰ نہیں کے تو تقویٰ کا یہ ثواب انہیں ملے گا۔ وہ ہمیں بھی ملے گا۔

تو دماغ اس شخص کا حاصل یہ نکلا کہ جب آدمی دماغ اچھا نہ کرے گا تو اس سے دماغ دوسرے لوگ بھی نہیں پڑھتے ہیں تو بھلا تو اب تمہیں کون سے دماغ دے گا تاکہ اس کو اب



اجتہاد پر چھوٹی کمرے والے کو بھی ملے گا اور اس کو آپ کی جگہ سے ملے گا۔ ان کے  
ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ یہ بات بیان کرنے کے لیے نہ امام کو دینی سے یہ قیادت اس  
دب کے تحت ذکر فرمائی۔

اس آیت سے ان لوگوں نے لے لی تو ان کی یہ معلوم ہوئی جو دنیا میں غیر  
چھوٹا چاہتے ہیں۔ جو لوگ دوسروں کو فتح کی طرف ہدایت ہیں، ان کے ہاتھ کی طرف حکومت  
دیتے ہیں، کوئی اجتہاد پر چھوٹی کمرے والے کو بھی ملے گا اور اس کو آپ کی جگہ سے ملے گا۔ ان کے  
ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ یہ بات بیان کرنے کے لیے نہ امام کو دینی سے یہ قیادت اس  
دب کے تحت ذکر فرمائی۔

### اس طرف دھیان کرنے کی ضرورت ہے :

اس طرف بہت دھیان کرنے کی ضرورت ہے۔ اب دیکھئے اس وقت جو لوگ  
یہاں موجود ہیں، اگر ہم جائزہ لیں تو ہم میں سے اکثر ایسے لوگ ہیں جن کی بات ماننے  
والے کچھ نہ کہہ سکتے ہوں گے۔ کوئی آپ سے قیادت کی بات مانے کوئی نہیں سکتا۔ کوئی  
جہاں سے دیکھو لے لیکن جہاں اس کی بات ماننے ہوں گے، کوئی مسجد کا امام سے قیادت کی  
اس کی بات مانے لے گا۔ کوئی اس کو جہاں سے قیادت کی بات مانے لے گا، کوئی  
ان سے قیادت لے گا، قیادت اس کی بات مانے لے گا۔ اس کے خلیفہ ہم میں سے اکثر ایسے ہیں  
جن کی بات ماننے والے کچھ نہ کہہ سکتے ہوں گے، اب یہ بات ہے قیادت کو آپ کی بات  
ماننے والے ہیں آپ اسے لے سکتے ہیں۔

### امام کے کہتے ہیں :

جہاں سے ہم مسلمانوں کو لیتے ہیں جو دین کو لے رہے ہیں، ان کو بھی امام

ہے لیکن عربی زبان میں امام صرف اس کو نہیں سمجھتے جو نماز پڑھائے بلکہ قیادت کرنے والے ہی کو اور ایسے شخص کو جس کی بات دوسرے لوگ مانیں یا اس کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی عمل کریں۔ ایسے شخص کو امام کہتے ہیں۔ یہی امام ہے۔ امام کا نام ہے، امام کا ہے، امام کے لئے نماز ہے، امام کے لئے دعا ہے، امام کے لئے ہر چیز ہے۔ امام اپنے ماتحتوں کا امام ہے، اور ابھرنی چھوٹے ہیں بھائیوں کا امام ہے، فقیہ۔ ہر وہ شخص جو دوسرے کو جس کے چھوٹے ہیں ان کی بات ماننے میں پروردگار کے لئے عمل کرتے ہیں۔

تو اس قیادت میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ ہم میں سے جو جو شخص بھی امام ہے، اس کو چاہیے کہ اپنے ماتحتوں کو واقعی بنانے کی کوشش کرے۔ جتنا وہ تقویٰ اختیار کریں گے اور اس پر جتنا عمل کو ثواب ملے گا، وہ بھی اتنی ہی ثواب ملے گا، اور یہی بات اس دہ میں بیان کرنا مقصود ہے۔

### ایک اور واقعہ:

یہ سلسلہ میں ایک اور واقعہ زبان پر لایا جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ ان کے ابتدائی حصے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ نے ہاتھ جوڑ کر اسے درود پڑھا تو اتفاقاً کسی حالت میں تھیں اپنی شرمناک کو چھپانے کے لئے ان کے پاس کوئی دھاریا نہیں تھا کہ جسے وہ چہرہ کے طور پر استعمال کر سکیں البتہ کافی لمبیہ و عاریوں والا کوئی کچھ تھا جسے انہوں نے بچ میں سے سہارا کر کے اوپر سر سے باندھ لیا انہوں نے ہاتھ جوڑ کر اسے ہاتھ دیا تھا، جس سے ان کی شرمناک دھاریا چھپ گئی تو یہ واقعہ کہ

کپڑا ان کے پاس تھا۔ اس کے علاوہ ان کی چند لیاں اور سینہ کھلا ہوا تھا۔ نوہ کپڑوں کی اتنی کمی تھی کہ پورے جسم پر پہننے کیلئے کپڑا تو کیا ہوتا، کوئی تہیہ بھی ان کے پاس نہیں تھا۔ جس سے بچا حصہ ابھی خرم چھپا سکتے۔ مجبوراً انہوں نے تہیہ کی ضرورت کو ایک مجھوٹے سے کپڑے کے ذریعے چھپا لیا کہ اس میں سوراخ کر کے ہاف سے باندھ لیا تھا۔

اسلامواریں انہوں نے گھٹے میں ڈال دی تھیں۔ عرب میں تلواریں پہنے پاس رکھنے کا رواج تھا جیسے آج کل ہمارے قبائلی علاقے کے لوگوں کا حال ہے کہ کچھ کھانے پینے کے لئے پاس ہو یا نہ ہو لیکن بدن کے ساتھ پستول یا اس جیسا کوئی جھنجھ ضرور ہوتا ہے۔

یہ سب لوگ قبیلہ منفر سے تعلق رکھتے تھے۔ ان لوگوں کی یہ زبوں حالی اور انتہائی درجے کا فقر و فاقہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور متغیر ہو گیا۔ پس آپ محمد شریف نے گئے، پھر بابر شریف لائے، انور کا وقت ہو چکا تھا۔ آپ نے بالال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نواہن دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی، اقامت ہوئی، آپ نے نماز پڑھائی، اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا۔ اس خطبہ میں آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ ذَقِيبًا ۚ (سورۃ نساء، آیت نمبر ۱)

یہ حق آیت ہے جو خطبہ نکاح میں پڑھی جاتی ہے۔ یہ آیت شہر ہو رہی ہے، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ ذَقِیْبًا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر تمبیہاں ہے، تمہاری غیبی کرۂ ربنا ہے، تم سے غافل نہیں۔

دوسری آیت یہ پڑھی:



کہاؤں کی ڈھیری... دوسری کھائے کی ڈھیری۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ نور افشانی سے مثل آسمان کے معلوم ہوا جیسے آپ کے چہرے پر سونے کا پانی پھیلا دیا گیا ہو۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

«مَنْ سَلَ فِي الْإِسْلَامِ سَنَةً خَيْرًا فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ  
عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْزَائِهِمْ  
شَيْئًا»

(مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الصلوات علی الصدقات ولو بسببہا)

اب کلمۃ خیرہ وایا حجاب میں اللہ عزوجل

”جو شخص اسلام کے اندر کوئی ایسا طریقہ بدعت کرے تو اس کا ثواب اس کو تو ملے ہی گا۔ اور جو لوگ اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کریں گے، ان کا ثواب بھی اس کو ملے گا لیکن اس نے اس کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔“

دیکھئے! یہاں پر سب سے پہلے اس نیک کام کا آغاز اس انصاری صحابی نے کیا جن سے وہ مال اٹھ نہیں رہا تھا۔ جسے وہ خود آ کر غلام بن کر خدمت میں لایا کرتے تھے۔ جب انہوں نے ابتداء کی تو ان کے دیکھنے والے بھی دوسرے لوگ بھی اس شروع ہو گئے۔ تو یہاں حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کو بشارت دی کہ تمہارے دیکھا دیکھی جنسیوں نے صدقہ جمع فرمایا، ان سب کے برابر تمہیں ثواب ملے گا۔ اور خود رسول اللہ ﷺ نے نوکرتا ثواب ملے گا۔“ وہ انصاری صحابی جو سب سے پہلے آئے تھے، وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے منجے پر آئے۔ تھے تو سارے صحابہ اور اس اللہ تعالیٰ صحابی کو ملنے والے ثواب سے بقدر رسول اللہ ﷺ کو ثواب ملا۔

## برائی پھیلانے والے کا انجام :

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا :

« مَنْ مَنَّ فِي الْإِسْلَامِ مَنَّةً سَبَقَتْهُ شَحَابٌ عَلَيْهِ وَرَزَقًا  
وَرَزَقٌ عَمِلَ بِهِ مِنْ سَعْدٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَضَ مِنْ  
تَوَارِهِمُ شَيْءٌ » ۵

”اور جو شخص برائے حق جاری کرے تو اسے اس کا ثناء ملے گا اور اس  
کا حق اس کے لئے آگے سے پہنچے گا اور اس کے بعد اس  
پر سے کچھ نہ ملے گا۔ نہ پھر اس کے کوئی نقص نہ آئے گا اور اس کے  
ثوابوں میں کمی نہ ہوگی۔“

تو جس طرح خبی پھیلانے والے کو جلی نمرے والوں کے عمل کا ثواب ملتا  
ہے۔ اسی طرح اگر کوئی برائی پھیلائے گا تو اسے تمام برائی کرنے والوں کی برائی ملے گی،  
بعد و ثناء ملے گی کیونکہ وہ نہایت ہی دوسروں کے لئے نیکی یا ثناء پر عمل کرنے والا۔

ایک حدیث میں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مقبول ہے کہ ”جو شخص بھی  
بے حق قتل ہوتا ہے تو قاتل کو اس کا ثناء ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ اسے طبعی السلام کے  
بے حق قاتل کو بھی اس کا ثناء ہوتا ہے کیونکہ بے حق قاتل کرنے کا طریقہ اس نے جاری کیا  
تھا۔“

یہ بڑی عظیم الشان بات ہے اور اس بارے میں بہت ذرا لکھی گئی ہے۔  
اگر کوئی پورے نیچے کوئی ثناء کرے۔ تو وہ ایک ثناء ہے لیکن اگر وہ اس میں طبعی السلام  
کا نام لے کر کرتا دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس کا ثناء نہ کریں تو ثناء بڑی بڑی اور بڑی ہے۔  
وہ وہ جس کے پھر نہ کچھ، تحت میں اس کے لئے اس میں ایسا ہے کہ وہ کوئی ایسا

کام نہ کریں جس سے ان کے چھوٹوں کو کوئی غلط فہمی نہ ہو۔

والدین سے ہونے والی ایک عام بے احتیاطی :

بعض والدین بے احتیاطی کرتے ہیں اور چھوٹے بچوں کے سامنے کوئی ایسا نام نہاد لیتے ہیں۔ جس سے ان کے ذہنوں پر غلط اثرات قائم ہوتے ہیں۔ وہ یہ سمجھ رتے ہوتے ہیں کہ یہ چھوٹا بچہ ہے، نادان ہے اسے کیا فحاشا خوب سمجھ بیٹھے کہ چھوٹے بچہ اگر چہ نادان تو ہوتا ہے لیکن اس کے تحت الشعور میں وہ ساری باتیں جمع ہوتی رہتی ہیں جو اس نے سنی یا دیکھی ہوتی ہیں اور جب وہ بڑا ہوتا ہے تو وہ ساری باتیں اس کو یاد آجاتی ہیں۔

بعض بکسے پٹا بچوں سے جھوٹ بولتے ہیں مثلاً: ”دروازے پر کوئی آیا، چہ دروازے پر آیا،“ ایسی آنکر والد سے کہہ کر ابا جان، خدایا صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔ ابا جان یہ اب میں کہتے ہیں کہ ان سے کہہ دو کہ والد صاحب گھر پر نہیں ہیں۔ جب آپ نے ایک جھوٹ بولا دیا تو انہی سے اس کو یہ سبق مل جائے گا کہ جھوٹ بولنا کوئی بری بات نہیں۔ نتیجہ یہ کہ وہ گھر پر جھوٹ بولتے رہتے جگا اور گھر پر جھوٹ بول جھوٹ بولے گا۔ اس کا گنہگار آپ نے نامہ اعمال میں جمع ہوتا رہے گا۔ یہ سختی خیر ہر ایک بات ہے۔

آج کے بچے کا ہر عمل یہ ہے کہ جتنا بولے بھلائی، مانجے کو پھیلائے اور بھٹا دے دے، بانی پھیلائے، تہنہ۔ والدین ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دیا کریں۔۔۔ (عائشہ)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین O







ظلم کے مختلف صورتیں

- ۱- جنوع      نظریات مختلف سہولتیں
- ۲-      ہے کہ ان حقوق کو ترجیح دینا اور ان کو
- ۳-      پائیدار اور باہمی تعاون اور
- ۴-      اور ان کے
- ۵-      ان کے
- ۶-      ان کے

## خطم کی مختلف صورتیں

اس قلم رانی خطاب میں ظہری ان صورتوں کو بیان کیا ہے۔ جن کی صرف عام طور پر لوگوں کا ذہن نہیں جانتا بلکہ انہیں ظلم بھی نہیں جانتا۔

خطبہ مسنونہ:

الحمد لله وحده و نستعينه و نستغفره و نعوذ به  
و نعوذ بالله من ضرور انفسه و من  
سيات اعماله من يهده الله فلا مضى له و من يضلله  
فلا هادي له و نشهد ان لا اله الا الله وحده  
لا شريك له و يشهد ان سيدنا و سندنا و مولانا  
محمداً عبده و رسوله صلى الله تعالى عليه و على  
آله و صحبه اجمعين و سلم تسليماً كثيراً

بعد:

عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن ابي علي  
الله عليه وسلم قال من كتاب عدة مقلته لا حبه

میں عرض ہے اوس شبیٰ فلیتحلہ منہ البود فی ان  
لا یكون دیناراً ولا درہماً ان کان ثم عمل صالح احد  
منہ بقدر مظلومہ وان لم یکن لہ حساب احد من  
میان صاحبہ فعمل عنہ  
اے نبی! اگر کوئی شخص روزانہ پانچ سو بار "سبحان اللہ" کہے

### حدیث کا ترجمہ

بہرہ حق تعالیٰ پر پانچ سو بار "سبحان اللہ" کہے

جو حدیث انجلی میں ہے آپ ﷺ سے پہلے یہ بھی اجماع حدیث ہے  
اور یہ ایک حدیث ہے کہ انجلی میں ہے کہ روزانہ پانچ سو بار "سبحان اللہ" کہے  
اسے سنا کر رکھنے کی ضرورت ہے۔ حدیث کا ترجمہ یہ ہے۔

"اللہ سے (اپنے رب پر) سب سے زیادہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ  
حق تعالیٰ سے سب سے زیادہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تعالیٰ  
(یعنی انجلی میں ہے کہ اپنے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تعالیٰ  
اس کی عزت اور آبرو اس شہداء کی اور چچے سے متعلق ہوتا  
میں پروردگار ہے کہ حق تعالیٰ سے سب سے زیادہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تعالیٰ  
سب سے زیادہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تعالیٰ  
آپ ﷺ کے پاس کوئی دینار اور درہم نہ ہو۔ اس کے  
پاس تیلیاں ہوں گی کہ علم کے پتھر مشہور ہو۔ اس کے پاس جو انجلی اور  
اور انجلیوں میں جو کہیں تو انجلیوں کے لئے وہ ان کے سر پر ان کے  
جائیں گے۔"

## قیامت کے روز ظلم کا بدلہ دیا جائے گا:

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی نے دوسرے پر ظلم کیا خواہ یہ عمر اس کی عزت سے متعلق تھا یا کسی بھی اور چیز سے متعلق تھا تو قیامت کے روز اسے بدلہ چکا کاڑھے گا۔ اگر ظلم کرنے والے پاس نیکیاں ہوں گی تو وہ نیکیاں مظلوموں کے حق جانیں گی ورنہ مظلوم کے خلاف اس کے سر پر لا دے جائیں گے۔

"بیس حصے" سے مراد وہ ظلم ہے جو دوسرے مسلمان کی عزت و آبرو سے متعلق ہو مثلاً کسی مسلمان کی بے عزتی کر دی، کسی کی آبروٹ لی، کسی کی غیرت کر دی، کسی پر بہتان لگا دیا، کسی کو گالی دے دی، کسی کو ناحق امانت دیا یا اس کو کسی کے سامنے ذلیل و رسوا کیا وغیرہ۔

"اوبن شے" سے مراد یہ ہے کہ وہ ظلم جو کسی اور چیز سے متعلق ہو مثلاً کسی کی قرعہ لٹ لی، تکلیف پہنچو دی، تھپڑ مار دیا، کسی اور ذریعے سے تکلیف پہنچا دی۔

## ظلم کی مختلف صورتیں:

آج کل لوگوں نے ظلم کو پہچاننے کے لیے شمارر سے اختیار کر رکھے ہیں اور ان میں سے اکثر طریقے ایسے ہیں، جن کی صرف عام طور پر لوگوں کا ذہن نہیں جانتا کیونکہ عام طور پر جب ظلم کا خطاب بہت محدود سمجھتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ نہیں۔

## نہایت:

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے اندر "نہایت" کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ نہایت کو تو خدا سمجھتے ہی نہیں۔ کوئی شراب پی لے تو اس کا چرچا ہوتا ہے کہ نفوس



بادوں سے معذور ہے، لشکرِ آفر چلتا ہے تو اس کو تہہ دیا۔ لشکرِ آفر کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا تو اس کو کہہ دیا "اگر خدا کا ارادہ چاہے لشکرِ آفر کو تہہ نہ آکر۔" کوئی جھوٹ نہیں ہوا لیکن جس کو لشکرِ آفر کو تہہ کہا گیا وہ یہ نہ اس لئے کہ لشکرِ آفر نے پتہ چلے گا کہ آپ نے اسے اس کی پیروی کی ہے۔ لشکرِ آفر یہ تو تھا اور کبھی گمراہی نہ تھی جو ظلم نہ تھا۔

وہی کی آزادی:

آفر پیڑ پیڑ ہوئے تو حیرت ہے اور آفر سامنے ہوئے تو حیرت تو نہیں ہے بلکہ "دلِ آزادی" تو ہے اور کسی مسلمان کا دل آگیا بھی نہ جاتا ہے اور یہ بھی ظلم نہ تھا ہے۔ لیکن کتنا ظلم اس طریقے سے ہو چکا ہے۔

فٹ پاتھوں پر قبضہ:

ظلم کا ایک طریقہ آفری تھا یہ رہن بولیا ہے کہ فٹ پاتھوں کے اوپر کمانداروں کو آزادی قبضہ ہے۔ دو کماندار جب زمین کو انھوں نے لگا دیا اپنے سامنے والے فٹ پاتھ پر کوئی آفری لپکا دے گا کوئی بھاگ جائے گا کوئی پوریاں رکھ دے گا کوئی ڈبہ رکھ دے گا۔ وہی فٹ کی دکان تھی۔ اب فٹ پاتھوں کو لگا کر دکان دکان کی ہوئی۔ اب فٹ پاتھ پر دیکھ کر قبضہ ہے اور زمین دکان کے لئے یہ فٹ پاتھ بنی تھی اور دکان پر چل رہے ہیں اور سڑک ان کی دکانوں کے لئے بنائی گئی تھی۔ اب انھیں دشواری ہے کہ وہ یہ نتیجہ یہ ہو گا کہ دکان پر چلے دے گا سڑکوں اور مسافروں کو چھین لے گا۔ لیٹل میں غصہ ہے کہ ان کو نہ بھرتا ہوئی۔ شریعت میں یہ بات بہت ہی ناقص ہے اور اشد معجزی ہے کہ ان کو کے راستے میں رکھ دے چیل آئے۔

## شریعت نے تھوڑی دیر کیلئے مسلمانوں کا راستہ روکنا گوارا نہیں کیا:

دیکھئے! شریعت کا اصل حکم یہ ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی اجازت نہیں، بلکہ وہ تحریمی ہے۔ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی مختلف صورتیں ہیں، وہ سب صورتیں تحریم ہیں لیکن فقہاء کرام نے کہا کہ مسجد سے دیر نماز پڑھنے کی جگہ اگر ایسی ہے کہ وہاں نماز جنازہ پڑھنے سے قاتلوں کا راستہ رکے گا تو ایسی صورت میں مسجد میں نماز پڑھ لو۔ لیکن لوگوں کا راستہ مست ہو۔ دیکھئے! شریعت نے لوگوں کے راستے اور ان کی گرفتار کا لٹکا احترام کیا ہے کہ ان کے راستے کو کھلا رکھتے کیلئے اپنے قاتلوں بدل دیں تاکہ نماز پڑھنے میں دیر نہ لگتی ہے۔ مصلحت بدلنے اور نماز جنازہ پڑھنے میں چار پانچ منٹ کتنے دنوں کے دشمنیعت نے مسلمانوں کے راستے کو چار پانچ منٹ سینے راکھنے کو بھی گوارا نہیں کیا اور اپنے قاتلوں میں تبدیلی کر دی۔

اسی طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے آیا۔ مرتبہ فرمایا کہ تم لعنت کی چیزوں سے بچو۔ اور وہ یہ ہیں کہ لوگوں کے راستے میں یا سایہ دار جگہ جہاں لوگ جمعیتے ہیں وہاں پیشاب پاشاں نہ کرو، جانے یا گند کی پھیلاؤی جائے، جس سے لوگوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔

## دُعا کا عظیم

دیکھئے! شریعت کی نظر میں راستہ۔ موصاف دیکھئے! کتنا اہم ہے، عار یہ ظلم کہ ہم نے کتنے پتھروں، دیواروں کا قبضہ ہے۔ ایف، کاندار نے مجھے بتایا کہ بس انیس یہ مسئلہ معلوم ہوا تو اس وقت سے ہم نے اپنے سامنے کے خست پاتھ پر سامان رکھنا چھوڑ دیا ہے، لیکن اب وہ ایسے کہ بڑھی والوں اور بچہ چڑھ والوں نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔



کوئی وہاں پکڑا نہ پاس بھون بھون کر اٹھا رہا ہے کوئی کتاب بنا کر کھڑا رہا ہے کوئی چائے تیار کرنے پر رہا ہے اور کوئی تختی بنا کر چار رہا ہے وہاں گریسیاں، پنچاویں۔ اب فست پاتھو پر ان کا قبضہ ہے۔

یہ قبضہ اور زیادہ فخر ناک ہے۔ دکھنا اور کیلے مصیبت کہ اس کے پاس بھتے گا تب آتے تھے، ان کے آنے کا راستہ بند نہ کیا، اب اس کی دکان بھی لوگوں کو نظر نہیں آتی، راستہ چلنے والوں کو راستہ ویسے ہی بند رہا تو یہ حق ظلم ہو گیا۔

### دھواں چھوڑتی گاڑیاں:

ظلم کی ایک صورت یہ ہے کہ گاڑیاں اس طرح چلی جا رہی ہیں کہ دھواں سے بادل چھوڑتی جا رہی ہیں۔ قریب کی گاڑیوں ناک کے ذریعے سے بچھڑواں میں یہ دھواں، دماغ میں رکھ رہا ہے، آنکھوں میں جا رہا ہے، جس سے طرح طرح کی بیماریاں پھیل رہی ہیں، تپ دق اور دے کا مرض ہو رہا ہے، کینسر کی ناری پھیل رہی ہے، اموات واقع ہو رہی ہیں اور کسی کو کچھ دلو نہیں۔ خزانے بھرتی ہوئی گاڑیاں جا رہی ہیں، ان کو کوئی روکنے والا نہیں، نہ پولیس والے کچھ کہتے ہیں نہ سڑک پر کوئی قدم اٹھاتے ہیں حالانکہ قانون ایسا کرنا ناجائز ہے۔ سرکاری قانون کی رو سے ایسا کرنا ممنوع ہے نہیں بہار۔ ملک میں قانون کہاں سے؟ ڈیوٹ کا قانون یہ بھی کہتا ہے کہ ایسا کرنا ناجائز نہیں۔

کسی مہذب ملک میں یہ کام نہیں ہوتا کہ گاڑی دھواں چھوڑے۔ اگر کسی ڈرائیور نے گاڑی کا دھواں چھوڑا تو تانکڑوں والے کو جریمہ (Fine) کی مدت ہو جاتا ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ وہ ایسی گاڑی چلائے جس سے دھواں نکلتا ہو۔ بلکہ ہمارے پاس رسک، فیسکیاں، گاڑیاں دھوئیں کے بادل چھوڑتی ہوئی چلتی ہیں۔ سرائس، نیواؤ اور بوجاتا

ہے۔ ساری فضا میں ڈیرل کا جھان پھان نہ رہتا۔ دھس کی بیاںوں سے تھکا ہوا ہے۔ یہ تو بے اثر ہے اور ٹھہر ہے۔ اس سے نکلنے سے تھکا ہوا ہوں کو فوری طور پر ٹھیک کر رہی ہے۔ اس طرف دھیان نہیں جاتا۔

## رشوت

علم کی ایک صورت وہ ہے جو ہرگز سرکاری دفاتر میں رائج ہے۔ ان لوگوں کے لئے کسی سرکاری دفتر میں کام کرنے کے لئے رشوت کے بغیر کام نہیں ہو سکتا۔ رشوت سے علم کی کو ایک قسم ہے اور ان کو بڑا اور علم ہے۔

## الباؤڈ چٹیکر کا شاخہ استعمال:

علم کا ایک اور طریقہ وہ ہے جو استعمال کی صورت میں آج کل رائج ہے۔ چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس میں ایک قاتل بھی لٹ جائے تو حاضرین غم آمیز ہوجاتے کیلئے ہال کافی سے نہیں ہوتا یہ ہے کہ اس کو لے کر باؤڈ چٹیکر لگا دیتے، اس کو لے کر بھی لگا دیتے۔ چٹیکر پر چار باؤڈ چٹیکر لگاتے ہیں۔ ہس فی سید ہے یہ باؤڈ چٹیکر دور دور تک دوسرے کیلئے اہل جان بنا رہا ہے۔

”ہر میں ایک مسجد ہے بائیں چھوٹی سی۔ اس کے چاروں کونوں پر بڑے بڑے دو باؤڈ چٹیکر لگے ہوئے ہیں۔ اس کے اوپر ایک چار باؤڈ چٹیکر لگا دیتے ہیں۔ اس چٹیکر پر ایک اور ایک اور باؤڈ چٹیکر لگا دیتے ہیں۔ اس کے وقت سے وہاں ہر جگہ ہلکا ہے۔ اس کوئی اس کے بعد ”السنوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ“ شروع ہوا، اس کے بعد پھر تعزیتیں وغیرہ ہوتی رہیں پھر تہذیب و تمدن ہی چٹیکر پر ہوئی۔ اس کے بعد“

مسلطے جان رحمت" کا مسلطہ بھی اسی پر ہوا۔

اس کے بعد بچوں کا سبق پڑھانا شروع کیا۔ ہر بچے کا سبق لاؤڈ پکچر پر موزا ہے۔ گیارہ بجے تک پڑھا کرتا ہے۔ گیارہ بجے تک جتنے بچوں کو سبق پڑھایا جاتا ہے۔ چوبیس بجے دالوں پر لائز ہے، دو بجے پر بچے کا سبق نہیں۔ اس لمحے میں ہمارے رہنے دار رہتے ہیں۔ ہم وہاں جا کر ٹھہرا کرتے ہیں۔ محلہ والے پریشان ہو کر ایک سرسبز دنگ کی شکل میں لائز رہتے ہیں۔ خدمت میں حاضر ہوتے۔ امام صاحب نے کیا کو "تم پر۔" لائز ہوئی، فی وی پر اعتراض نہیں ہوتا، اللہ کا نام لیا جاتا ہے اس پر تمہیں اعتراض ہوتا ہے۔"

اس نے بعد مسجد والوں نے یہ کام کیا۔ کنگلی سے نکل کر ایک بڑا پورا رہا، جو مین روڈ پر ہے۔ اس پورا رہے پر بھی لاؤڈ پکچر لگا رہے۔ چھوٹی سی مسجد اور اس میں "الف ب" کا سبق میلوں تک پڑھا رہا ہے۔ یہ ٹکڑا ہے۔ چار سو دو سو تک آواز پھیلنے کی کیا ضرورت ہے۔ جو تمہاری آواز سننا چاہتے ہیں صرف انہی کو دے کر دینی دوسروں کو سننے پر مجبور کرنا نہیں چاہیے۔

### دارالعلوم میں لاؤڈ سپیکر کے معاملے میں احتیاط

ہمارے ہاں دارالعلوم میں اس بات کی پابندی کی جاتی ہے کہ لاؤڈ پکچر صرف سن تک پہنچے جو اس کی آواز سننا چاہتے ہیں۔ ٹراویٹ میں ہم کو لاؤڈ پکچر نہیں سمجھا جاتا۔ بعض اوقات دارالعلوم میں رہنے والے لوگوں کی طرف سے قرآن بھی آتی ہے کہ وہ لاؤڈ پکچر کھول دیے جائیں تاکہ ہم بھی سنیں لیکن ہمیں یہی فرمائش ہے کہ لاؤڈ پکچر اس نے نہیں کھولنے کی ہوسکتی ہے کہ کچھ غلطی ہو تو قرآن کی آواز نہ سننا چاہیے، وہ انہیں پڑھنا چاہتی ہوں، ایسا کرنے سے ایسا فی حد میں سو کر آواز شب میں بہت آواز پڑھتی ہوں۔

ماتھوں میں سے ہاتھ نکال کر ان کی موٹائی پر چاچا چیں کہ کتنے کھوں دیوہے! اور جب سر  
نی اٹھائے، تو انوش کا پرکھ کرے کہ کھانسی نہ اٹھو، چائے تو پیئیں! اس آئینہ کمرانی  
پر مٹی کی مورت پر سے کھینچ کر آئینہ کا تھیلہ پہنا کر چائے پیئیں۔

[illegible]

تو ظلم کو ایک نظر دیکھو یہ ہے کہ اراکہ کنگز کو غلامی سے متعلق کیا جواب ہے۔ امام غزالی نے یہ  
سوال پوچھا اور علماء نے اس کیسے جواب دیے۔ یہ مقررہ جواب غلامی پر ان سیدوں میں بڑھتی ہے  
جہاں مسجد کے امام کو صدقین نہیں ہوتے۔ سوائے علماء و دانشمندان و علماء دین کے سوائے ان کے چاروں  
اماموں کو یہ کہتے ہیں۔

چند روز قبل سے میں نے شہر اور گھر پر

تاکہ اس طرح سے کہ وہ اپنے آپ کو بچا کر لے۔

کرنے میں حد سے تجاوز کرنا مثلاً بھری مجلس میں آپ ہر ایک سے مطالبہ کریں کہ سو سو روپے سب دے دو۔ کچھ لوگوں نے دے دیا تو دوسروں کا نام لے لے کر ان سے مانگ رہے ہیں۔ کوئی شخص دینا نہیں چاہتا تھا مگر شرما کر شرما کر مائی میں دے دیتا ہے۔ سوچنا ہے کہ اگر انہیں دوں گا تو لوگ مجھے حقیر سمجھیں گے اور انہیں خیال کریں گے۔ یہ بھی قلم ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے زبردستی چھین لیتا۔ چند لینا اسی صورت میں جائز ہے جب دوسرا آدمی خوشی سے اسے۔ حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ:

﴿لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطَيْبٍ نَفْسِهِ﴾

(مسند احمد، المجلد ۱، رقم الحدیث ۶۶۳۶)

”کسی انسان کا مال اس کی خوشنودی کے بغیر حلال نہیں ہوتا۔“

### بھکاریوں کا زبردستی مسلط ہونا:

آج کل ظلم کا ایک اور طریقہ بھی چل رہا ہے۔ پورا ہے پرچھڑی رکی پاسی پھل والے کی دکان پر پھل خریدنے کیلئے گاڑی رکھی، ایک ادھر سے بھکاری آ جاتا ہے۔ ایک ادھر سے آ جاتا ہے اور مانتا شروع کر دیتے ہیں۔ بات تک کرنے نہیں دیتے، ان سے کہا جائے کہ معاف کرو، پھر بھی نہیں بنتے۔ زبردستی مسلط ہو جاتے ہیں۔ آخر مجبور ہو کر آدمی کچھ نہ کچھ جیب سے نکال کر دیتا ہے تاکہ وہ پیچھا چھوڑ دے۔ یہ بھی ظلم اور ناجائز ہے۔

ظلم کا ایک طریقہ یہ چل رہا ہے کہ بھیک تو نہیں مانگتے لیکن کوئی سٹنگھالے کھڑا ہے، کوئی کمر بند لئے کھڑا ہے کہ صاحب! اللہ کے واسطے یہ خرید لو۔ ان سے کہا جائے کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں تو اسرا کر لے جی کہ خریدو، ہاں نہیں چھوڑتے، یہ بھی زبردستی اور ظلم ہے۔

## دوسروں کی عمارتوں پر پوسٹر لگانا اور چاکنگ:

اسی طرح ظلم کا ایک طریقہ اور چیل رہا ہے۔ وہ یہ کہ لوگوں کے مکانات اور عمارتوں پر پوسٹر چکاتے ہیں۔ یہ سب کچھ انکان کی اجازت کے بغیر ہوتا ہے۔ پوسٹر چکوانے میں تو پھر بھی شریعت ہوتا ہے۔ اب تو آسمان کر رہا ہے کہ پو پتی لی ارتقا میں ایسا اور ہم ایک کی دیوار پر کچھ نہ کچھ تھمتے۔ چلو فلاں جڈ چلو۔ فلاں مٹے، فلاں زخم باد، فلاں مراد، کوئی صاحبِ محراب عمارت لکھ کر چلے گئے کہ تمام امراض کا علاج چاہیے تو فلاں داکٹر کے پاس جائے۔ کوئی تعویذ والا ہے کہ کالے جادو کی کاٹ فلاں عامل کے پاس ہے۔ یہ ساری و شجرہ بازی لوگوں کے گھروں کی دیواروں پر اور اداروں کی دیواروں پر ہو رہی ہے۔ یہ ظلم ہے اور ناجائز ہے کیونکہ دوسروں کی املاک و اموال کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا ناجائز نہیں۔

آنحضرت ﷺ ایک مرتبہ مدینہ کی فلی سے گزر رہے تھے۔ وہاں ایک المسلمین کا مٹی کا مکان تھا۔ آپ ﷺ نے اس پر دوسرے ہاتھ مار کر تعظیم کر لیا۔ قحط کے لئے دوسرے ہاتھ مارنا پڑتا ہے۔ کوئی مرتبہ ہاتھ مار کر چرے پر اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر بازوؤں پر پھیرا جائے گا ہے ظاہر ہے کہ مکان کے اس مصیبت سے استعمال پر، ایک مکان کا کوئی نقصان نہیں ہوتا، لیکن اس کے باوجود اس حدیث کی تشریح میں علماء کرام نے یہ سوال اٹھایا کہ یہ مکان رسول اللہ ﷺ پر ہاتھ کا نہیں تھا بلکہ ایک انصاری صحابی کا تھا تو آپ ﷺ پر ہاتھ دوسرے کے مکان کو اس کی اجازت کے بغیر کیسے استعمال فرمایا حالانکہ دوسرے کی چیز کو اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا ناجائز نہیں۔

پھر اس کا جواب یہ دیا کہ عام حالات میں تو ایسا کرنا جائز نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کو یقین تھا اور یہ یقین بالکل صحیح تھا کہ اس انصاری کو اگر یہ معلوم ہوگا کہ میں نے

اپنے دو ہاتھ اس کی دیر اور یہ مارتے ہیں تو وہ خوشی سے بھرا نہیں آتا ہے۔ اس سے آپ  
 شہزادہ نے اجازت لینے کی نہ اس نے محسوس نہیں فرمائی یہ کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے یہ ہو سکتی ہے۔  
 تو ان کے اقتدار پر اس نے اس معمولی سے اہمیت پر بھی مہم اٹھایا۔ کہ اس نے یہ  
 مسئلہ درجہ اول پر پہنچا کر دینے والوں کا ہستی مان کر اور چاہے کہ ان کے ان کا علیہ  
 بنا کر دے اور یہ یہ علم اور درست جا رہے ہو یہ کہ حکومت کی طرف سے ان کو اس کی نیکاندگی کے  
 سے تحفے دی گئی ہیں کہ یہ فلاں وہاں ہے۔ لہذا اس کے اس پر چھوڑ دیا ہے  
 یہ ہے کہ اس سے شکستہ کی اس مہارت غالب ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ اس نے ان کی  
 کوئی تھی کہ چھنے والوں کو اس سے معلوم ہو کہ آپ کو اس سے معلوم ہے کہ اس نے اس میں  
 آیا ہے اس کو تو ان تحفوں کی ضرورت ہے اس کے بغیر وہ اس کے جملے کے بار

### خط وقت پر فون کرنا

علم صحیح ہے اور طریقہ بھی سادہ ہے۔ اس طرح میں بہت بھیجا ہوا ہے۔ وہ یہ کہ  
 جس کو آپ چاہو، فون کر دو، یہ ان کے بغیر کہ اس کے مرنے کا وقت ہے یا کہ نہ کھانے  
 کا وقت ہے یا نہ، یہ کا وقت ہے۔ مسئلہ ہے اس کے دفتر کا لیکن اس کے گھر پر فون کر دیا  
 حالانکہ گھر پر وہ کام نہیں ہوتا اور دفتر کا کام ہے۔ آپ اس کے گھر پر فون کر کے اس کے  
 آرام میں غفلت ڈال رہے ہیں۔ رات بارہ بجے کے بعد فون کر دیا۔ یہ دوسرا ہونا۔

یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ دین کی خبر نہ ہونے سے اس طرح کی فونوں کو کیلیغیر  
 کہتی ہیں۔ یہ مسلمانوں کی باتیں تھیں۔ مسلمان اس بات کی رعایت رکھا کرتے تھے کہ  
 ان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے لیکن اب مسلمانوں نے تو یہ باتیں پیچھے رکھ دیں دوسری قوموں  
 نے یہ باتیں حاصل کر لیں۔

وہاں امریکہ میں ہم نے دیکھا کہ کوئی آدمی کسی کے چھٹی کے دن (وہ آپ

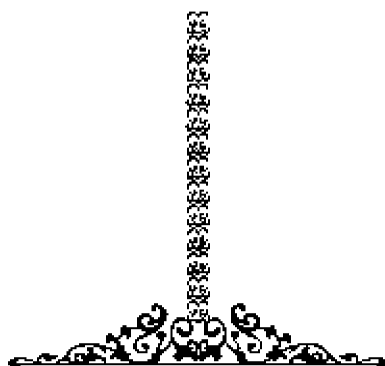
ایڈ (Week End) میں کسی کام سے متعلق فون نہیں کرتے۔ رشتہ دار آپس میں ملنے جلنے کے متعلق تو فون کریں گے لیکن دفتری کام سے متعلق بات نہیں کریں گے۔

مسلمان ہونے کے ساتھ ان باتوں کو رعایت نہ ہمارے لئے نہ دہشت گردی تھا لیکن افسوس کہ ہم نے ان پر عمل نہ کیا، چھوڑ دیا جس کی وجہ سے معاشرہ کے اندر طرح طرح کے ظلم ہو رہے ہیں۔ اور یہ حدیث بتا رہی ہے کہ جو شخص کسی اور سے پر ظلم کرے گا، اگر اس نے دنیا میں اس نے منکوم سے معافی نہ مانگی اس کا حق ادا نہ کیا تو قیامت کے روز اس کا بدلہ چکا، ہوتا اور آخرت میں آدمی کے پاس روپیہ بیسہ تو ہوگا نہیں۔ وہاں بدلے کا طریقہ یہ ہوگا کہ اگر اس سے پاں بچو تب عمل ہوں گے تو اس کے ظلم کے برابر اس سے تپ عمل لے لئے جائیں گے اور اس شخص کو اسے دیئے جائیں گے جس کا حق اس نے دیا تھا۔ اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی نیکیاں تو ہمیں بکریوں اور اکرانے کرتے ظلم ہو گئیں تو پھر جس کا حق اس پر واجب تھا اس کے منہ اس پر ازالہ دیئے جائیں گے لے کر یہ تو نیکیاں اور اب رہ گئے نہ۔

بڑے غور کرنے کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کے ظلم کرنے سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین





مَآہِ ذِی الْحِجَّہ کے فَضَائِل



2.  $\frac{1}{2}$

[illegible]

• • •

[illegible]

— 2 —

چند سال بعد پیرانہ قلعہ کی طرف

—

— 177 —

تاریخ: ۱۳۸۵/۰۵/۰۵

نہیں



## ذوالحجہ کی سب سے پہلی فضیلت اس کے نام سے ظاہر ہے:

بَارِعَانِ مَحْرَمٍ أَوْ ذَوِی الْحِجَّةِ

آج کا واقعہ وہی نہیں سمجھتا ہے۔ ذی الحجہ صیغہ نکل سے شروع ہو رہا ہے۔ یہ بہت عظیم الشان صیغہ ہے۔ اس کی سب سے پہلی عظمت تو اس کے نام سے ظاہر ہو رہی ہے۔ اس کا نام ہے ”ذو الحجۃ“ یعنی حج والا (صیغہ) ”صحۃ“ بھی عربی زبان میں حج کہتے ہیں اور ”ذہ“ کے معنی ہیں ”والا“ تو ذوالحجہ کے معنی ہوتے ہیں ”حج والا“۔

یہ حج والا صیغہ ہے کیونکہ اسی صیغے میں اسلام کا عظیم الشان رکن ”حج“ اور اس کا جاتا ہے۔ اور یہ رکن ایسا ہے کہ سال کے کسی دور میں ہی نوٹیں ہو سکتا ہے، تو تو صومہ روز پڑھتے ہیں، قرآن روزے کر پڑھتے ہیں، عیدین کے مہینے میں رکعتیں ہیں، غنیمتِ ظلی روزہ پڑھتی ہیں، عید بھی رکھ سکتے ہیں۔ میرا نظریہ اور ابوہریرہؓ کے علاوہ سال بھر میں جب بھی چاہیں روزہ رکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح تو کہ جب آدمی سے ماں پر سال گزار جائے تو نہ کوئی عید اور نہ کوئی ہے۔ لہذا اسالی گندہ کے یہ آدمی اپنے مال کی رزق و عیالت نہیں ادا کر سکتے ہیں۔ ان کے مال پر اتنے دنوں کی رزق و عیالت میں جب دیر چاہتا ہے وہ کھاتا ہے۔ لیکن حج کا معاملہ یہ ہے کہ اس کا صیغہ بھی مقرر ہے اور دن بھی مقرر ہیں۔ ان دنوں کے علاوہ یہ رکن دانی نہیں ہو سکتا۔ آزاروں غنیمتیں چاہے کہ میں رخصت یا شعبان میں بھی حج کر لوں تو یہ نہیں ہو سکتا۔ صرف انہی دنوں میں ہی کر سکتا ہوں اور ہو سکتا ہے جو دن میں پہلے چھوٹے ہیں۔ اس سے بھی ایسا روزہ ایسی عید اور روزہ پڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس صیغہ کو یہ شرف بخشا ہے کہ حج ہمیشہ عظیم رہا ہے۔ صرف اس صیغے میں ”والا“ ہو سکتی ہے کسی اور صیغے میں نہیں ہو سکتی تھی۔ لہذا ان ائمہؑ کے صیغے میں بھی نہیں ہو سکتی۔

## عشرہ ذی الحجہ کے فضائل

پھر قرآن و احادیث کے اندر اس کی اور بھی بہت سی فضیلتیں بیان کی گئیں۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا۔

وَالْفَجْرِ ۝ وَلِإِلَهِ عَشْرِ ۝ وَالشُّعْرِ ۝ وَالْوَتْرِ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا

يَسُرُّ ۝ (الفجر: ۱۰)

”اِہم ہے فجر کی اور دس۔ راتوں کی اور بخت اور غلطی کی اور رات کی جب دوپہنے لگے۔“

یہ ”دس راتیں“ کونسی ہیں؟ مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں مراد ہیں۔ اللہ رب العالمین نے ان دس راتوں کی اہمیت بھائی ہے۔ اس سے بھی ذوالحجہ کی پہلی دس راتوں کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ابتدائی دس ایام کی عظیم اہمیت تسلیمت بیان کی ہے۔ فرمایا کہ ذوالحجہ کے پہلے سے کوئی مہینہ عبادت کے لئے بہتر نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ رمضان بھی اس سے عبادت کے لحاظ سے بہتر نہیں۔ ہاں ایسا اگر اس کے برابر ہو تو اس کا انکار بھی نہیں۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ ان دنوں کی غنیمت ایسی ہے جیسا کہ رمضان المبارک کے دنوں کی عظمت ہے۔

ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں دس دن تو میہ کا ہوتا ہے۔ جس میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ باقی نو دنوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں ایک دن کے روزے کا ثواب ایک سال کے روزوں کے برابر ہے۔ ایک رات کی عبادت کا ثواب شب قدر کے برابر ہے۔

تو یہ شب اور روز جو آج میں معمولی نہیں ہیں آج مغرب کے وقت سے ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے گا۔ اطلاق پیلندہ، اسلامی تقویم، اسلامی تاریخ اور اسلامی دن مغرب کے وقت سے ہوتا ہے۔ بعد از مغرب آفتاب ستی ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے گا تو جو رامت آئے وانی ہے، اس کا ثواب شب قدر کے برابر ہے اور آئے وانی

ان دنوں میں سے ماہانہ روزہ ایک ماہ کی ہے۔ ماہ اس کے زیادہ ہے۔

### ان دنوں میں نکلی روزوں کی بجائے قضا روزے رکھنا بہتر ہے

لھندہ۔ ان دنوں میں رات سے صبحان روزے رکھنے میں اور کچھ روزہ رکھنے والے نہ ہوتے ہیں۔ انہی کے فطری روزے اور سوچنے پر تے ہیں اور وہ ان دنوں میں نکلی روزے رکھتے ہیں لیکن جہاں مشورہ دیا ہے کہ اگر کسی کے زمانہ قضا روزے ہوں تو ان دنوں میں ان کی قضا کریں۔ خاص طور پر جو اس کے شرعی حذر کی وجہ سے ممانعت میں ان کے روزے قضا ہو رہے ہیں۔ ان میں سے بھی کچھ روزے رکھنے کا ہونا زیادہ موقع ہے۔ ان دنوں میں قضا روزے رکھنے کے دنوں میں ہیں۔ ایک یا کم مصلحتیوں کے لئے ان کے روزوں کی قضا کرنا۔ ان دنوں کی ضرورت بھی حاصل ہو جائے گی۔

### ان کوئی شخص پوری عبادت نہ کر سکتا ہو تو

بہار۔ جب تک رات نو بجے کر رہا ہے تو اسے کام نہ کرنا ہے تو افضل طریقہ یہ ہے کہ پوری رات جاگ کر عبادت کی جائے لیکن یہ بہت بڑی بات ہے کہ کام نہ کرے۔ اس کی رات پر ایک گواہی ہوتی ہے کہ وہ کام نہ کرنا عبادت، تھوڑے اور کچھ عبادت میں وقت صرف ہوتا ہے۔ یہ رات مغرب کے وقت سے شروع ہو جاتی ہے۔ جب اگر کوئی شخص پوری رات نہیں جاگے گا تو مغرب سے عشاء تک اور عشاء کے بعد چھ وقت میں ہے۔ اس میں جتنی عبادت ہو سکتی ہے اسے دیکھ کر شکر میں گھر جائے اس میں جتنی عبادت کرے۔

الحدیب۔ اہل نہیں دے ان دنوں کو احتیاج اس کی یہ کہ اگر بہت اور کم روزوں کی قدرمقدار پر مانتیں، کبھی نہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص صبح کی نماز

ابھی جماعت سے چلے اور فجر فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھے تو اس کو پوری رات کی عبادت کا ثواب مل جاتا ہے۔ اگر کوئی عشاء اور فجر بھی جماعت سے پڑھے اور مزید عبادت بھی کرے تو صلہ ہے کہ اس کا ثواب اور زیادہ ملے گا۔ جتنے نماز ادا ہو۔ اتنا صلہ ہو جائے گا لیکن اگر کوئی کمزور ہے تو وہ صرف عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لے تو اس کے لئے بھی محرومی نہیں رکھی جی بجز اسے بھی پوری رات کی عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

### ان راتوں میں حنن ہوں گا وبال بھی زیادہ ہے:

یہاں یہ بات بھی دینا ہے کہ ان راتوں میں اگر عبادت کا ثواب زیادہ ہے تو انسان کا وبال بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ خداوند ہے کہ جس جگہ پر اور جس وقت میں عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ اس جگہ پر اور اس وقت میں آزمائش و امتحان پڑے گا تو اس کا وبال بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ایک شخص اگر سچ سے باہر تہمت بولتا ہے یا بیعت کرتا ہے تو باعث یہ تھاؤں گے اور تہمین جرم ہے نہیں یہی جرم اگر او سجد میں کرے گا تو جرم اور ناحہ ہائے گناہ سجدہ میں نہ کرے تو اور بھگین ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دوسروں میں کینہ و کراہت ہے تو وہ بھی کینہ دے لیکن اگر ان راتوں میں کینہ و کراہت سے کینہ ہوگا۔

### وہ کام مشرور کریں:

یہاں ان راتوں میں اگر کسی شخص کو بہت زیادہ عبادت کرنے کی توفیق نہیں ہو رہی یا بہت محافقت نہیں یا مصروفیت ہے تو وہ وہ کام مشرور کریں۔  
۱۔ عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لے۔

میں اپنے آپ کو بڑا بہت بڑا سمجھتا ہے۔ اپنے آپ کو انھوں نے کچھ نہیں دیا ہے۔  
 ان لوگوں کو کچھ نہ کچھ نہیں دیا ہے۔ انھوں نے ان لوگوں کو کچھ نہیں دیا ہے۔  
 انھوں نے ان لوگوں کو کچھ نہیں دیا ہے۔ انھوں نے ان لوگوں کو کچھ نہیں دیا ہے۔  
 انھوں نے ان لوگوں کو کچھ نہیں دیا ہے۔ انھوں نے ان لوگوں کو کچھ نہیں دیا ہے۔  
 انھوں نے ان لوگوں کو کچھ نہیں دیا ہے۔ انھوں نے ان لوگوں کو کچھ نہیں دیا ہے۔

اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے اس سید کے لئے انہی شخصوں میں ان لوگوں اور  
 راتوں میں ان دنوں میں ان دنوں میں ان دنوں میں ان دنوں میں ان دنوں میں  
 راتوں کی عبادت کا ثواب ملے گا اور ان دنوں میں رات جہالت کرے گا تو ہر رات میں شب  
 قدر کا ثواب ملے گا اور ان دنوں میں روزے بھی رکھے تو ایک روزے کے برابر  
 ہے۔ ایک سال کے دنوں کا ثواب ملے گا

### یوم عرفہ کی خاص فضیلت:

پھر ان دنوں میں عرفہ کے دن کی فضیلت اور زیادہ ہے۔ حدیث شریف میں  
 آتا ہے کہ عرفہ کا روزہ چھ ایک سال کے دنوں کو بھی کفایت دیتا ہے اور ایک ایک  
 سال کے دنوں کو بھی کفایت دیتا ہے۔ ان دنوں میں عبادت کی اور ان کی عبادت  
 ان کے بعد عبادت کی عبادت آتا ہے۔ احادیث کے اندر ان کی بھی عقیم بھی ہے فضیلت  
 یہ ہے کہ یہ ہے۔

### ذکر اللہ اور صدقات کا بھی انہیں متناجی ہے۔

ان دنوں میں ان دنوں میں ان دنوں میں ان دنوں میں ان دنوں میں



روزوں کے علاوہ صدقہ و خیرات کی پیشکش کرنی چاہیے، اور ان کے علاوہ انہماک بھی غریب  
انسان کو کرنا چاہیے۔ چہتے بھرتے بھی اللہ کا ذکر نہ ہو سکتا ہے۔ بس میں جا رہے ہیں اگر کوئی  
میں سزاوارد ہے ہیں۔ سناٹا کیل و موٹر سائیکل پر سوار ہیں تو اس وقت ذکر کیا جاسکتا ہے۔ مٹھا  
لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ کہتے رہیں، درود شریف پڑھتے رہیں یا استغفر اللہ، واستغفر  
اللہ کہہ سکتے ہیں۔

ایک مسکین کو اپنا وقت بیکار نہیں جاسنے دینا چاہیے۔ آپ پڑھتے جا رہے ہیں و  
پڑھانے جا رہے ہیں ملازمت پر جا رہے ہیں یا مکان پر جا رہے ہیں کسی بھی کام سے  
جا رہے ہیں، چلتے چلتے اگر لا الہ الا اللہ کہتے ہیں تو اس میں آپ کی زندگی مستخرج  
ہوئی، نہ پیسہ خرچ ہوگا اور نہ کوئی وقت خرچ ہوگا لیکن آپ عظیم الشان کرائی کر لیں گے،  
تہہ سے ہاں ذکر کی بہت بڑی قدر، اہمیت ہے۔ اس کے بہت زیادہ فضائل قرآن  
و حدیث میں وارد ہوئے ہیں۔ چہتے، بھرتے، اچھٹے، اٹھتے، اترتے اور کچھ پاؤں آتے تو اللہ  
تعالیٰ کہتے رہیں۔

یہ تو خیر و خیر کی باتوں کا بیان ہے، ایسے بھی انہماک آدنی قدر کی بچا نہیں تو ہر بات  
شب قدر ہے۔ جو آدمی اللہ کے ذکر اور اس کی یاد میں رہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا  
رہتا ہے۔ پھر اس کی برکت سے یہ ہوتا ہے کہ عبادتوں میں محرومانے لگتے ہیں، ان کا ہوا  
سے نفرت ہونے لگتی ہے۔

### گناہ مزے کی چیز نہیں:

اصل بات یہ ہے کہ گناہ کوئی طرح کی چیز نہیں۔ گناہ آدمی کو یہ ڈر لگا ہو کہ میں  
جو گناہوں میں ہوں، اس کو اللہ تعالیٰ رکھے۔ ہاں اس پر مجھے عذاب ہوگا تو اسے اٹھا کر دے  
میرے محرومان کو ملے گا۔ آپ جو ہیں کئی قومیں ہیں اور آپ کے سامنے صاف رکھا ہوا

یہ لکھیں چوبیس واسے نے ہاتھ میں اندھا بھیڑا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اگر تم نے یہ تھاں  
لکھا تو تمہاری بھائی مائی تو یہ لکھنے کو اس جگہ میں مڑو گئے گا وہاں وہ بھائی مائی  
ہے یہ اس کو دے دو تو اس جگہ کی مائی بھائی مائی نہ لکھو۔

اور پروردگار اعلیٰ کا نام جنہیں یہ ہے کہ اسی کے ہمارے لئے تعالیٰ  
رہائے ہے شکر تعالیٰ کے ہیں۔ مہذبت اور مہذبت اور مہذبت کے لئے تعالیٰ رہائے ہے  
ہے ہیں۔ اب شرافت کا کیا معنی ہے کہ انہی حوالہ سے تعالیٰ کو تعالیٰ رہائے ہے اور تعالیٰ  
ہو میں رہائے ہے اور تعالیٰ کے لئے تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ اور تعالیٰ تعالیٰ  
تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ

تو کھانا نہ کھا کی چیز نہیں ہے، لذت کی چیز تو عبادت ہے۔ وہ اب آئی کے دل میں مقرب و معزز کی عظمت نہ جاتی تھی اب اس کے اندر میں تو جو تہہ تہہ کا بھی اور چیز میں کھانا نہیں آج کل اور کھانا میں نہ لذت نہ ہونے لگی تھی۔ یہ تصور اس میں آتا ہے کہ یہ میرے جس میں وہ چاہتا تھا وہی ہے۔ وہ میرا تو جس میں ہے، میں اس کی طرف کی جیسے نہیں۔ یہ میری لذت ہے اور اس میں ہے اور اس میں نہیں چاہوں۔ یہ ہے کہ اس میں اس میں وہی ہے جس میں وہی ہے جس میں وہی ہے۔

گنبدہ میں مزید آنے کی مثال۔

[illegible]

جتا کھانے میں آتا ہے، مثل مشہور ہے کہ

”جو مڑا ہے کھان میں، نہیں لے وہ رات میں“

”کھان“ کہتے ہیں ”کھانے“ کو۔ مطلب یہ ہے کہ کھانے میں جو مڑا ہے، بادشاہت میں بھی دو مڑا نہیں۔ لیکن کھانے سے جو مڑا رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کھانا، اسی مڑے کی چیز ہے بلکہ یہ اس وجہ سے آ رہا ہے کہ جسم کو خون خراب ہو گیا ہے۔ خون کی قوت کی وجہ سے اس چیز میں مڑا آنے لگا تو اس حقیقت حیرت کی چیز نہیں تھی بلکہ تکلیف کی چیز تھی۔ آدمی کھاتا کھوتے اپنے آپ کو زخمی کر لیتا ہے، سوتے سوتے غیبہ مر جاتی ہے لیکن پھر بھی وہ کھانا باہر آتا ہے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے کہ خون خراب ہو گیا۔ بالکل یہی بات گناہوں کی ہے۔

اور یہ انداز کے لئے بڑی بد نظمی کی بات ہے کہ اسے سخا ہوں میں مڑا آنے لگے اور ان کی طرف اس کی رغبت بڑھتی چلی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

### ذوالحجہ کی ایک اور خاص فضیلت :

ایک عظیم الشان عبادت اور بھی اس ماہ ذی الحجہ کے اہمہ پاؤں جاتی ہے۔ جسے قربانی کی عبادت کہتے ہیں۔ اس عبادت کی بھی خاصیت یہ ہے کہ اس میں مخصوص دنوں میں عبادت ہے اور باقی دنوں میں عبادت نہیں۔ بقدرمید کے دن (دس ذی الحجہ) گیارہ اور بارہ ذوالحجہ تین دن عبادت کے ہیں۔ ان سے ایک دن پہلے تک اور بارہ ذی الحجہ کے بعد پورے سال میں باخوردقربان کرنا عبادت نہیں۔ عقیقہ کے موقع پر باخوردقربان کرنا عبادت نہیں ہے برکت کی چیز ہے، اگر لیس تو بہتر ہے لیکن حق کے نزدیک یہ عبادت نہیں۔ عبادت صرف ان ہی تین دنوں میں ہوتی ہے۔ ذوالحجہ قربانی سوا ان تین دنوں میں نہیں ہوتی۔

میں بہت سی ہے۔ ہالی دنوں میں آپ جانور ذبح کرنے کے کھانٹنے میں لگیں وہ قربانی اور عبادت نہیں بنے گی۔

### قربانی کا حکم کسی اور طرح کیلئے سے پورا نہیں ہوتا:

اور جس شخص پر قربانی واجب ہو، اس کا یہ واجب قربانی کرنے کے علاوہ کسی اور طریقے سے ادا نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی یہ ہے کہ میں قربانی تو نہیں کر رہا لیکن جیتے میں جانور خریدنا تھا، اسے بیچوں کا سودہ کر دیتا ہوں تو اس سے اس کا واجب ادا نہیں ہوگا، مگر پھر اس کا کندہ رہے گا۔ جس طرح نماز پڑھنے سے۔ اگر ادا نہیں ہوتا اور روزے کے عوض میں نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔ اسی طرح قربانی کے عوض میں سودہ نہیں ہو سکتا۔

### قربانی کس پر واجب ہے؟

قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟ اس کے بارے میں چند بیرونی مسائل بھی سمجھ لیجئے۔  
۱۔ نابالغ پر قربانی واجب نہیں۔  
۲۔ بیٹوں یعنی وہ شخص جو دماغ سے معذور ہے، اس پر بھی قربانی واجب نہیں، چاہے کرایہ کی اسات ہو۔

۳۔ مسافر پر بھی قربانی نہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص شہر سے دور کے مطابق مسافر ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں خواہ وہ کتنا ہی مادہ دار ہو، مثلاً کوئی شخص لاہور سے کراچی آ رہا ہو، اس کا مادہ دار کراچی میں پندرہ دن قیام کرنے کا نہیں ہے تو وہ مسافر ہے اس پر قربانی واجب نہیں۔

قربانی ایسے مفل، نابالغ اور مقیم مسلمان پر واجب ہے، جس کے پاس اتنا مال ہو کہ اس سے وہ صاحب نصاب بنائے تو اس پر قربانی واجب ہوگی خواہ وہ مرد ہو یا

عورت۔ وہ میاں بیوی ہیں، دونوں کی خلیفہ میں اگر اتنا کٹ مال ہے جو نصاب کے برابر  
 رہتا ہے تو میاں پر بھی قربانی واجب ہے، بیوی پر بھی قربانی واجب ہے۔ اگر کسی گھر میں  
 میاں بیوی بھی رہتے ہیں اور ان کی بالغ اولاد بھی ہے اور بالغ اولاد کے پاس بھی نصاب  
 کے بقدر مال ہے تو ان پر بھی قربانی واجب ہوگی۔ بیٹے ہوں تو ان پر قربانی واجب ہوگی  
 اور بیٹیاں ہوگی تو ان پر بھی واجب ہوگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ ایک کا ضم ایک وٹ ہے۔  
 لہذا اگر سب میں قربانی واجب ہوئے کی شرطیں پائی جارہی ہیں تو سب پر قربانی واجب  
 ہے اور زحمتوں کے اندر شرافت پائی جارہی ہیں، ان پر قربانی واجب ہوگی، باقی پر نہیں۔

### قربانی کا نصاب:

نصاب کیا ہے؟ قربانی کا نصاب ماڑھے باون تو لے چاندی ہے۔ اگر کسی  
 کے پاس اتنی مقدار چاندی ہو یا اتنی چاندی کی قیمت کے بقدر نقد رقم ہو یا اتنی قیمت کا  
 سامان تجارت ہو یا اتنی قیمت کا سونا ہو یا اتنی قیمت کا نھر جس میں این زائد سامان ہو جو  
 استان میں سب آتا تو اس پر قربانی واجب ہے۔ ساڑھے باون تو لے چاندی کی قیمت  
 آج کل تقریباً چھ سزار روپے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جس کی خلعت میں تقریباً چھ سزار روپے یا اس قیمت کا سامان  
 مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ہے اور وہ بالغ مجنون اور مسافر بھی نہیں تو اس پر قربانی  
 واجب ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت، دینا ہو یا بیٹی۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی میں صرف ایک آدمی نے قربانی کر لی تو سب  
 کی طرف سے ہوگی۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہر ایک پر ملحد و ملحدہ قربانی واجب ہوگی۔ اگر کسی  
 نے قربانی واجب ہونے کے باوجود قربانی نہ کی تو وہ گنہگار ہوگا۔ اب اس کی علانی کی  
 صورت یہ ہے کہ قربانی کی قیمت کے بقدر رقم فقراء اور مساکین پر صدقہ کرے اور اپنی

اس کو تابی پر تو یہ استفادہ بھی کرے۔

## قریبانی کے جانور کی شرائط :

یکرا، دہب اور بھینس ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی کیا جاسکتا ہے جبکہ گائے، بھینس، بھیل اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے بھی ہیں بشرطیکہ سب کی میت تو اسے کی ہو۔ اگر کوئی شریک اس میت سے شامل ہوا کہ چلو کوشٹ مل جائے گا، طرف سے ٹھانیں گے اس کی قربانی کی میت نہیں تھی تو پھر کسی کی بھی قربانی نہیں ہوئی۔

بکرا اور بکری ایک سال کا بچہ یا بون ضروری ہے، بھینس اور دہب اگر اتنا سونا سا نہ ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہونے والا ہو، تو بھی جائز ہے۔ بھیل بچا گئے اور بھینس دو سال کی جبکہ اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ جس شخص سے آپ جانور خرید رہے ہیں اگر وہ اس کی پوری عمر جانتا ہے اور ظاہری حالات سے بھی اس کی مکمل عیب نہیں ہوتی تو اس پر اتنا وزن جائز ہے۔

جس جانور کے پیدائشی طور پر سینک نہ ہوں یا بچہ میں سے ٹوٹ گیا ہو اس کی قربانی درست ہے لیکن اگر سینک جز سے اکٹھا ہو جس کی وجہ سے اس میں بے لافنی اثر پڑتا ہے تو پھر اس کی قربانی جائز نہیں۔ نہ بھے، گائے اور اونٹوں سے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ اسی طرح ایسا بھینس اور اونٹ جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں سے نہ پا سکے اس کی قربانی بھی جائز نہیں، اس جانور کی قربانی سے زیادہ درستگی ہوتی ہو اس کی قربانی بھی جائز نہیں، جس جانور کے دانت یا انکھ نہ ہوں یا اثر نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں، اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں اس کی قربانی بھی درست نہیں۔

اگر ایک شخص نے صحیح سامان جانور خرید لیکن قربان کرنے سے پہلے اس کے اندر کوئی بڑا صیب پیدا ہو گیا جسکے پاس جانے کی صورت میں قربانی جائز نہیں ہوتی تو اب

دیکھا جائے گا کہ انہوں نے جانور کو شریعہ کے دائرہ میں لایا ہے کہ اس پر شرعاً قربانی واجب ہے تو اس پر لازم ہوگا کہ اس کے یہ سب دوسرے بھی تمام جانور کی قربانی کرے اور اگر اس جانور کا مالک غریب آدمی تھا تو اس پر قربانی واجب نہ تھی لیکن اس نے اپنے شوق سے قربانی کے لئے جانور خریدا تھا تو اس کے لئے اسی غریب جانور کی قربانی جائز ہے۔  
قربانی نے جانور کو خدا اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے لیکن اگر خود ذبح کرنا نہیں چاہتا تو دوسروں سے ذبح کروا سکتا ہے ذبح کے وقت خود وہاں حاضر رہنا افضل ہے۔

## قربانی کی نیت و رد

قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے، زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں ایسے ذبح کرتے وقت بسم اللہ، یا اکبر یا نہی ضروری ہے۔ طے یہ ہے کہ جب جانور ذبح کرنے کیلئے قبضہ کر لے گا تو یہ نیت کافی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَتِمُّوْا الصَّلٰوةَ وَارْزُقُوْا الصَّدَقٰتِ  
خَاتَمِ الْوَقْتِ ۝۵۰ (سورہ بقرہ ص ۵۰)

”اے ایمان والو! تم اپنی نماز کو پوری طرح کی طرف متوجہ کیا کرو اور زکوٰۃ میں خریدا کرو یہ دو میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔“

۝ اِنَّ مَلَائِكَةَ رَبِّكَ وُكِّلُوْا بِمَقٰصِدِكُمْ وَنَسَبِكُمْ اِلٰى اَنْحٰثِكُمْ  
۝۵۱ (سورہ بقرہ ص ۵۱)

”یہ مہرے کے فرشتے مقرر کیے گئے ہیں کہ تمہاری نیت اور نسب اور سب اللہ کے سامنے لکھیں گے۔“

اور ان کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے

۞ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ

وَحَبِيْبِكَ اَبُوْا بَكْرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَام ۝

اے اللہ! آپ یہ قربانی میری طرف سے قبول فرما لیجئے جس

شرح آپ نے اپنے محبوب محمدؐ پر اپنے اور آپؐ کیلئے ابراہیم (علیہ

السلام) کی طرف سے قبول کی۔

### گوشت کا حکم:

جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو وہاں گوشت وزن کرنے تقسیم ہو جائے۔ مصلیٰ  
العدا سے سے تقسیم کرنا جائز نہیں۔ اُنھیں یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک  
حصہ اپنے وطن و میاں کیلئے رکھے، ایک حصہ اعزاء و احباب میں تقسیم کرے اور تیسرا حصہ  
فقراء و مساکین میں تقسیم کرے، البتہ جس شخص کے اہل و میاں زیادہ ہوں وہ سارا گوشت  
بھی رکھ سکتا ہے لیکن قربانی کا گوشت بیچنا جائز نہیں۔

### قربانی کی کھال کے احکام:

قربانی کی کھال کا حکم یہ ہے کہ اسے اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلیٰ بنالینہ  
یا کوئی دول و غیرہ، خالی کرنا جائز ہے لیکن اگر فروخت کر دینی تو پھر اس کی قیمت اپنے خرچ  
میں لانا جائز نہیں بلکہ اس کا مصدقہ کرنا واجب ہے۔ اور اس صدقے کا مصرف وہی ہے  
جو زکوٰۃ کا ہے۔

قربانی کی کھال کسی خدمت کے معاوضہ میں لینا جائز نہیں۔ ہذا مسجد کے  
موازن یہ ماسر وغیرہ کے حق اللہ مت کے طور پر ان کو کھال دینا جائز نہیں۔ اسی طرح جانور



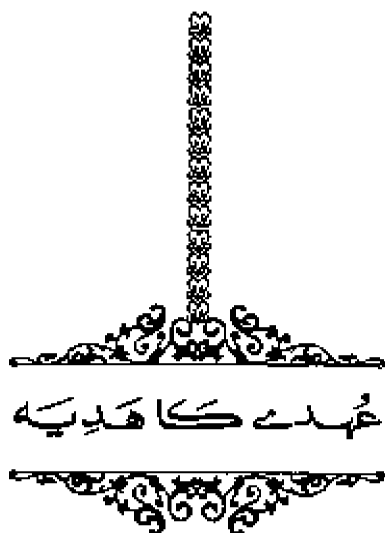
تاریخ کرے والے کی اجرت میں بھی آسمان وینے جائز نہیں۔

نصرہ خضر میں مدارس اسلامیہ کے عزیز و ناوار طلبہ ان کتابوں کا بہترین مصروف ہیں یہ کہ وہ اس صدقے کا ثواب بھی منا ہے اور دین کی شہادت کا ثواب بھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مشروعی اچھی برکتوں سے مالا مال ہونے کی توفیق  
 نصیب فرمائے اور قربانی کا فریضہ سرانجام دینے کی توفیق نصیب  
 فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین





عہدے کا ہدیہ

1. مقدمه

— *—*

— 23 —

المجلس الأعلى للدراسات الإسلامية

4.

**Abstract.**

— — —

175

—

المسألة الأولى

10

11/1/88

## ﴿عہدے کا ہدیہ﴾

شعبہ مستور:

الحمد لله بحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به  
ونبتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن  
سوءات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل  
الله فلا هادي له ونشهد أن لا اله الا الله وحده  
لا شريك له ونشهد أن محمداً عبداً ورسولاً  
محمداً عبداً ورسولاً صلى الله تعالى عليه وعلى  
آله وصحبه أجمعين وسلم تسليماً كثيراً

ما بعد:

عن امی حمیدہ بنت محمد بن حنفیہ عن ساجدة بنت عبدی  
عسی اللہ تعالیٰ علیہ استعمل النبی صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم رجلاً من الأزد علی الزکوة فقال لہ ابن  
نفسیہ فلما فدد قال ہذا نكح زوجاً لہی فدد

رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر فحمد الله وأثنا عليه ثم قال: «أنا بعد فاني استعصم الرجل منكم على النعس مسار لأنني ألهه» فيأتي ويقول: «هذا لكم وهذه خديعة» الحديث الذي أفلاحت في بيته به أو أوردته من بابيه هديته إن كان صادقاً. (١)

کے متعلق بہت اہم بنیاد پر مشتمل ہے۔ اس حدیث کو نقل کرنے والے صحابی ابو حمزہ عبد الرحمن بن ساعدہ مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھی۔ بعد میں بھی کافی عرصہ تک اسلامی حکومتیں رہا کہ رسول لڑتی رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی سے ہر بار حکومت بھی کی تھی۔ چنانچہ آپ مختلف صحابہ مختلف قبول کی طرف راہ کو وصول کرنے میں ہمارے لیے کوشش کرتے تھے ہر چہ وہ نہ تو شرعی قوانین اور نہ ہی کے مطابق شرعی مصارف پر غرضی کی جاتی تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ من الیمویہ کو راہ کو لے کر سواری کے لیے غرض مقرر کرتے کہا۔ جب وہ لوگ آئے تو انہوں نے مال کے بارے میں فرمایا کہ یہ مسلمانوں کا مال ہے یعنی یہ حکومت اسلامی کے زیرِ اقتدار ہے۔ اور شرعی مصارف پر غرضی ہو گا اور انہوں نے مال کے بارے میں کہا کہ یہ مجھے ملے گا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو ان کی یہ بات نہ کہ مکر رہی۔ آپ ﷺ پر غرضی لے کر اور بعد ازاں کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں سے کسی شخص کو راہ کو لے کر سواری کے لیے مال مقرر کرتا ہوں لیکن جب وہ لوگ آئے تو کہتا ہے کہ فلاں مال مسلمانوں کے لئے ہے اور فلاں مجھے تھوڑے میں دیا ہے۔ اگر وہ اپنی بات میں نہ ہے تو چاہے وہ اپنے آپ یا اپنی ماں سے گھر چلا کر نہیں بیٹھتا ہمارے

یعنی اگر وہ اپنی اس بات میں چاہے تو پھر اصرار کرنے کے بجائے اپنے گھر میں بیٹھ کر رہتا ہے۔ اس قبیلے کے لوگ اس کی ذات سے محبت کرنے والے نہ تھے تو اسے اپنے گھر سے کر کے لے جاتے اور اس صورت میں نہ کوئی تھوڑا کر کے نہ تو اس کے بارے میں کسی بڑا جھگڑا کہ یہ اس کو تھوڑے میں دیا ہے لیکن اب یہ اصرار نہ کرتے اور وہ اس کے لئے تو اس کے لئے انکار کر لیا حتیٰ غرض یہاں تو نہیں۔

ہوں گے بعد آپ نے فرمایا

وَاللّٰهُ لَا يَأْخُذُ أَحَدًا مِّنْكُمْ شَيْئًا بَعِيرٌ حَقُّهُ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ

تعمایٰ بحسنہ بود القيمة O

”کچھ آدمیوں سے وہی آدمی کوئی چیز بغیر حق سے نہیں لے سکتا مگر یہ کہ

اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس چیز کو اس

نے اپنا اور لٹھا رکھا ہوگا۔“

یعنی جس چیز کو بھی وہ بغیر حق کے ہی سے لے گا وہ چیز اس ر قیامت کے دن

لٹھی ہوگی۔ اس بات کی مزید تفصیل رشتہ فرمایا ہے کہ آپ

هَذَا عَصْرُ فَرَسٍ أَخَذَ حُكْمَ لُقْيِ الْمَلَّةِ يَحْمِلُ بَعِيرًا لَّهُ وَعِجَاءً

اَوْ بَضْرَةً حَوَارٍ أَوْ شَاةً قَبْعَرِيَّةً

”ایسا سوکھا فرس ہے جس میں تیر میں سے کسی کو چھپی ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ

سے اس حالت میں ملے کہ اس نے اپنے اوپر اونٹ اور اٹھا رکھا ہو

اور اونٹ اپنی آواز میں نکال رہا ہو یا تاسے کو اپنے اوپر اٹھا رکھا ہو

اور وہ بھی آواز نکال رہی ہو یہ گھریں و لٹھا رہا ہو اور وہ میں میں

گھری ہو۔“

دنیا میں جو ماں، باپ یا کوئی طرح کے رشتے سے آئے گا، آخرت میں سب پر لٹا ہوگا:

اس زمانے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جاپا کر کے تو جانوروں کی

انگوٹھ پہنا کر اس کی نعل میں لٹی تھی یہ رسول شریعتی کے چارواکے انہوں نے اپنی مردانہ

دست پہنچا کر انہیں لٹا دیے تھے اس میں اتنی بھریں نہ کہ وہ ان کے ہونے پر

نہ پائیں گے۔



عرب میں عام طور پر گلہ بانی کا رواج تھا۔ لوگوں کے پاس بے نور بہت ہوتے تھے۔ جس کی وجہ سے جانوروں کی شکم میں زکوٰۃ وصول ہوتی تھی۔ زکوٰۃ میں اونٹ بھی آتے تھے، گریز بھی ملتی تھیں، اسی لیے بھی آتے تھے اور سینڈھے بھی آتے تھے اور گائے بھینس بھی آتی تھیں۔

تو آپ نے فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آخرت میں تم اللہ سے اس حال میں ملو کہ تمہارے اوپر اونٹ، گائے اور بکری سوار ہو۔ کہاں تو دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اونٹ اس لیے بنایا تھا کہ تم اس پر سواری کرتے ہو، لیکن اگر وہ اونٹ تم نے دنیا میں ناجائز طریقے سے حاصل کیا تھا مثلاً چوری سے لیا تھا، رشوت کے طور پر لیا تھا تو آخرت میں یہ اونٹ تمہارے اوپر سوار ہوگا۔

اور یہ بات صرف اونٹ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اگر کوئی جانور ناجائز طریقے سے حاصل لیا تھا تو وہ بھی اوپر سوار ہوگا جیسے یہ بات صرف جانوروں کے ساتھ بھی خاص نہیں بلکہ کسی بھی شخص نے دنیا میں کوئی بھی مال ناجائز طریقے سے لیا تو آخرت میں جب میدانِ حساب میں آئے گا تو وہ مال اس پر لدا ہوا ہوگا۔ اگر وہ گندم کی پوریاں ہیں تو وہ ندنی ہوئی ہوگی اور اگر وہ سو پوریاں ہیں تو سو کی سولہ کی ہوگی اور اگر وہ مکان یا زمین ہے تو وہ لدنی ہوئی ہوگی۔

تو اس حدیث کا خلاصہ یہ نکلا کہ دنیا میں کوئی بھی شخص اگر کسی کاماں ناجائز طریقے سے لے گا تو آخرت میں وہ مال اس کے لئے وبال جان بنے گا اور اس مال کے ذریعے سے اس کو عذاب دیا جائے گا۔

یہ حدیث ارشاد فرماتے ہیں کہ بعد آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور فرمایا:

﴿اِنَّهُمْ هُمْ مَلَّ بَلْعُ﴾

”اے اللہ! کیا میں نے (آپ کا بیٹا سرا) پہنچا دیا۔“

گویا آپ نے اپنی ذمہ داری کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کو دوا بخالیا۔ اس میں اس  
جانب امداد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کام صرف خیر خواہی کے ساتھ پہنچا دینا ہے۔ عمل  
کرنے امت کی ذمہ داری ہے۔

### ہدیہ لینا دینا مستحب ہے۔

ان اہلِ علیہ کا جو واقعہ میں نے ابھی بیان کیا، یہ ایک اہم واقعہ ہے۔ اس سے  
شریعت کا ایک اہم قانون سامنے آتا ہے اور وہ یہ کہ اگر تحفہ وقفہ نقد اور ہدیہ ہے تو وہ  
باقی اچھی چیز ہے۔ ہدیہ اور تحفے کا دینا بھی مستحب ہے اور قبول کرنا بھی مستحب ہے،  
دونوں کام سنت سے ثابت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ دوسروں کو ہدایا دیا بھی کرتے تھے اور  
اگر کوئی آپ کو ہدیہ پیش کرتا تو آپ اسے قبول بھی فرمایا کرتے تھے۔ بشرطیکہ وہ ہدیہ جائز  
طرز سے دے اور آپ ﷺ نے ہدیہ مانگنے اور مانگنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ  
”آج میں ایک دوسرے کو ہدایا لیا دیا کرو، اس سے محبت بڑھتی ہے۔“ اور ایک مرتبہ فرمایا  
کہ ”اگر تمہیں کوئی شخص ہدیہ دے تو چاہے وہ کتنا ہی معمولی سا ہو تو اسے حقیر سمجھ کر بھرانہ  
دے دینا اسے قبول کر لے۔“

### عہدے کی وجہ سے ملنے والا ہدیہ رشوت ہے۔

لیکن ہرے کے یہ سارے فضائل اس وقت تک ہیں جبکہ وہ واقعہ ہدیہ ہو۔  
اس حدیث سے ہدیہ کا یہ قانون سامنے آتا ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی ہدیہ ہو اس کے  
عہدے کی وجہ سے ملا ہو تو وہ ہدیہ نہیں بلکہ رشوت ہے جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔ ان  
ملکوں پر جو یہ تحفہ دہاں سے دیتا تھا جہاں سے وہ رکو تو وصول کرنے کے لئے اور ظالم ہے کہ وہاں

کے لوگ ان کو جاننے والے نہیں تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ رشتہ وادوں نے یا پرانے دوستوں نے قہقہے دیا تھا۔ بلکہ ترکو؟ کی وصولی کیلئے افسرین کر گئے تھے تو کچھ لوگوں نے انہیں یہ چیزیں دے کر قہقہے کر دیں تو وہ بھی بد یہی کہہ کر دیں تو ان کی لیکن یہ دینا سابقہ روزی اور تعلقات کی بنیاد پر نہ تھا بلکہ اس بنیاد پر تھا کہ یہ ایک افسر ہیں اور جو قہقہہ سننے کی بنیاد پر ملے دوس کے بارے میں فقہاء کو م نے مراحت کی ہے کہ یہ رحمت ہے۔

### کونسا قہقہہ عہدے کی بنیاد پر ہوتا ہے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے پتہ چلے کہ کونسا قہقہہ عہدے کی بنیاد پر ملا ہے اور کونسا قہقہہ ذاتی تعلقات کی بنیاد پر ملا ہے۔

اس کی پچھان بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً یہ کہ آپ کو کسی محکمے میں افسر مقرر کیا گیا۔ افسر بننے سے پہلے آپ کے کچھ لوگوں کے ساتھ ایسے تعلقات اور مراسم تھے کہ وہ آپ کو قہقہے دیا کرتے تھے، دوست تھے، پڑوسی تھے، آپ کے رشتہ دار تھے یا آپ کے عقیدت مند تھے، مگر وہی لوگ عہدے کے بعد بھی آپ کو بد یہی دینے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ بد یہی عہدے کی وجہ سے نہیں بلکہ ذاتی تعلقات کی وجہ سے ہے۔ اور اگر قہقہہ دینے والے نے آپ کو پہلے ہی جو پہلے موجود نہ تھے۔ جب سے صاحب بیمار ہو چکا کھڑے ہیں تو کوئی نیپ ریکارڈ لے کر آ رہا ہے، کوئی ٹیلی ویژن لے کر آ رہا ہے کوئی فریج لے کر آ رہا ہے اور کوئی اسے لے کر آ رہا ہے۔ اب یہ جو قہقہوں کی بہت شروع ہوئی ہے تو یہ قہقہے نہیں جہنم کے انگارے ہیں کیونکہ یہ رحمت ہے۔

### کاروں کی لمبی قطار:

ہمارے پاکستان آج کل رشوت جو بڑے پیمانے پر لی اور دی جاتی ہے۔ وہ

ماہ طور پر چھوٹے ہی کے نام سے وہی جاتی ہے۔ ایک بہت بڑے افسر تھے سرگڑوں کے ٹھیکے مضبوط کیا کرتے تھے۔ جب ان کی سزا ہزاروں کی شاہی ہوئی تو معلوم ہوا کہ نئی کاروں کی ایک لائن لگی ہوئی تھی۔ کوئی مرہیز بڑا لایا تھا کوئی ٹیوی، لایا تھا دو کوئی دوسری کار لایا تھا۔ اعلیٰ درجے کی شاندار کار میں تھیں لیکن یہ سب حرام مافی تھا کیونکہ یہ عہدہ ہی وہ ہے آگیا ہے۔ چنانچہ وہ صاحب اب بھی زندہ ہیں لیکن اب ان کے باپ وہ تھے نہیں رہے۔

اللہ تعالیٰ ایسی کار سے پناہ میں رکھے۔ دنیا کی زندگی تو جہاد میں گذر جاتی تھی، کسی کو کاروں بھی کچی تو فاسے ہو سکتے ان استعمال کرے گا۔ آخرت میں وہ کندھے پر اٹھائی پڑے گی۔ دنیا میں تم کو اس پر داری کرو گے آخرت میں وہ تم پر سوار ہو گی اور اتنی بڑی کار ہو گی اتنا ہی اس کا بوجھ زیادہ ہو گا۔

### عہدے کے سوار سے چھٹے گھر گھر جا کر واپس گئے:

ہمارے ایک دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔ بانی محبت کرنے والے دوست ہیں۔ وہ ایک زمانے میں بڑے بڑے عہدوں پر رہے۔ آخر زمانے میں ذیلی کھڑے ہوئے۔ ہمارے یہ تعلق دوست تھے۔ اپنے تو میں ان کے پاس جایا کرتا تھا۔ وہ ہماری دعوت لے کر آتے تھے اور ہم ان کی دعوت کیا کرتے تھے۔ لیکن جب وہ ذیلی کھڑے ہو گئے تو ان زمانے میں میری مسرور فحیات کچھ ایسی رہیں اور آج میرا دل بھی نہ چاہتا جس کی وجہ سے ان کے گھر جانا اور ان کے دفتر دیکھنا ہوا۔ وہ آج بڑے تھے اور بعض مسائل میں مشورہ بھی کرتے تھے۔

ایک دن انکا بیٹا مجھ سے ملے۔ وہ بڑا نیک لڑکا تھا۔ ماشاء اللہ ہمارے دوست بھی بڑے نیک تھے۔ جیسا کہ اب کہ ہمارے ابا جان کے پاس آج کل تجھے بہت شرم



اے مہربانوں! اس نے اس حالت میں اہل ذمہ کو روکا ہی نہیں۔

## میر کی ذاتی احتیہ جہ:

دب وئی طالب علموں کے پاس سال کے شروع میں ہی لے کر سکتا ہے۔ اگر یہ طالب کی بخاری، الفرائد، محبت کی سہ ماہی، فقہ لے، آتی ہے تو نگاہ دور سے طالب اپنے سرگرمی سے بہت محبت کرتے ہیں لیکن سال کے شروع میں داخلے کے دنوں میں کچھ پہلے سے مجھے پڑا ہوا ملتا ہے۔ چنانچہ ان کوئی بڑا کام مبرا لے لینے آیا ہو تو دب تک اس کا داخلہ نہیں ہوتا۔ میں اس کو کچھ قبول نہیں کرتا۔ دب و غدا ہو چکا ہے اور نظام الامینین ہو جاتا ہے کہ اب میرے سے اس کی ذاتی تعلیمات ان کی کوشش رہی تو پھر اگر وہ کچھ اور دیتے ہیں تو قبول کر لیتا ہوں۔

واقعہ یہ ہے کہ ان چیزوں میں بہت احتیاطی تدبیرات ہیں۔ اہل تعالیٰ نہیں مہم کرتے تھے۔ چنانچہ اہل حق بجانب سے بھی پی لے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

www.KitaboSunnat.com



دیوبندیکت کیا ہے؟



۱۔	۱۔	۱۔	۱۔
۲۔	۲۔	۲۔	۲۔
۳۔	۳۔	۳۔	۳۔
۴۔	۴۔	۴۔	۴۔



## ﴿یو یو نہدیت کیا ہے؟﴾

خطبہ مسنونہ:

الحمد لله حمدةً وسنعيةً وسنغفرةً ونزماً به  
ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن  
سوء أعمالنا من بهدو الله فلا مضى له ومن يصله  
فلا هادي له ونشهد أن لا إله إلا الله وحده  
لا شريك له ونشهد أن سيدنا وملكنا ومولانا  
محسداً عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى  
آله وصحبه أجمعين وسلم تسليماً كثيراً كثيراً

اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم . بسم الله الرحمن  
 الرحيم .

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا  
تَبِعُوا خُفُوتَ الشَّيْطَانِ إِنَّ لَكُمْ عَذْرًا عَلَيْهِ

(۱۹۶۵ء)

چھوٹکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

بزرگوں کو بھروسہ نہ کرنا، اور ان کو زیادہ عزت دینا، ان کی باتوں سے  
بڑھ کر دیکھنا۔

میں اپنے جذبات مسرت کو القاد میں بڑی ٹھیک ٹھیک ہوس وقت آپ  
اطاعت سے پانی آٹھن اپنے ان کی باتوں میں پام ہوں آپ اطاعت سے  
بڑھ کر محبت اور ان کی خدمت میں یہ اطاعت ہے کہ تمام مرد و زنانہ میں اس سے بڑھ  
آپ کی باتوں میں یہ باتیں آپ اطاعت سے بڑھ کر محبت اور ان کی خدمت میں یہ باتیں  
فوق العادہ تھیں۔ اور اس سے یہ واقعہ قائم رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم سے اپنی  
مردم کو دینے کو بڑھ کر دینا چاہتا ہے کہ ان کو اللہ سے

چھوٹکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

اس جامعہ میں حاضری کا شوق

آپ کے اس جامعہ میں حاضری کا شوق ہے کہ اس سے مراد اس کے تھیں۔ ایک یہ  
کہ اس سے ہوتی حاضری سے اس کے شوق کا شوق ہے کہ اس سے مراد اس کے تھیں۔ ایک یہ  
یہ اس کے شوق کا شوق ہے کہ اس سے مراد اس کے تھیں۔ ایک یہ

اس کے شوق کا شوق ہے کہ اس سے مراد اس کے تھیں۔ ایک یہ  
اس کے شوق کا شوق ہے کہ اس سے مراد اس کے تھیں۔ ایک یہ  
اس کے شوق کا شوق ہے کہ اس سے مراد اس کے تھیں۔ ایک یہ

اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد طرب صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر بڑے بڑے  
کاہر یہاں آتے رہتے ہیں۔ ان کی برکات یہاں ہیں۔

### بزرگوں کی برکتیں معمولی چیز نہیں:

بزرگوں کی برکتیں معمولی چیز نہیں۔ یہ برکتیں محسوس تو ہوتی ہیں لیکن فقر نہیں  
نہیں۔ جہاں بزرگوں کے قدم پہنچتے ہیں۔ اس کے انوار و برکات اس علاقے میں پھیلتے  
ہیں۔ یہ سالانہ جناح اس ہستی کے لوگوں کیلئے اور بھی باعث رحمت ہے کہ یہ بزرگوں کی  
تہ کا ذکر نہیں جاتا ہے۔ جس سے انکے اللہ اس ہستی کو برکتیں انیسب ہوں گی اور ہوتی  
رہی ہیں۔

### دارالعلوم دیوبند کی ایک اہم خصوصیت: اتباع سنت:

ہم سب کی نسبت الحمد للہ اس آخری دور کی عظیم ترین درسگاہ دارالعلوم دیوبند  
سے ہے۔ اور دارالعلوم دیوبند کی سب سے بڑی خوبی اور خصوصیت صرف ایک ہے کہ  
اس کو تاجدار دو عالم کے روضہ اقدس سے کچی اور کچی نسبت نصیب ہے۔ کیونکہ دارالعلوم  
دیوبند یا مسلک دیوبند کوئی فرقہ نہیں ہے، کوئی نئی چیز نہیں ہے، بلکہ یہ درحقیقت آنحضرت  
ﷺ کی نسبت کا ترجمان اور آپ ﷺ کے صحابہ کا نمونہ ہے۔

پاکستان میں جانے کے بعد میرے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا  
مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیوبند سے ہجرت کر کے یہاں آئے۔ دیوبند ان  
کا اصلی وطن تھا۔ وہیں پیدا ہوئے تھے، وہیں پڑھا تھا، وہیں پڑھاتے رہے، وہیں مفتی  
مقرر ہوئے، ہماری ابتدائی تعلیم بھی وہاں ہوئی، جب ۱۹۴۸ء میں ہم نے پاکستان میں  
ہجرت کی تو میں دارالعلوم دیوبند میں وجہ حفظ میں پڑھتا تھا۔ چند روز پارے حفظ کر چکا

تھا۔ باقی پارے پاکستان میں حفظ کئے۔ پھر دارالعلوم کراچی میں ہی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۶۰ء میں فارغ ہوا۔ پھر دارالعلوم میں ہی تخصص میں داخل ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ اسباق بھی میرے پیر ہوئے۔ اس زمانے میں والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی مرتبہ دایہ بند کا سفر کیا۔ میں بھی اسی سفر میں والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ تھا۔ تھوڑے بھون اور دہلی میں بھی چانا ہوا۔ دایہ بند میں چونکہ ہمارا قہار دھا خاندان آج بھی موجود ہے۔ اس لئے وہیں زیادہ دیر تک قیام ہوا۔ حضرت والد صاحب کی آمد کی خبر سن کر ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں تک یہاں تک یہ کال اور آسام تک کے لوگ سفر کر کے آگئے تھے اور والد صاحب کے درگزر ہر وقت ملتا رہتا اور مفتی صاحبان کا انجم رہتا تھا۔ ان کے جو مشکل مسائل انکے ہونے لگے تھے، وہ مسائل حضرت والد صاحب سے حل کراتے رہتے تھے۔ وہاں کے امراء اور طلبہ کی خواہش پر حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دارالعلوم دایہ بند کے دارالحدیث میں خطاب فرمایا۔

”اُس میں آپ نے فرمایا کہ شاید آپ حضرات اس بات کے متحفظ ہوں گے کہ میں آپ کے سامنے ایسی علمی تحقیق بیان کروں گا جو پہلے کم سنئی گئی ہو اور آپ وہاں واہ کریں گے لیکن آج میرا ویسا کوئی راہ و نہیں ہے کیونکہ یہ عنوان میں اسی دارالحدیث کی چوکی پر بیٹھ کر کئی برسوں تک کرتا رہا ہوں اور اب میں نے توبہ کر لی ہے۔ اللہ مجھے معاف کرے۔ اس نیت سے تحقیقی ورطیں بیان کرنا کہ لوگ واہ واہ کریں، بہت برا برہم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نیت سے بچے۔ لہذا میں ایسی کوئی چیز آپ کے سامنے ذکر نہیں کروں گا میرے پاس کوئی نئی تحقیق نہیں ہے اور نہ میں کوئی بڑا محقق ہوں۔ بات میں سیدھی سادہی بات بتلانا چاہتا ہوں کہ ”دارالعلوم دایہ بند لیا جڑ ہے۔“

فرمایا کہ دارالعلوم دایہ بند کوئی رت ہے جس کی پوچھائی جائے، نہ کوئی فرقہ ہے جسے دنیا کے دوسرے مسلمانوں سے الگ سمجھا جائے بلکہ ”دایہ بند نام ہے رسول اللہ

شیخ نے اپنی سنت کی صحیح تصحیح تیار کر کے "نعمان" میں بھی اور بائبل میں بھی شریعت میں بھی اور طریقت میں بھی، علم میں بھی، دھرم میں بھی، کسی دین بدکا حاصل ہے۔ کسی دین بدکا اسے نہایت ان دور میں دین بدکا مستحکم ہے۔

ملت کا لب و لہجہ امداد اور تعاون ہے۔ اس میں ایسا حسین اثر ہے کہ اس میں تقابلی بندی نہیں ہے۔ فراطر تقریبی نہیں ہے۔ صرف جذباتیت نہیں ہے۔ بلکہ جذبات بھی ہیں اور حکمت بھی ہے۔ شریعت بھی ہے اور ملایقت بھی ہے۔ محبت بھی ہیں اور محاسن بھی ہیں۔ معاشرت بھی ہے اور اخلاقیات بھی ہیں۔ ان سب کے مجموعہ کا نام "ملت" ہے۔ ملت کا دوسرا معنی "اسم جن" ہے۔ اور اس کا نام تاریخ بدلتا رہتا ہے۔ لہذا دنیا پر جس جو شخص بھی، مولیٰ اللہ تعالیٰ، اس کی ملت کا پیغام دے گا وہی ملتی ہے۔

بحرانِ الگ نام "ویو بندی" کیوں رہیں؟

اور میں آپ کے سامنے اپنی بات عرض کروں۔ چونکہ میرا اصلی وطن ریاض ہے۔ میرا بچپن وہیں گذرا ہے۔ میرے آباء اجداد وہاں کے رہنے والے تھے تو پاکستان آنے کے بعد طالب علمی کے زمانے میں میں اپنے نام کے ساتھ "ریاضی" لکھی رہا تھا۔ اور مجھے اس کا حق بھی تھا کیونکہ ریاض میرا وطن تھا۔ ورنہ صاحبِ رحمۃ اللہ تعالیٰ میرے طالب علمی کے زمانے میں مجھے اس سے منع نہیں فرمایا، لیکن بسبب میں اور اعلیٰ میں رہاں ہو گیا تو مجھے منع نہ رہا۔ ورنہ آج یہاں تک اپنے نام کے ساتھ "ریاضی" مستحکم نہ رہا۔ اور جو یہ بیان فرمائی کہ اس۔ نہ کرو۔ ریاضی اور فائدہ داریت کی بات ہے۔ ہم اپنے آپ کو "ریاضی" کہیں نہیں سنا اور جو ریاضی کہنے کا مطلب آپ کو کہ ہم باقی اس واسطے ہے۔ پھر تک نہ ہیں۔ اور اس کی ایک فائدہ نہ ملے گا۔ ہم باقی

اللہ جنتیہ کے ہوتی علام ہیں۔ ان کی سنت کے پرستار ہیں اور ان کے ناموس پر سب کچھ قربان کرنے والے بنے چاہتے ہیں تو ہم ہیں اٹل نام نہاد بدیہی۔ کیوں دیکھیں!

### دیوبند میں "فرقہ واریت" کی کوئی تعلیم نہیں تھی۔

یہ دیوبند کا مزاج ہے۔ دیوبند میں فرقہ واریت کی کہیں کوئی تعلیم نہیں تھی۔ اکابر دیوبند میں سے کوئی بھی مسلک کی بنیاد پر اپنے نام کے ساتھ دیوبندی نہیں لکھتا تھا کیونکہ اسلام میں نہ دیوبندی جائز نہیں ہے نہ بہت بدترین کلمہ ہوں میں ایک کتاب ہے۔ یہ واقعہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک سرخیز ایک غزوہ میں ایک مہاجر اور ایک انصاری کے درمیان کھڑا ہو گئی۔ انصاری نے اپنی مدد کے لئے انصاریوں کو پکار کر "یا اہل انصار" اور مہاجر نے اپنی مدد کے لئے مہاجرین کو پکار کر "یا مہاجرین" جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ کو سخت ناگواری ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ:

هَذِهِهَا فِیْ اَنْہَا مُتَبَعَةٌ

"یہ الفاظ چھوڑ دو کیونکہ یہ بد دیوارانہ کا ہیں۔"

(بخاری کتاب الفیہ، رقم الحديث ۵۴۹۷، ۵۴۹۸، ۵۴۹۹، ۵۵۰۰، ۵۵۰۱، ۵۵۰۲)

آپ نے "یا اہل انصار" اور "یا مہاجرین" سے الفاظ کو بد دیوار قرار دیا حالانکہ انصاری جماعت تقبی مقدم اور مہاجرین کی جماعت بھی تقبی مقدم۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ قرآن مقدم ناموس کی بھی فرقہ واریت کی بنیاد پر استعمال کیا جانے کا تو ان کے اندر بھی جہالت اور کفر کی بد بو آ جائے گی۔ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بو کی طرف اشارہ فرمایا اس سے زمانہ جاہلیت کی بد بو مراد ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب قبائل آپس میں لڑتے تھے۔ ایک دوسرے کے خون کے پیات

رہے تھے اور قبا کی تعصبات کا خاکہ تھے چنانچہ پہلی آدمی اپنے قبیلے کا ساتھ دیتا تھا خواہ وہ حق پر ہو یا باطل۔

غور کیجئے کہ انصار اور مہاجرین کی جہاں تھیں ایسی ہی جہاں تھیں کہ ان کے فضائل میں قرآن مجید پڑھا ہے اور با اثر سماج کے یہ دونوں طبقے تبار کے تاجدار ہیں لیکن جب یہی الفاظ مسلمانوں کے درمیان پھوٹ گئے تو ان کے لیے استعمال ہونے لگے تو آپ ﷺ نے انہی کو بدبودار فرمایا۔ اسی لئے والد صاحب نے مجھے فرمایا کہ تم اپنے نام کے ساتھ ”ابو بندی“ مت لکھ کر دو۔ چنانچہ اس روز سے میں نے اپنے نام کے ساتھ ”ابو بندی“ لکھنا چھوڑ دیا۔ اب اپنے نام کے ساتھ ”عثمانی“ لکھتے ہوں کیونکہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت یہ ہے کہ ہمارا نسب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔

ہمارے اندر سے ”ابو بندیت“ کی خصوصیات و رخصت ہو رہی ہیں۔

میں آج آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ ہمیں دیوبند والوں کی نسبت حاصل ہے اور ہم اپنے آپ کو مسلکِ دیوبند کا پیروکار بھی سمجھتے ہیں لیکن دونا اس بات سے ہے اور میں یہ بات صاف کہتا ہوں کہ ہم نے اپنے مسلکِ دیوبند کو چھوڑ دیا ہے۔ ہم خود اپنے ہاتھوں سے مسلکِ دیوبند کو دفن کر رہے ہیں۔ مسلکِ دیوبند اسلام کا نام تو واضح اور انکساری کا نام تھا اور دانش کا نام تھا۔ علم اور تحقیق کا نام تھا۔ حق اور حقیقت کا نام تھا۔ لیکن آج یہ باتیں ہمارے اندر سے رخصت ہو رہی ہیں۔

ہمارے بزرگوں نے ہمیں دُرُائی جھگڑا نہیں سکھایا۔

ہم نے کبھی ایسے دیکھا کہ ایسے بند میں بریلوؤں کے خلاف سخت کڑائی ہو رہی ہو

یہ شیعوں کے خلاف تقریریں دوری نہیں۔ ہمیں تحقیق نہ درپوری تھی۔ بریلوی مسلک کی برہنہیاں ہیں، اوائل سے ان کی کئی تدابیر ہی جاتی تھی اور اوائل کے ساتھ ہی کو عبارت لیا جاتا تھا۔ رافضی اور شیعوں کی خلاف کاریوں کو بھی ۱۸۵۶ء کا قیام میں تحقیق کے ساتھ بیان کیا جاتا تھا نہیں ہمارے بزرگوں نے جس لڑائی جھگڑا نہیں سکھایا۔ چنانچہ یہ بند میں بھی شیعہ کی قسم نہیں۔ جو کبھی دو ہندی پریدی فسادات ہوئے، انہی بلند ریت اور غم بلند ریت فسادات ہوئے۔ نوادہ سے مکے میں شیعہ رہتے تھے لیکن نہیں بھڑکائیں۔ اب شیطان نے یہ کام کیا کہ مسلمانوں کے درمیان چھوٹ ڈال دی اور ان کو آپس میں خوب لڑو۔ ان کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو تعلق اور مشفق علیہ ظاہر تھے، انہوں نے بغضیں بھی اٹھیں اور ان کو بھلے بھولے نے مواقع مل گئے۔

آج ہمارے ملک اپنی آزادی کھو چکا ہے۔ وہاں کیا ہو رہا ہے، اچھا نہیں ہے کیا ہوا، اور ہماری خدمت کے جو ارادہ کیا، وہوں کے آنسو رلانے کے لئے کافی ہے۔ یہ سب باتوں سے ہوا ہے کہ ہم ساتھ نہیں تھے۔ ہم نہ تو نہیں۔ ہم قرآن و سنت کی تعلیمات کو چھوڑے ہوئے تھے اور ہم یہ ہندی تعلیمات کو چھوڑے ہوئے تھے۔

ہمارے بزرگوں نے سب کام کر کے دکھائے:

ایک بندہ نے نہیں یہ سکھایا تھا کہ اسلام صرف فقہ ہے اور عبادتوں کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام پر دینی زندگی کا دستور لکھا ہے۔ جس میں ایمان و عملیت ہے۔ جو بات دنیاوی و مادی ہے، جتنی بھی عبادت، معاشات اور اخلاق ہے، یہ سب درست ہے، یہ ان میں کہاں کے بغیر ان کی فصل نہیں ہوتی اور مسلمان پورا مسلمان نہیں ہوتا۔ ہمارے بزرگوں نے اپنی عملی زندگی سے ثابت کیا ہے کہ آپجو کر کے رکھو یا نہیں، دین میں ان کی اصلاح و اصلاح میں وہ مدد ملے گا جو ہر جگہ اور آپ سے معاشات کی بھی درپے اس کوئی رعایت



کہ وہ لوگ سچے پرکرام رسولان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد بن گئے تھے۔ پورے دین کو مستحباب  
تھوڑے صرف ایک کسر باقی رہ گئی تھی وہ یہ کہ انگریزی تہذیبی سماج سے اسلامی حکومت قائم نہ  
کرسکے اور یہ بن کی مجبوری تھی لیکن اس کے علاوہ انہوں نے باقی سب کام کر کے  
دیکھے۔

### پانچمی اختلافات میں ہمارے بزرگوں کا طرز عمل:

پورے بزرگان دین ہند میں اختلافات بھی ہوئے تھے کہ بڑے بڑے  
اختلافات بھی ہوئے لیکن شدید اختلافات کے باوجود آپس میں ایک دوسرے کا احترام و  
احسان کرتے تھے کہ آج ہم اپنے امتدادوں کا بھی احترام نہیں کرتے۔

پاکستان کی تحریک چل رہی تھی۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
عالیہ میرے والد ماجد اور علامہ کی ایک بڑی جماعت تحریک قیام پاکستان میں ٹل گئی تھی  
لیکن شیخ الاسلام علامہ حسین احمد فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ساتھ علامہ کی ایک بڑی  
جماعت پاکستان کے قیام کو نبوی ملہ پر مسلمان کے لئے مضیہ نہیں سمجھتی تھی۔ بہر حال  
بزرگوں کی دو جماعتیں مختلف نظریوں پر کام کر رہی تھیں۔ دونوں کے پاس دلائل تھے اور  
دروں کا یہ خلیفہ اخلاص اور علیحدت کی بنیاد پر تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قیام پاکستان کے  
ہ کی ملہ نے دارالعلوم دیوبند میں رہتے ہوئے یہ اختلاف تمام نہیں کیا بلکہ وہاں سے  
استعفیٰ کیا اور اس کے بعد تحریک پاکستان میں لگے کہ دارالعلوم دیوبند کی درسگاہ کو نقصان  
نہ پہنچے۔ یہاں کے لئے مختلف نہ ہوں۔ یہاں کے یہاں سے ہیں تہذیب ہو۔

### مولانا اعجاز علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قابلِ تہذیب واقعہ:

محمدی کے بعد پانچویں انتر میں دارالعلوم دیوبند کے ایک روز ہجرتی سردار

کے بعد بیمار سے صبر پر بیمار کے والد امیر ان کے رفقاء کی مجلس میں شرکت و ورش تھی۔ (ملاحظہ فرمائیے) احمد ثانی صاحب تھے یا نہیں تھے۔ یہ مجھے اب یاد نہیں رہا) دوران مشورہ کسی بات کے بارے میں یہ رائے آتی کہ اس سلسلے میں شیخ الاسلام اعجاز علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بات کرنی چاہیے۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دارالعلوم دیوبند میں تھے اور والد صاحب کے مستوفی ہونے کے بعد دارالافتاء کا تمام امور انہوں نے سنبھالے ہوئے تھے۔ آپ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے کے حامی تھے لیکن والد صاحب کے خاص استاواروں میں سے تھے۔ ہر وقت والد صاحب نے سب سے زیادہ کتابیں مولانا اعجاز علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھی تھیں۔ اب دیکھئے استاواروں کے درمیان اختلاف ہے لیکن اس اختلاف کے باوجود یہ طے ہوا کہ حضرت شیخ الاسلام صاحب۔ سے اس مسئلے میں ملاقات کرنی چاہیے۔

ان بزرگوں نے مجھ سے کہا کہ چکر دیکھ کر آؤ کہ حضرت تشریف رکھتے ہیں یا نہیں؟ میں پچھتے آؤں سال مر ہوئی۔ مجھے معلوم تھا کہ حضرت زیادہ وقت دارالافتاء میں گزارتے ہیں۔ گھر بہت کم جاتے ہیں۔ بعد کی نماز کے بعد کچھ وقت تھا۔ میرا اندازہ تھا کہ حضرت اس وقت دارالافتاء میں ہوں گے۔ میں دارالافتاء گیا تو وہ بند تھا۔ مجھے یہ چاہیے تھا کہ اس پاس کے کسی آدمی سے پوچھ بیٹا کہ حضرت امیر تشریف رکھتے ہیں یا نہیں؟ لیکن میں نے یہ طاقت کی کہ دروازے پر دستک دے دی۔ حضرت آرام فرما رہے ہوں گے۔ باہر تشریف دے، پوچھا کہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ میں فلاں ہوں اور مجھے ہانے یا دیکھنے کے لئے بھیجنا ہے کہ آپ تشریف رکھتے ہیں یا نہیں؟ فرمایا اچھا اور مجھے دروازہ بند کر دیا۔ میں واپس چلا آیا۔ راستے میں کسی بات کی وجہ سے دیر ہو گئی تو گھر پہنچنے میں دیر ہو گئی۔ گھر پہنچا تو دیکھا کہ حضرت شیخ الاسلام صاحب وہاں موجود ہیں۔

انہیں جب یہ پتہ چلا کہ یہ لوگ میرے پاس آنا چاہتے ہیں تو انہوں نے انتظار نہیں کیا بلکہ خود تشریف لائے۔ یہ تھی ان کی تواضع اور اکھاری۔

حضرت شیخ الادب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ہی یہ بات مشہور ہے کہ ان کا معمول یہ تھا کہ جس پر نظر پڑی فوراً اسے سلام کرنے تھے۔ کیفیت یہ تھی کہ کوئی ان سے سلام میں پہل نہیں کر سکتا تھا۔ طلبہ آپس میں شرط لگاتے تھے کہ آج ہم استاد کو سلام کرنے میں پہل کریں گے لیکن استاد اس کا موقع نہیں دیتے تھے۔ حالانکہ یہ استاد تھے اور وہ شاعر و دیکھن آداب میں یہ شامل نہیں کہ بڑا یہ انتظار کرے کہ چھوٹا ہی سلام میں پہل کرے۔ دیکھئے ان کے اندر منت پر عمل کرنے کا کس قدر اہتمام تھا۔

### سید احمد غفر حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلق خدا سے خیر خواہی کا عجیب نمونہ:

ہمارے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک اور استاد ہیں۔ سید احمد غفر حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ مادر زاد ولی اللہ کے نام سے مشہور تھے۔ ان کے بارے میں والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ واقعہ کئی بار سنایا کہ کھانا کھا رہے تھے۔ مجھے بھی بٹھالیا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو دسترخوان سینٹے لگے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! میں سمیٹ لیتا ہوں۔ فرمایا کہ تمہیں سینٹا آتا ہے۔ میں نے کہا کہ سینٹا کیا مشکل ہے۔ فرمایا: کیا کرو گے۔ میں نے کہا کہ جا کر اسے جھاڑ آؤں گا۔ فرمایا کہ نہیں، تمہیں دسترخوان سینٹا نہیں آتا۔ دیکھو میں اس طرح سینٹا ہوں۔ یہ کہہ کر چھچھڑے الگ گئے، ہڈیاں الگ کیں، رونی کے بڑے ٹکڑے الگ کئے، چھوٹے چھوٹے ٹکڑے الگ کئے اور پھر فرمایا کہ: دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔ وہاں سے اٹھے سامنے ایک سوئی سی دیوار تھی۔ اس پر ایک جلی بھٹی ہوئی انتظار کر رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ جب میاں صاحب کھانے سے فارغ ہوتے ہیں تو مجھے یہاں سے رزق ملا کرتا ہے۔ حضرت نے اس کے

آگے بھیجے رہے رکھے۔ باہر ایک جگہ بندیاں ڈالیں۔

وہاں برابر میں ایک کتا انتظار میں تھا۔ وہ بندیاں لے گیا۔ روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو وہ چھوٹا چھوٹا ٹکڑے کر کے چھت پر ڈالا، وہاں کبوتر آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے وہ ٹکڑے کھائے۔ روٹی کے باریک ذرات کا نور ایک دیوار پر جا کر اُل ڈیا۔ وہاں جیونیموں کا ایک بھٹ تھا۔ یہ پور ان کے کام آیا اور وہ جو روٹی کے بڑے ٹکڑے بچ گئے تھے۔ ان کے ہارے میں فرمایا کہ یہ میرے محلے کے غریب بچوں کے لئے ہیں۔ سب میں انہیں یہ ٹکڑے دیتا ہوں تو وہ اس سے اتنے خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے بچے ہسٹنوں سے اتنا خوش نہیں ہوتے۔

سب دیکھنے کے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رزق کو ضائع نہ ہونے دیا اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی بھی کر دی۔

### حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تواضع کا حیرت ناک واقعہ:

حضرت شیخ الہند مولانا محمد الحسن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ ہے کہ کسی شیر کا مالہ ار آدمی آپ کا نام اور شہرت سن کر منے سے لئے آیا۔ دیوبند آ کر پوچھا کہ بڑے مولوی صاحب کا گھر کہاں ہے؟ لوگوں نے آپ کے گھر کا دروازہ دکھایا، تھکے پیچھے، دروازہ کھٹکنا یا۔ اللہ سے حضرت اٹھکے حال آئے یہ آپ کے آرام کا وقت تھا۔ آپ کے جسم پر معمولی کپڑے تھے۔ وہ آپ کو پہچان نہ سکا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کہنے لگا کہ میں بڑے مولوی صاحب سے ملنے آیا ہوں۔ فرمایا کہ آئیے، آپ ٹہری میں آ رہے ہیں۔ غصہ اپنی پٹائی کر دیا، بٹکا بٹکا۔ وہ کہنے لگا مجھے بڑے مولوی صاحب سے ملنا ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں میں لیجئے گا۔ ابھی آپ تھکے ہوئے ہیں، معلوم ہوا کہ اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا، فرمایا کہ تم کھانا لاتے ہو۔ کھانا کھا دیا۔ وہ کہنے لگا کہ چلو اب ملا دو۔ فرمایا

کہ ملازمین نے ٹیکس اچھی مرمہ کر لی ہیں۔ اسے جاریہ اور چھ پنچھ جھٹکے لئے باب و دربار میں  
بٹلے اور کمرے کے قریب دوڑا دیا گیا کہ: ”مولاوی صاحب تو یہاں ولی کس رہتے وقت بعد  
نمود تو میں ہی ہوں۔“

یہ سنی دوج حدیث، اپنے آپس میں لانا اور دوسروں کی خدمت کرنا ان کا شیوہ تھا۔

### ایک فاضلہ عورت کا اتنا خیال:

حضرت: ”یاں احمد! میں صاحب کا بھی ٹیک اور راتوں میں نے، اللہ صاحب  
سے ملانے دات کو یہ کمرہ بناتے تو کمرے کے قریب ایک کھلی تھی۔ باب ان کھلی میں  
پنچنے تو جوتے کھلی پڑتے۔ میں نے دیکھا کہ قیوب ہونا وہ باب انی، وہاں نہرتے ہونے  
دیکھا تو ایک دفعہ پوچھا کہ حضرت! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں، مولاوی کہ اس کی کیا  
وجہ ہے۔“ یہ ہے کہ میں کھلی کے اندر ایک پیشہ درکار فاضلہ عورت رہتی ہے۔ مولوی نے  
رہانے میں اس کے پاس بہت کا کپڑے آئے تھے۔ اب بوزی ہوئی ہے۔ اب کو کپڑے میں  
آئے۔ وہ روزانہ ہی سنوڑا نہ تھی ہے ٹیکس کو کپڑے لگاتے۔ میں باب دات اور اس  
یہاں سے آمد نہ ہوں تو کھٹے یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر اس کے کپڑوں تک میرے ہاتھوں کی  
آواز جانے لگی تو اس کے دل میں یہ سنہ اور امید پیدا ہوگی کہ شاید کپڑے آجائے۔ اور باب  
میں گھر، پڑھیں کہ تو اس کا دل ہونے کا تو بلا میں ہونے کی مخلوق کا دل نہیں دیکھا ہوں۔  
پنچنے کے ایک فاضلہ عورت کے ساتھ ہر روز زمانہ دیو بند کا یہ معاملہ ہے۔

### ”تم“ کو ”یو بندیت“ کی صفات سے محروم ہوتے ہمارے ہیں:

یہ تو چند ایک مثالیں ذکر کی ہیں۔ ورنہ ان طبع کی اور بہت سی مثالیں ہیں۔  
وقت کی کمی ہے، اس سے میں اس بات پر غائب ہوں کہ لکھنے بھرنے



دعا کا صوم و حج نہ انکار تھا۔ نہ تو کھمبہ تھا۔ آج ہم ان بزرگوں کے نام ایذا سے دور  
 میں تکیں ہو۔ یہ قدر و عظمت موجود نہیں۔ میں۔ آج یہ ان کی زندگی کا سلاخوں میں ہو  
 چکا ہے۔ انہیں میں جھانک کر دیکھیں کہ ہمارے خدا کے لئے وہ کتنے قربانیوں کا سامن  
 آئے۔

ابن مدارس سے بھرتی کی طریقہ نہیں۔

اور میں عوام سے یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ ان مدرسوں واسطہ تعویذ کی فہم  
 کجی بھیجئے۔ اس وقت پوری دنیا جہاں کھڑے مدرسوں کو مٹانے کے ارادہ سے آپ  
 حضرات کو رہی غیبت اور حیثیت کا واسطہ دیکر کھڑے ہیں کہ ان مدرسوں کی مخالفت کرنے لگے  
 اور بدست ہو چائیں اور جو کچھ تعویذ آپ ان مدرسوں کے ساتھ ان مدرسوں کے علماء  
 کے ساتھ اور ان مدرسوں کے طلبہ کے ساتھ کر رہے ہیں وہ جاری رہیں۔ اور چونکہ اس  
 مدرسہ میں کمزوریوں آگئی ہیں لہذا اس وقت پوری دنیا میں جتنے طبقات دین کا کام  
 کرتے ہیں وہی بھی میں اس سے ایذا خیز اور نفرتی نہیں۔

[illegible]

ہیں۔ اس سے بعد انی حم وانی نے چھ مکتے، تفسیر و تالیف اور اس کے نو قریب  
سویں ہزار فقہی کتب اور آیتے ہیں۔ اس کا مہر سے کے نور محمدی کا مشغلہ "قول اللہ قال  
وہو الیہ المرجع"

ان اہمیت پر مبنی دعوے رہیں یا نہ رہیں حقیقت ایسا نہیں ہے جو دوش منہا لگے ہے۔  
 کے اہمیت فیصلہ مسلمانوں کی خدمت ہے۔ کلام میں لکھا ہے اور نہ ہی باقی غلوں کے جو شکی  
 تاشی کی زندگی کے ساتھ ساتھ کواہوں کے ہمارے درخت کا نیا لکھ جوں میں لکھوں ہے  
 دینی کی شیعہ کی مخالفت کی ہے، انحراف ہے اور استہزاء جس بھی اور ابھی بھی مسئلہ دینی کی  
 شیعہ طوائف دعوے ہیں۔

نہ پورے دین پر عمل کرنا ضروری ہے۔

[illegible]

۱. شکر و پانی سے

ہاں نصرت اللہ بظہر نعم

۱۱۔ انگریزوں نے ایسی روایات اور اصولوں کو اپنایا جو عربوں کے لیے

[illegible]



شعبوں میں دین کو چھوڑ رکھا ہے۔

یاد رکھئے کہ صرف عبادات پر دنیا میں اقتدار ملنے کا وعدہ نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ دین پر عمل کرنے پر اللہ کا وعدہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
لَيُخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ (سورہ نساء: ۱۳)

”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور عمل صالح سے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرما رہا ہے کہ انہیں سرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔“

”اعملوا الصالحات“ اس وقت ہو گا جب عبادات کے ساتھ ساتھ دینی امور کی تجارت بھی شریعت کے مطابق ہو اور بازار میں بھی شریعت کے مطابق ہو اور شریعت بھی بازار میں بھی شریعت کے مطابق ہو اور حکومت اور سیاست بھی۔ عدالت بھی شریعت کے مطابق ہو اور بالکل اخلاق بھی، بس یہ سب چیزیں شریعت سے مطابقت ہوں گی تو اللہ اور نیکارے، تم میں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پورے دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین





دینی تعلیم اور عصمت

۱. شیخ محمد باقر مجلسی  
 ۲. شیخ محمد باقر مجلسی  
 ۳. شیخ محمد باقر مجلسی  
 ۴. شیخ محمد باقر مجلسی

## ✽ دینی تعلیم اور عصیت ✽

خطبہ مسنونہ

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به  
و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من  
سوء أعمالنا مَن يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ و مَن يَضَلَّ  
اللهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ و نشهد أن لا إله إلا الله و حده لا شريك  
له و نشهد أن سيدنا و مبدئنا و مولانا محمداً عبداً  
و رسوله صلى الله تعالى عليه و على آله و صحبه  
أجمعين و سلم تسليماً كثيراً ۞

الحمد

فنعوذ بالله من الشيطان الرجيم ط بسم الله الرحمن  
الرحيم ۝

شهد من الله على المؤمنين ان يحب فيهم رسولاً من

انفسهم ينزلو عليهم اياته و يركبهم و يحملهم  
الكب و الحكمة و ان كانوا من قبل لفي ضلال  
بين  
الانسان

[illegible]

لاہور میں اہم نے انکی باتوں میں رد و قبول کے بغیر پاکستان پیپلز فرنٹ پاکستان میں جموں و کشمیر کے مسئلے پر اپنی رائے اور اس کے بعد جاری ہوئی۔

حیدرآباد سندھ سے قاضی تعلق

حیدر آباد سے فانی بکلیں مانگتی تھیں اور بھی پسے سے تھی پاکستان بننے سے پہلے  
 نائب گورنر پاکستان پورے عرصے پہ تھی تو یہاں کے محض عوام، کرام اور مشائخ عظماء نے  
 فوریست حامدہ اسلم کی سب سے بڑی شہینہ کا فانی بکلیاں منگوائی تھی۔

نبوتِ عالم کے جامع سے مراد نبوت ہے جس کو حق اور سلام و سعادت اللہ صاحبِ مہمانی داتا گنج بخش کے قیام یا شہان سے پہلے قائم کیا تھا اور اس کا سب سے زیادہ مقصد یا مقاصد کے قیام کے لئے یہ موجد و موجدِ کائنات کی نبوتِ عالم اور نبیِ عظیم الشان کا انکشاف ہے جسے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد شفیع الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جوہرِ معانی اور ایضاً انوارِ اربعیہ میں درج و تصدیق کیا ہے۔

آئیوں نے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو بخانا سب دیا مگر یہاں بھی نور اللہ صاحب کی مدد سے  
میں یہ کانفرنس منعقد ہوئی یہ پاکستان بٹن سے چھ ماہ قبل یعنی ۱۹۴۷ء تا ۱۹۴۸ء۔

یہاں جو شعبہ صدرت والدہ جد نے دیا تھا، بعد میں وقت بھر انہی فائل میں شامل ہوا،  
یہ خطہ سیاسی مسائل پر اپنی حاکمیت پر قائم تھوڑے ہیں۔ ہر ماہ اس وقت سے حیدر آباد  
سے دینی اعلیٰ و انتہائی علمی و دینی سے ٹھیک کا، مرضی اور اس وقت سے، پورے میں مقیم تھے۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں یہاں آئے تو اس وقت تھوڑی سی مٹی اور  
خانے کراہ ہو رہے تھے، جو پھر بعد دیگرے اللہ کو پیار ہوئے، میں کے بعد وہاں کو  
جسب کچھ یہاں آئے اور جب کچھ حیدر آباد کے حالات تھے رات میں بڑے سے یہ لوگوں  
سے تھے، ایک سبب، ایک غلامی کی شہ سے تھے محسوس ہوا۔ اس غلامی کو لوگوں کرتے  
کرتے ۱۹۴۸ء سے شہر اب یہ ۱۹۸۸ء شروع دیکھ رہے تقریباً ۴۰ سال کے اس پورے عرصہ  
میں وہ غلامی شہر سے محسوس ہونا رہا۔ قلم اس کے کہ میں اس خدا کا ذکر کروں، ایک  
ہات اور ذکر کروں۔

### قیام پاکستان اور بدلتی عریض

جب پاکستان قائم ہوا تو برصغیر میں بہتے بڑے بڑے عداوت اور غم نے  
مرا لے تھے اور بڑی اہم علمی شخصیتیں تھیں، اور تقریباً تمام ہی ہندوستان میں رہ گئیں۔  
پاکستان میں کوئی قلمی ذکر مدرسہ یا مکتب کی کوشش کی کوئی رہی اور سچا وہ جو انہیں تھی، باطل  
کی طرف سے پاکستان، جو تو تمام صنعتی کارخانے ہندوستان میں رہ گئے تھے، یہاں  
دریائے نہیں تھے، بریج میں سمورے مٹا دئے تھے۔ ایسا ہی ہے بہت سے  
لوگ مذاق اڑاتے تھے کہ، جو پاکستان ہے، ابھی پاکستان سے نہیں اس خرچ سے  
یہ کہوں کی کہی کو نہ مل سکتا ہے۔ یہ لکھا اور صنعتی ترقی پاکستان نے کی اور وہ غلامی اور

جو کہ مہاراجا نے وقتِ حقیقی میں ان میں موجود تھا اس طرح سے ایک نیا دینی حلقوں میں تھا، یہاں وہی بڑا مدرسہ قابلِ تکریم جو نہیں تھا۔ کراچی میں ایک بڑا مدرسہ تھا مفسرِ اعلامِ مکتوبہ پر۔ پاکستان کی سرورق نے لئے وہ کافی نہ تھا۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے تبار (کا جو گئے بڑے بڑے مدرسوں کی بنیادیں تھیں اور بعد ازاں اس کا قیام ہوئے چلے گئے۔

ابوہر میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب نے جامعہ شریفی کی بنیاد رکھی۔ ملاکن میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب نے خیر المدارس قائم فرمایا۔ کراچی میں سرے والہ ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے دارالاصوم کراچی قائم کیا۔ کھڑا پور میں حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی نے دارالعلوم الاسلامیہ کی بنیاد رکھی اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک میں اسے مدرسے ہو گئے کہ الحمد للہ اب مدرسوں کی تعداد میں کوئی کمی ملک میں نظر نہیں آتی۔ کراچی میں قراب یہاں ہے کہ محلہ محلہ میں مدرسے بکثرت ہیں اور اپنے والد ماجد سے ملتا تھا۔ اس لئے کہتا ہوں کہ کراچی میں درس لکھی کے مدرسے اتنی تعداد میں ہو گئے ہیں کہ اتنی ضرورت مولانا نہیں تھی۔

بلکہ زیادہ تعداد سے یہ نقصان ہوتا ہے کہ ہر مدرسے الگ مصارف ہیں۔ ایک مدرسے میں تین طالب علم لے جیتے ہیں۔ بعض اس تعداد ان کے لئے چند کر کے پھر رہے ہیں دوسرے مدرسے میں پانچ طالب علم بیٹھے ہیں ان سے لئے چند دہر رہا ہے۔ ہمارے ہم وطنوں میں کراچی میں تعداد میں کمی یہ افراط ہے، بنیاد پر مدرسوں میں کمی آپ جائیں گے تو سمجھ لے چھوڑنے کی ضرورت ہے، اور تین تین مدرسے آپ دیکھیں گے۔ بھلا وہ بڑے مدرسے ہیں۔

لیکن اللہ ہی کا معلوم ہے اس کا کیا نتیجہ ہے کہ جدید آبادی میں مدرسوں کا جو تعداد ہے، میں شاید آج تک اس صحت سے یہاں کوئی ایسا تقسیم اور انتظامی ادارہ ہو جس



بھیس تو کاجو اس شہر کی اور اس کے متعلقہ فی دینی ضرورتوں کو چھانکر کے بھی نمادنی قابل ذکر اور اتفاقاً بھی یہاں میرے ہمتاں بھیس ہے۔

اور وہ پیدائش سے قبل درجوں سے اچھے درجوں ہو گا تو علم، حکمت  
پیدا ہوں گے۔ قرآن سے یہ ایک کلمہ مخصوص ہوئی ہے اور ایک خاص نظر و تامل حیدر آباد  
میں یہ بہت بڑی کمی ہے اور خطہ ناک نئی ہے۔

وہیں اسلام اور علم

مجہ اس کی یہ ہے کہ ہمارا دین جو ہر جہاد اور ہر قوم پروردگار نے محمد ﷺ سے پہلے اللہ علیہ وسلم نے بھیج دیا، اس کی بنیاد ہم پر ہے۔ اگر اس میں سے ہم نکال دیا جائے تو دین فاسد ہو جائے گا۔ اس دین کا ہر اوصاف پر ہے اور رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآن کی صلیبی قرآن کریم میں بیان کرتے ہوئے ہیں، وہ چار ہیں، وہ قرآن کی آیت میں اور شاہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی حریفی خطبہ میں پڑھی ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ آتَىٰ هَٰذَا آيَاتِهِ فِي الْقُرْآنِ ۚ فَمَنْ يَعْلَمِ مِثْلَ خَبْرِهِ ۖ لَمَّا هُوَ دَائِرٌ مَّا بَيْنَ يَدَيْهِ ۖ فَلْيَلْهُوا عَلَيْهِمْ ۖ قُلْتُمْ لَا تُفْلِحُ ۚ كَذِبُ الْفٰلِغِينَ ۚ كَذِبٌ لَّهُمْ أَكْبَرُ ۚ مَا هُوَ إِلَّا أَن يَخْلُفَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ ۚ لَا أَفْلٰحَ لِمَن كَذَبَ ۖ وَلَٰكِنَّ الْمُؤْمِنِينَ لَنَجِيٍّ مِّنْهُمُ الرَّحْمٰنُ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت کے لئے حد تک کھانا اور خمر میں تغیر اور قریب انہی دو کو مبادلہ توپ سے ۳۰ سال تک متواتر ہی مہربا، معلوم ہوا کہ نبی کی دنیا و

ہے اور اس کا اندازہ ایک تو ای بات سے ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امت کا اس سے پیدا معلومہ امتیاز نہ کر سکتا تھا، دوسرے آپ اس سے اندازہ لیتے کہ اس سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی سب سے پہلی آیت جو فارغہ میں میری امت کے لئے نازل ہو آیت: ﴿قُرْآنُكَ نَقَطًا﴾ شروع ہو رہی ہے۔

﴿قُرْآنُكَ نَقَطًا﴾ ربك الذي خلق، خلق الانسان من علق، اقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم، علم الانسان ما لم يعلم۔ یہ آیات میں جو سب سے پہلے نماز میں نازل ہوئیں ان آیات میں جو سب سے پہلا علم ہے وہ قرآنی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو اہل میں اللہ جل شانہ کا پیغام رسالت ہیں کہ پڑھتے، اچھا دیکھ ربك الذي خلق یعنی پڑھنے میں اہل ان کے نام سے کہ جس نے پیدا کیا۔ خلق الانسان من علق اس نے اللہ کے نون سے پیدا کیا، اقرأ وربك الاكرم دیکھ دو بارہ ختم آیا کہ آپ پڑھتے آپ کا پروردگار بہت کرم والا ہے علم ناقص نہیں ہے انسان و تعلیم ہی ہے علم کے ذریعہ، ایک تعلیم کو بھی اُتر آ رہا ہے، و قلم کا بھی اُتر آ رہا ہے۔ علم الانسان ما لم يعلم انسان کو ایسی چیزوں کی تعلیم دی جو پہلے وہ نہیں جانتا تھا۔

تو سب سے پہلی آیت اور سب سے پہلا علم یہ ہے کہ پڑھئے۔ یہ آیت نزول کے اعتبار سے سب سے پہلی ہے، ترتیب قرآن کے اعتبار سے تو یہ آیت سب سے پہلی نہیں۔ لوح محفوظ میں قرآن کریم جس ترتیب سے لکھا ہوا ہے، اسی ترتیب سے یہ قرآن مرتب ہوا ہے اور لوح محفوظ کی اسی ترتیب کے مطابق آج محمد امجد ہمارے مصاحف اور سینوں میں محفوظ ہے لیکن اس کا نزول وح محفوظ کی ترتیب کے مطابق نہیں ہوا۔ بلکہ یہ مختلف حالات اور ضرورتوں کے مطابق متفرق طور پر نازل ہوا ہے۔ چنانچہ نزول کے اعتبار سے سب سے پہلے آیت اقرأ ربك الذي خلق نازل ہوئی ہے۔

اور قرآن مجید کی جو ترتیب ہمارے مصاحف میں ہے اور جو لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہے اس ترتیب میں سب سے پہلے سورہ فاتحہ ہے اور اس کے بعد سورہ بقرہ ہے۔ سورہ فاتحہ چار۔ قرآن کریم کا دینا چار اور مقدمہ۔ چار قرآن کریم کا مفضل ترین سورہ فاتحہ کے بعد سورہ بقرہ، اسے شروع ہونا چاہیے جس کی سب سے پہلی آیت اللہ ذالک الکتاب اللع ہے۔ یہاں بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ کتاب کا ذکر سب سے پہلے آیا ہے۔ وہاں سب سے پہلی وحی میں پڑھنے کا ذکر ہے۔ قلم کا ذکر ہے تعلیم کا ذکر ہے اور یہاں سورہ بقرہ کی سب سے پہلی آیت میں کتاب کا ذکر ہے۔

مزید دیکھئے کہ قرآن مجید کا نام ہے۔ "القرآن" یعنی دو چیز جس کو پڑھا جائے۔ اور دوسرا نام ہے "الکتاب" یعنی دو چیز جو لکھی جائے تو یہ دین لکھنے پڑھنے کا دین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ۳۳ سالہ دور میں یہی کام کیا ہے کہ آپ نے قرآن پڑھایا اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی۔ یہی سامل ہے تاجدار دو عالم سرور کو جس صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری سیرت طیبہ کا۔

مزید اعادہ کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کو ہم کرنے کا کھتہ اپنا سفر پایا تھا۔ غزوہ بدر جو حق و باطل کا سب سے پہلا معرکہ ہے اس میں کفار کے بڑے بڑے سردار قتل کیے گئے۔ اور ۷۰ بڑی شخصیتیں گرفتار ہوئیں۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور خلیفہ میں فتح حسین عطا فرمائی و قیدیوں کے بارے میں مشورہ ہوا کہ ان کا کیا کیا جائے۔ کسی نے مشورہ دیا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ آپ نے اسے یہ ہوتی کہ قیدی اور مال سے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے تاکہ مسلمانوں کو مالی منفعت حاصل ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ راستہ پسند آئی اور آپ نے ہی نے مطابق ایضہ فرمایا۔ چنانچہ کفار مکہ میں دے کر اپنے قیدی بچھڑا۔ یہ تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان قیدیوں میں سے جو لوگ قید ہوا ہائے ہیں ان کا قیدی ہم مال

و اوست کی صورت میں نہیں ملے۔ لہذا یہ قیصری جو نیکو مانتا ہے وہ مسلمانوں کے اس  
 بچوں کو نیکو سمجھتا ہے۔ اس کی یہاں بخشی ہوئے کی۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے مسلمانوں کو نیکو سمجھتا ہے اور اہل اسلام کو۔

### در سبک و خدمت

ہجرت مدینہ کے بعد جب مسجد نبوی تعمیر ہوئی تو اسی میں ایک مسجد تھی۔ یہ خدمت  
 اسلامی سب سے پہلی درجہ اور اہمیت سے پہلا درجہ ہے۔ اس کے بعد پارسا سب سے  
 قریب ضرب سجادہ راہ اور تعمیر ہے جس کو ایک ایک وقت میں تقریباً اسی طالب علم رہے،  
 انہیں میں سے ایک بولہ طالب علم حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی عمر ۵۷ حدیثیں یاد کر کے امت تک پہنچائی تھیں۔

یہ خدمت یا خدمت اللہ محمد نبوی کے ساتھ ایک بیرونہ خدمت ہے۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم اپنے حق پر ایمان و تعظیم پر کرتے تھے بخلاف یہ کہ سب سے پہلے اس پر حضور اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم اور سب سے پہلے شاگرد تھے یہ ایمان ہیں اور سب سے پہلا درجہ خدمت ہے۔  
 اس کے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ دین میں سے ہر شے میں ہے مگر یہی موقوف  
 ہے مگر یہ امر سے دیکھ کر اس کا عقیدہ درست ہو سکتا ہے اور اس کی اصلاح ہو سکتی ہے نہ  
 خیر میں اور بد میں جس کے تمام سے بچ جاتا ہے۔

### فصل میں مسم

جب کہ یہ ہے کہ نجات موقوف ہے عقیدہ اور عمل پر یعنی ایمان اور عمل پر۔  
 ایمان نجات موقوف ہے مگر یہ نجات موقوف ہے عمل پر، اس واسطے یہ کہ ایمان اور عمل ہے،  
 نجات کے لئے ایمان کے چار نکتہ قرآن کریم کی بہت سی آیات میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وہ علم کی کتنی ہی احادیث میں علم کے اور علماء کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خداؤمّل العلم مناعۃ من الکیل خیر من احیاء هذا یعنی ایک رات کے بچنے میں عمر کا تمام تر زمانہ آ کر دیکھنا، علم میں مشغول رہنا یہ بہت بڑی چوری رات کی عبادت سے بھی ایک شخص جو پوری رات کھڑے ہو کر قیام پڑھتا ہے یہ بھی بہت بڑی فضیلت اور عبادت ہے۔ اللہ و رحمت پسند ہے لیکن فرمایا کہ دوسرا شخص جو ایک شخصہم میں مشغول رہتا ہے، پڑھتا ہے، پڑھاتا ہے اس کا درجہ بڑھاتا ہے اس شخص نے جو پوری رات عبادت کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شخصوں کے ہارے میں پوچھا گیا۔ ایک وہ شخص جو فرائض و واجبات ادا کرتا ہے اور حرام کھاتا ہے چتا ہے انکی عبادت زیادہ نہیں رہتا، مگر عالم ہے، دوسرا عالم تو نہیں لیکن بہت خیرات کذا ہے صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ان میں سے افضل کون ہے۔ آپ نے فرمایا افضل وہ شخص ہے جو علم والا ہے۔

نیز آپ نے بھی فرمایا **فَضِّلُ الْعَالِمَ عَلَى الْعَابِدِ** کفّضلی علی اور **مُحَمَّدٌ فَضِيلَتُهُ لَمْ يَوَدَّ بِرَأْسِي** جیسے میری فضیلت تم سے بڑی صحابی ہے۔ یعنی جو فرق ایک ادنیٰ صحابی اور مجھ میں ہے وہی فرق ایک عابد اور عالم میں ہے تو یہ دین ہم کا دین ہے اس میں کمال علم کے بغیر نہیں آتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ **طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ** یعنی علم دین کا حصہ ہے ہر مسلمان پر فرض ہے۔

### علم دین فرض عین اور فرض کفایہ

علم دین بہت سے علوم پر مشتمل ہے اور ظاہر ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت کو یہ علم نہیں کہ ان سب علوم کو پورا حاصل کر سکے اس لئے مذکورہ حدیث شریف میں جو علم :

مسلمان پر فرض قرار دیا گیا ہے اس سے مراد اسلام میں کاہرہ حصہ ہے جس کے بغیر آدمی نہ اپنے عقائد صحیح کو برقرار رکھ سکے اور نہ اس کے دین اور دنیاوی امور کا معاملہ سے صحیح نکلا جاسکے۔ جتنی عموماً ان تفصیلات یعنی قرآن احادیث کے تمام معارف و مسائل اور ان سے نکالے ہوئے احکام کی پوری تفصیل کا مہر حاصل کرنا ہر مسلمان کی قدرت میں ہے۔ مزید یہ کہ فرض بھی ہے، الوداع۔۔۔ مگر اسلام سداً وہ فرض کفایہ ہے، یعنی ہر شہر میں ایسے مسلمان ہوں جن تمام امور میں کاہرہ ضرور ہو جو باقی مسلمان اس فرض سے سہلہ و آسان ہو جائیں۔ اور جس شہر یا قصبہ میں ایک بھی مسلمان نہ ہو جو اس سختی، العالیٰ پر فرض ہے کہ اپنے میں سے کسی کو بھی لے کر نہ جائے۔ شہر میں رکھیں تاکہ ضرورت پر خوش آنے پر ہر ایک مسلمان کو اس علم نے فتویٰ لے کر سمجھ سکیں اور عمل کر سکیں، اس کے مضمودین میں ”فرض بھی“ اور ”فرض کفایہ“ کی تفصیل ہے۔

فرش عین: در فرض کفایہ کی تفصیل

مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ عید کے صحیح وقت تک ان کا صومہ غسل کرنے اور شہادت دینا کی کے احکام تھیں، تاہم روزہ اور تمام عبادات جو شریعت نے ہر مسلمان پر فرض یہ اسباب کی ہیں ان کا صومہ حاصل نہ کرے، ان کی چیزوں کو شریعت نے تو صومہ بخیر و بقراردین کر دیا ہے، ان کا صومہ حاصل نہ کرے۔ ان کے پاس ہتھ۔ لکھاپ۔ مال۔ دکان پر فرض ہے کہ ان کو ق کے مسائل و احکام صومہ صومہ کرے۔ جس کو حج کرنے کی قدرت ہے۔ اس پر فرض بھی ہے کہ حج کرے۔ احکام و مسائل معلوم کرے۔ جس کو شریعت نے ان کو عبادت کرنے پر۔ یا تجارت و صنعت یا مزدوری کے کام کرنے پر ہے۔ اس پر فرض بھی ہے کہ حج و عید کے مسائل و احکام معلوم کرے۔ جب بچان کرے تو نکاح کے احکام و مسائل اور طلاق کے احکام و مسائل بھی سمجھے۔ غرض جو کہ عید پر عید نے ہر انسان کے ذمہ فرض و عبادت کئے ہیں ان کے احکام و مسائل کا

علم حاصل کرنا بھی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

### علم تصوف کا ضروری حصہ بھی فرض عین ہے

دین کے ظاہری اعمال جو ہم اپنی زبان سے انجام دیتے ہیں یا جسم کے باقی ظاہری اعضا و جوارح سے انجام دیتے ہیں مثلاً نماز، روزے وغیرہ کو تو سب ہی جانتے ہیں کہ فرض ہیں اور ان کا ضروری علم حاصل کرنا بھی فرض عین ہے لیکن یا رکھنا چاہئے کہ باطنی اعمال جو اپنے دل سے انجام دیتے ہیں اور جو ہر شخص پر فرض عین ہیں ان کا علم بھی سب پر فرض عین ہے۔

اعمال باطنی کے علم ہی کو تصوف کہتے ہیں، آج کل جس کو "علم تصوف" کہا جاتا ہے وہ بھی بہت سے صوم و محارف اور مکاشفات و ادراکات کا مجموعہ بن گیا ہے، اس جذبہ فرض عین سے مراد اس کا صرف وہ حصہ ہے جس میں احوال باطنی فرض و واجب کی تفصیل ہے مثلاً صحیح عقائد جن کا تعلق باطن سے ہے یا سیر و تنکر، توکل، قناعت، تعمیر و ایک خاص درجے میں فرض عین ہیں۔ ان کا علم حاصل کرنا بھی فرض عین ہے یا غرور و تکبر، حسد و بغض، بغل و غلبہ دنیا و غیرہ جو آج کے قرآن و سنت حرام ہیں، ان کی حقیقت اور ان سے بچنے کے طریقے معلوم کرنا بھی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، علم تصوف کی اصل بنیاد اتنی ہے جو فرض عین ہے۔

پورے قرآن کریم کے معانی و مسائل کو سمجھنا اور متن و احادیث کو سمجھنا اور ان میں معتبر اور غیر معتبر کی پہچان لینا اگر قرآن و سنت سے جو احکام و مسائل نکلتے ہیں، ان سب کا علم حاصل کرنا، اس میں مصیبت و بے یقینی اور اندر بھتہ دین کے اقوال و آثار سے اتفاق ہونا۔ یہ اتنا بڑا کام ہے کہ پوری عمر اور سارا وقت اس میں خرچ کر کے بھی پورا حاصل ہونا آسان نہیں، اس لئے شریعت نے اس علم کو فرض کفایہ قرار دیا ہے کہ بقدر ضرورت کچھ لوگ یہ

سے محسوس ہو رہی تھی کہ وہاں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ ان سبھی کے لیے ایک  
تکلیف دہ ہے۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے کہ یہ سبھی کے لیے  
لوگوں کے لیے لازم ہے کہ تم کو تم ایک ایسا عالم دین اپنی سبھی میں توہم کریں اور اس سبھی کی سبھی  
اور سبھی کے سبھی کو پورا کرنا اور اس کے سبھی کے سبھی کو پورا کرنا ہے۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ حیدر آباد میں مدرسوں کا فقدان ہے۔ لکھنؤ اور علی  
مدرسے قائم ہوئے ہیں لیکن انکی یہاں کی ضرورت سمجھ کر نہیں ہوئی۔

## ریاض العلوم کی سرپرستی

مجھ سے میرے عزیزوں سے ثابت اور تحقیق کی بنا پر دیکھ رہا ہوں کہ میرا آپ جو امور  
کا سرپرست مقرر کرتے ہیں انہوں نے دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ میں تو ایک صاحب امور ہوں اور ان  
شہر میں انکار طالب علموں میں ہے۔ اس لیے اس سے بڑا یہ سمجھ لیا کہ میں تو صاحب امور ہوں  
خاموشیوں میں ہے۔ اس لیے اس کے قریب میں ہوں لیکن میں نے اس امید پر اس مدرسے کے ساتھ  
اس تعلیق کو نصیحت سمجھا کہ میں نے اس کے قریب سے نہیں چاہتا کہ اس کے لیے  
دوسری اور بھی خواہوں کہ وہ ان کے حیدر آباد کے اندر آجائے اور اس کے لیے کوئی اور  
مدرسہ بنی ہے اس کے لیے چاہتا ہوں۔

یہ جامعہ دہلی میں اس کے ساتھ ہے کہ اس میں ہر ایک بات کو دیکھ کر  
تعمیر ہے۔ قرآن اور دوسرے دوسرے تعلیم دہلی میں ہے اور اس کے لیے یہاں سے  
کتابیں ملتی ہیں اور صرف ان کی پڑھائی ہوتی ہے۔ لکھنؤ میں مدرسے کے تعلیم کے  
راہدہ کا تعلیم اور تعلیم کے لیے اس کے تعلیم کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
نصیحت سمجھ کر یہ اس کے ساتھ کہ اس وقت ایک چھوٹا سا مدرسہ ہے اس میں دینی و دنیوی



بنائے اور اس جامعہ کے خدام کی فہرست حسب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو تو اس سبب کار کا نام بھی اس فہرست کے آخر میں کسی ٹکٹ میں لکھا ہوا مل جائے جو میرے لئے ناریہ نجات بن جائے۔

یہ مکتب ہے مگر اس کا نام جامعہ ہے۔ عربی زبان میں جامعہ یونیورسٹی کو کہتے ہیں۔ کہاں یونیورسٹی کہاں پرائمری اسکول۔ پرائمری اسکول کا نام انگریزی یونیورسٹی رکھ دیا جائے تو لوگ کیا کہیں گے؟ ممکن ہی اس ابتدائی مدرسہ کا نام "جامعہ" دیکھ کر بعض حضرات ہنستے ہوں، لیکن میں تو اس کی یہ تاویل کرتا ہوں کہ جب طالب علم چھ یا ساتواں ہے تو اس کو "مولوی" کہتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے۔ اس سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ یہ مولوی بن گیا ہے بلکہ یہ برقی ہے کہ آئندہ مولوی بننے والا ہے۔ یہ مدرسہ بھی انہی جامعہ نہیں ہے زبانوں پر جامعہ کا لفظ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دلوں میں ڈالا ہے۔ کوئی نہیں کہ کسی وقت اللہ تعالیٰ اس کو واقعی جامعہ بنائے اور زیادہ اراعلوم بن جائے۔

### نیشنلزم کا بڑا

مجھے آپ سے جو بات کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اس حیدرآباد میں بدعات کا بہت زور ہو رہا ہے آپ دیکھ رہے ہیں، اتنی شدت سے بدعتیں پھیل رہی ہیں، جس کا اندازہ آپ حضرات کو مجھ سے بدرجہا زیادہ ہوگا، میں تو کراچی میں رہتا ہوں، لیکن وہاں میں نے کراچی حیدرآباد کے حالات پڑھ کر اور سن کر کڑھتا رہتا ہوں، یہ تو بدعتیں ہیں جو ہم میں مگر کھڑ نہیں۔

لیکن ایک اور بات اور اس کے ماتحت بہت سارے بات تراش گئے ہیں۔ کراچی میں بھی اور حیدرآباد میں بھی اور کوشش یہ ہے کہ ان کی پوجا پستان کے تمام مایوں میں شروع ہو جائے حیدرآباد اور کراچی میں تو ان کی پوجا شروع ہو گئی ہے۔

ایک بڑے خطرناک بہت ترانٹا ٹیمپ ہے اور اس کی جی ٹاٹاٹس ہیں۔ اس صحنہ کو دیکھ کر بہت حیرت ہوتی ہے۔ یہ وہ بہت ہے جس کو عیدار دو عالم سرور کوٹس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہ پاش پاش کیا تھا۔ اس بہت کو بچانے پر کیا حق اللہ نہ کراچی میں سما اس بہت کو توڑنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

انہوں نے یہ کہہ کر یہاں دھیرا ڈال دیا کہ اس بات کے خلاف سوڈان کا روپوشی ضرور ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ قومیت کا نام لے کر اس بات کو ثابت کرنے کے لیے وہ کسی دجائی قومیت کے نعرے اٹھائے ہیں۔ انہیں سندھی قومیت و انہیں - بھٹو قومیت کے نعرے لگاتے ہیں یہ بالکل غلط ہے یہ قومیت کا نام لے کر قومیت کا دین ہے، اس کا کوئی تعلق نہیں، اس بھٹو کا معاملہ یہ ہے کہ پنجابی بھٹو کا بھٹو ہے، مبارک بھٹو نہیں، بھٹو بھٹو کا بھٹو ہے سندھی کا بھٹو نہیں، سندھی سندھی کا بھٹو ہے، اس کا کوئی تعلق نہیں۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک قوم اور ایک مادیق کے لوگ آپس میں حق پر ہیں  
 یہ باتیں پر ایک دوسرے کی برصورت میں مدد نہ ہیں گئے اور دوسری قوم کی برصورت میں  
 مخالفت نہ کریں گے یہ اصل ہے اس بحث کا اور قومیست کے بہت ذرا۔

خوب سمجھ لیجئے کہ ملتی قومیت، جسوہی قومیت، انسانی قومیت، انسانی قومیت، قبائلی قومیت یہ تمام بہت ہیں لیکن ان کو دینی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام مہاجرین سے نکالا تھا۔ ابراہیم میں ملتی قومیت کی کوئی بنیاد نہ تھی تو قرآن نے یہ اعلان کر دیا کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَائِرِ الْمَوَدِّنِ اِنْھُو قَوْمٌ شَنِیْ، ان کے تمام مہاجرین، مہاجرین یعنی جن قرآن نے یہ مہاجرین دین کے اندر صرف، تو نہیں لکھا کی جن مہاجرین کو کافر قہر مہاجرینی دینی قوم نہیں قرآن کریم میں ہے

هَٰذَا الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فِیْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ وَّ

”وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا، بس تم میں سے کچھ لوگ کافر ہیں اور کچھ لوگ مومن ہیں۔“

## اسلامی قومیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الْكُفْرُ لِكُلِّ مِلَّةٍ وَاجْدُكَ كُفْرًا كَافِرًا**۔ ایک ملت ہے جو ہے وہ عیسائی ہوں، یہودی ہوں، ہندو ہوں، مجوسی ہوں، مشرک ہوں، بدھ مت کے لوگ ہوں، بھوئیست ہوں، سوشسٹ ہوں، یہ سب کے سب ایک ملت ہیں ان کی آپس میں کتنی ہی رقابتیں ہوں لیکن وہ اسلام کے مقابلہ میں ایک ہی ملت ہیں اور پوری دنیا کی تمام قوموں کے مقابلہ میں اسلام ایک ملت ہے اور تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

**إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ**۔ قرآن کریم نے یہ بتایا ہے کہ ملت دین کی بنیاد پر بنتی ہے جو کفر تو حید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہو وہ مومن ہے مسلمان ہے اور جو اس کلمہ کا منکر ہے وہ کافر ہے مشرک ہے اور جہنمی ہے اسلام اور مسلمان کا وہ دوست نہیں ہو سکتا، پورے قرآن کریم میں جگہ جگہ یہ بات واضح کر دی گئی ہے۔

**بِأَنفِهَا السِّلَاحُ اَلْمُنَادُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ اَوْلِيَاءَ**۔ اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ ان سے دوستی کرنا بھی ناجائز ہے، لو کہ ہم کچھ کرتے ہیں کہ اگر کسی کافر کے ساتھ کھانا کھانا پڑ جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں جائز ہے پانی پینا پڑ جائے تو جائز ہے۔ خرید و فروخت کرنی پڑ جائے، خراکت و مضاربہ کرنی پڑ جائے پڑ جائے، لیکن یاد رکھئے کہ کسی کافر سے دوستی جائز نہیں، جب دوستی جائز نہیں تو بھائی بھائی کیسے جائز ہو جائے گا؟

پاکستان ہی بنیاد پر بنے تھا کہ کانگریس نے فخر دہلایا تھا، ”ہندو مسلم بھائی بھائی“

مسلم لیگ نے اور علما کرام نے تہذیب و گاہگاہِ اسلام کو بھائی بھائی بنا دیا۔ مسلمان بھائی بھائی بن گئے۔ اسی وجہ سے یہ پاکستان الگ بن سکا کہ مسلمان ایک الگ قوم بنے۔ ہندو الگ قوم بنے۔ ہندو کو وطن الگ ہو گیا۔ اور اہل انڈیا ہو گیا۔ لیکن وہ اقوامی نظریہ ہے جس کو انھوں نے پاکستان کہا جاتا ہے۔ اور اسی نظریہ پر پاکستان کا وجود قائم ہے۔

## اختلاف

یاد رکھیں کہ یہ پاکستان بنی۔ ہے کہ تو وہی نظریہ بنی بنیاد پر بنی رہے گا اس نظریہ کو اس ملک سے ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ پاکستان ختم ہو جائے گا لیکن پاکستان کے دشمنوں نے اسلام کے دشمنوں نے قومیت کے بت ڈالے ہیں۔ مہاجر قومیت کا بت، پنجتون قومیت کا بت، ایک سندھی قومیت کا بت، پنجابی قومیت کا بت، بلوچ قومیت کا بت، یہ تمام بت ہیں اور یہ دعوت کی بنیاد ہے کہ مہاجر اس بت کی پوجا کریں، پنجابی اس بت کی پوجا کریں۔ پنجتون اس بت کی پوجا کریں اور بلوچ اس بت کی پوجا کریں اور پاکستانی اس بت کی پوجا کریں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ کَا کَلِمَہ بڑھنے والوں کی غیرت کو لیا ہوا ہے اس مشرکانہ دعوت کو کیوں نہیں ان کے منہ پر مار دیا جاتا، کیوں اس کے خلاف تبلیغ نہیں کی جاتی۔ یہ مشرکانہ نعرہ ہے، کافرانہ نعرہ ہے۔ اسلام کی بنیادوں کے خلاف ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس نعرہ کے نتیجے میں ملک کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ آپ کے حیدر آباد کی معاشی حالت کہاں سے کہاں پہنچ گئی کراچی تاحی کے تہذیب و تمدن پرک ہے۔ یاد رکھئے کراچی ایک ایسا شہر ہے جو پورے ملک کی شہرگ سے دشمن نے اس کراچی کو اپنا نشانہ بنایا ہے تاکہ تو قومیت کے فلسفہات ہوں۔ لیکن انھوں نے یہ ہے کہ کراچی کو تباہ کریں تاکہ پاکستان تباہ ہو سکے۔

## پاکستان اہل اسلام کی پناہ گاہ

یہ پاکستان ہم پر اللہ رب العالمین کی عظیم نعمت ہے۔ ہندوستان میں اسن مسلمانوں پر مظالم ہونے لگے تو ان کو پناہ پاکستان میں ملی۔ برما کے مسلمانوں پر سوشلسٹوں نے مظالم، دھاکے ان کو پناہ پاکستان میں ملی۔ بنگلہ دیش میں مسلمانوں پر مظالم ڈھائے گئے تو وہاں کے بھاری بھاریوں کو پناہ پاکستان میں ملی۔ افغانستان میں مسلمانوں پر قیامت توڑی گئی تو ان کو پناہ پاکستان میں ملی، ایران میں اب سنیوں پر مظالم ہو رہے ہیں تو ان کو پناہ پاکستان میں مل رہی ہے۔

لیکن پاکستانو! تم یہ بھی سوچو کہ اگر خدا نخواستہ اس پاکستان کو کچھ ہو گیا تو تمہیں پناہ کون دے گا؟ کہاں پناہ لو گے؟ تمہارے پاس سوائے سمندر کے اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ کیا معرودی عرب تمہیں پناہ دے گا؟ وہاں تم ایک گھنٹہ بھی بغیر وچرے کے نہیں رہ سکتے۔ یہاں سے جانیوالوں کو اس کا تجربہ ہے کسی بھی اسلامی ملک میں تمہیں ایک گھنٹہ بھی بغیر وچرے کے نہیں رہنے دیں گے کیا ان میں سے کوئی پناہ دے گا کہ یہاں آ جاؤ اور رہے لگلو۔ خدا نخواستہ پاکستان کو کچھ ہو گیا تو سوائے سمندر میں ڈوبنے کے کوئی راستہ نہیں ملے گا۔

یقیناً اس حقیقت سے واقف ہے جو ہمارا بھی دشمن ہے پاکستان کا بھی دشمن ہے دین اور اسلام کا بھی دشمن ہے اس نے ہمارے اندر قومیت کے یہ رست ترشوا دیے ہیں، لیزدوں نے اپنی نیند زدی چمکانے کے لئے لوگوں کو اس دمنہ میں لگا دیا ہے۔ خلاصہ اقبال مرحوم نے کتنے عرصہ قبل یہ بات کہی تھی، نصیحت اور قومیت کے بارے میں کہ

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے

جو جیہنم ہے اس کا وہ ملت کا کفن ہے

## اسلامی اخوت و محبت

یاد رکھئے کہ فقہاء مقابلہ کرنے پر مسلمان کا فرض ہے کسی جماعت سے جو دینی دشمنی نہیں کسی شخصیت سے نہیں ملاؤ نہیں، اہم یہ کہ رہتے ہیں کہ پاکستان نے مسلمان اہل دینی کو، نے تمام مسلمان بھائیوں سے بھائی ہیں، ان کو کسی اندھی مسلمان کا کوئی نقص نہ دے گا تو ہمیں بے چین نہ دینا چاہیے، دشمنی یا بدگمانی بھائی پر کوئی ظلم نہ کرے تو ہماری رُک میرٹ بھڑک بھائی چاہئے کہ ایک مسلمان پر ظلم ہو رہا ہے، بھائی پر ظلم ہو رہا ہے۔ اگر وہ ترک و تکلیف کھینچے ہے تو ہمیں اس کی مدد کے لئے اوزار چاہئے کیونکہ وہ تمام مسلمان بھائی ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا: ﴿لَعَاوُوا عَلٰی الْبَرِّ وَالْأَنفٰوِ وَلَا تَغَاوُوا عَلٰی الْإِنسٰجِ وَالْعٰنٰوِ﴾۔ یعنی میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، در ظلم و ناہوش ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو، قرآن کریم نے نبی کے سارے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے بھائی بنا کر ایک کاس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے کسی بھی ملائے اور کسی بھی عمل کا۔ ممان ہو اور کوئی بھی رہاں ہو تو وہ دوسرا بھائی ہے ٹیپ کاموں میں ان کی مدد کرنا جو فرض ہے اسے ظلم سے بچنا اور فرض ہے ہاں ناہار کاموں میں یا ظلم میں کسی کی بھی مدد نہ کرنا اور ہمارا پناہ دینا اور قرآنی رشتہ دہ خرام ہے لیکن یہ قومیت کا بہت بڑے مسئلہ ہے کہ یہاں ہے وہ اپنے بھائیوں کو یہ شخصیات ہے کہ اپنے سر وطن کی اور اپنی زبان کو لے لو۔ کسی ظلم میں بھی مدد کرو، دوسرے مذاقوں کے لوگوں سے نفرت نہ کرو اور ان پر جو بھی ظلم نہ کیا جائے وہ روایت ہے۔

کراچی میں اور پاکستان کے دوسرے شہروں میں تمام مذاقوں نے مسلمان، بیشتر زیادہ سے زیادہ تھے۔ بیشتر شہر و شہر ہے جس اعتبار سے دشمنی نے یہ کام کیا کہ ہمیں ایک دوسرے کے خلاف نعرہ دیا، جب جس کو انہی محلہ میں دو اور اہل مذاق کسی میں بڑے مکان کو

نہی کھلم نے آگ لگا دی۔ یہ اس ظلم نے بہت برا ظلم کیا، لڑنا و کیر کا سرکب ہوا اور اپنے لئے جہنم کی آگ تیار کر لی۔ لیکن کیا اس کا انتقام کسی اور نے لیا؟ بھائی بھائی سے اپنا جان بڑھوگا؟ جس نے نہی پر ظلم نہیں کیا، اور نہ وہ اس ظلم کو درست سمجھتا ہے اسے پادوب نہ، ہے اسی طرح اگر کسی محلہ میں عمارت چھتوں بھائی یا بھائی پر ظلم ہوا تو کئی دوسرے محلے کے کسی نے لڑنا و کیر نہیں کیا، اس کا انتقام لینا یا نہ ہوگا؟

میر آپ سے پوچھتا ہوں، ایک ایسی سمجھ و ادراک مسلمان یہ بتا سکے کہ یہ ہاتھ بڑھوگا؟ ظالم نے کد آپ بھی مکی کپڑے کتنا جڑا ہے جس نے جس نے مکان جلایا کھلم دو ہے، اس کو پکڑو، اس حاق کا، دوسرا مسلمان بھائی میرا رہتا ہے اس نے تمہارا کوئی نقصان نہیں کیا، اس کو پکڑنا تمہیں کیسے جائز ہے؟ لیکن یہ قومیت کا، اس کتاب ہے اپنی قوم کے آدمیوں کی مدد کرو۔ چاہے وہ ظلم کر رہے ہوں تب بھی مدد کرو۔

اگر ہم بچے بھائی کو اپنا برادری کے اپنے قبیلہ کے، اپنے وطن کے آدمی و ظلم کر رہا ہو، اور کچھ ہے اس قوم پر لازم ہے کہ اس کا ہاتھ پکڑ لیں اور اس کو ظلمت کرنے دیں، اس لئے کہ وہ دنیا میں بھی رہنا ہو جائے گا اور آخرت میں بھی تباہ و برباد ہو جائے گا۔ مسلمان کی جان و مال اور بروہی بڑی قیمت ہے، اس لئے کہ اس کے نزدیک اس کی بڑی عظمت ہے اس کے بارے میں حدیث میں فرماید کہ اس کی حرمت ایسی ہے جیسی حرم مکہ کی حرمت۔

آج اس قومیت کے بت نے ہمیں پاگل پاگل کر دیا ہے، اس لئے کہ جس نے نہیں جانتا ہے کہ آپ یہ کی پادریوں کے ساتھ ذرا بازاری شروع کر دیں، لڑائی جھگڑا شروع کریں کہ اس سے ایک نیا جھگڑا نکلا ہو جائے۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ ان کو چھٹی گلوچ شروع کر دی ہے اور ان کے خلاف بیان بازاری کا باز نہ کرنا شروع نہ کریں، بلکہ میں یہ جانتا ہوں کہ عوام کے اندر اسلامی بھائی چارے کے جذبہ کو زندہ کیجئے، ملی اخوت اور برادری کی تعلیم دیجئے





اسلام نے دائرو کے دائرہ میں ہے وہ جہاں ہے اس پر مبنی حکمت ہوتے ہو۔ یاد رکھو! جو قدرت ہوتے کے باوجود ظہور نہیں کرتے اور لوگ ہی کرتے کا وہ بھی مجرم اور ظہور ہوگا۔

### ایک مرکزی ادارہ و شخصیت کی ضرورت

اس پر کام پیر آباد میں ہوا تو سماجی طرف سے مولا اور ائمہ دین یہاں ملا۔ موجودہ جی، ملین افسانوں کی کہہ سکتے کہ یہاں مرکزی ادارہ نہیں، مرکزی شخصیت نہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے ان فتنوں کو جت جت کر دیں۔ یہ فتنے آج ہیں کل ہمارے لئے انھیں لئے، ان فتنوں کا مقابلہ ملے گا۔ یہ ملے گا کہ وہ ہوں گے اس کے لئے یہاں اردو کی ضرورت ہے یہ ایک چھوٹا سا منب قائم ہوا ہے۔ لہ کے بھروسہ پر کچھ لوگوں نے کام شروع کر دیا ہے۔ یہ سردارانہائی میں شروع کیے ہیں مسلسل محنت و خوشحالت نظر۔ لہ کے بھروسہ پر ترقی کر جانے کا۔

میں تو تنہا ہی چلا تھا یا منب منزل سفر

لوگ کچھ ملنے گئے اور قلعہ بنا گیا

جن لوگوں نے یہ کام شروع کیا ہے۔ آپ ان کے ساتھ لگ جائیں۔ یہ مسجد و مدرسہ کا کام ایسا ہی ہے جیسے مسجد نبوی در حد فکا کام تھا۔ یہ حد نبوی سب سے پہلی مسجد اور صرف سب سے پہلا مدرسہ۔ اسی طرح یہ مسجد و مدرسہ ہے اللہ تعالیٰ نے دونوں کا سامان فرمایا ہے میری درخواست ہے کہ میں مدرسہ کو آگے بڑھاؤں۔

ستم ظریفی

آج میں ایک اقامت پر گئے کہ ولی تو عالم لوگوں کو ان مدرسوں کی طرف دھیان کم ہوتا ہے اور ان حضرات کو ان مدرسوں کی اعلا کرنے کی توجہ نہیں ہوتی ہے۔ وہ بھی صرف مالی

چند روزے کر فارغ ہو جاتے ہیں، اپنے بچوں کو ان مدرسوں میں تعلیم نہیں دلاتے، بلکہ انتظار کرتے ہیں کہ ان مدرسوں میں پڑھنے کے لئے طلبہ کسی اور شہر یا ملک سے آجائیں۔ اپنے بچوں کو دین کی تعلیم نہیں دلاتے الا ماشاء اللہ۔

ہمارے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ لوگ سوال کرتے ہیں کہ اگر ہم نے اپنے بچے کو دینی تعلیم میں لگا دیا تو کمانے کا کیا؟ کھانے کا کیا؟ ولد صاحب فرماتے تھے کہ میں نے اخبارات میں ایسی خبریں تو بہت ساری پڑھی ہیں کہ فلاں ٹریڈیٹ نے بے روزگاری سے محکم آنے خود کوشی کر لی۔ آپ نے بھی بہت ساری خبریں پڑھی ہوں گی، آپ نے یہ خبر بھی سنی ہے کہ فلاں مولوی صاحب نے بے روزگاری سے محکم آنے خود کوشی کر لی ہے۔ یہ خبر آپ نے کبھی نہیں سنی ہوگی۔ اور میں نے بھی نہیں سنی، حضرت والد صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنایا کرتے تھے کہ ”مَنْ كَانَ يَلُوهُ شُكَّانُ الشَّيْءِ لَمْ يَلُوهُ“ جو اللہ کا ہو یا اللہ کا، وہ تاج ہے، اللہ کے بھروسہ پر اپنی اولاد کو علم دین میں لگائیے، یہ کافی نہیں کہ اپنے بچوں کو اسکول اور کالج میں پڑھائیں اور دوسروں کے بچوں کو یہاں پڑھائیں اسکول اور کالج میں پڑھانا کوئی شے نہیں ہے، ہمارے والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں دولت کے دیے ہیں تو ان میں سے ایک دو تعلیم دین کے لئے لاؤ۔

### بچوں کا چندہ

لیکن اب ہوتا یہ ہے کہ سرری بھیجنے والے نامہ میں ایک جگہ جمعہ کی نماز پڑھانا تھا، بہت لمبے تک جمعہ کی نماز پڑھانا رہا، اور نماز سے پہلے وعظ کرتا تھا کئی سال گزرنے کے بعد میں نے کہا کہ ابھی سنو لوگ کہتے ہیں کہ مونڈی جہاں بھی جاتا ہے چندہ کرتا ہے، میں نے کہا اچھے سال سے تمہارے یہاں جمعہ کی نماز پڑھانا نہیں، میں نے

کبھی کوئی چندہ مانگا ہے، ان لوگوں نے کہا کہ کبھی نہیں اشتراک بھی نہیں مانگا، میں نے کہا آج میں آپ سے چندہ مانگوں گا اور دو چندہ ایسا ہے کہ کسی نے آپ کے محل میں نہیں مانگا، دو رو چندہ ہے، بیڑوں کی دھڑ میں نے تین بات کہی کہ اللہ اعلیٰ نے جس کو روپے دیے ہیں ان میں سے ایسا کو علم دین میں لگا دیں۔

سٹے رلوں پر تقریباً بڑا اثر معلوم ہوا، چنانچہ اگلے دن ایک صاحب اپنے ایک بچہ کو لے کر گورنگی (دارالعلوم گراپٹی) پہنچے، بڑے مددگار اور انھوں کا کاروبار کرنے والے تھے، انہوں نے کہا کہ آپ کی تقریر میں کل میں بھی تھا، اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں جذبہ پیدا کیا۔ میں اس بچہ کو لے کر آیا ہوں، ادنیٰ آپ کے سپرد ہے، تقریباً چھ سال کا بچہ تھا۔ ہم نے کہا کہ اس کا امتحان الخلاء ہوگا، انہوں نے کہا نہیں نہیں، اس کو داخل کریں، اس کی رہائش و طعام کا انتظام بھی کریں، ہر اس کو علم دین پڑھا میں، میں آپ سے نہیں پوچھوں گا کہ آپ نے کیا پڑھا ہے، اور کیا نہیں پڑھا ہے۔ مجھے آپ پر اطمینان ہے اور جو کچھ فرجہ ہوگا میں دوں گا اور کچھ پیسے بھی کھانے پینے اور کپڑوں کی دھلائی وغیرہ کے لئے جمع کرا سکے۔ اسنے چھوٹے بچہ کو دارالعلوم میں رکھنے کا ہاتھ دیا، اتنا ہر نہیں تھا۔ اس لئے ہم نے مجھ کو اسے اپنے گھر رکھ لیا۔ دو تین دن اس کے ساتھ محنت کی، کبھی بستر پر بیٹھا کر دیتا ہے کبھی پانہ کر دیتا ہے، کبھی کوئی چیز دیتا اور توڑائی، کبھی کوئی دشمن ہے، ان کے بعد معلوم ہوا کہ وہ تو پاگل ہے، پھر بعد میں حقیقت کی تو معلوم ہو کہ اس بچہ کے تو ماں باپ بھی اس سے بڑے بوئے تھے اور اس کو شہر و بندر کے پاگل خانہ میں رکھنا مجھے واقف تھا۔ ان سے یہ برداشت نہیں ہوتا تھا کہ پاگل خانہ میں داخل فرمائیں، اس لئے دارالعلوم میں داخل کر دیا۔

یہی وہ "مرئی" بھیرا ہے جسے امام علیؑ "جوہر دین" کیلئے نکالی تھی۔ یہ خدا کا دین ہے۔ نہ اس کی نہیں ہے، آخرت میں جو بدعت ہے، زندگی کا ہر قدم ہمیں قبر کی طرف جو رہا ہے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنا مدد رکھنا ہے، وہ ان کی شناخت اور سفارش کے بغیر

کئی دن گزرتے تھے سوئی ہم نے اسرار کو نام نہاد بنا دیا۔ خدا کیلئے قدم بڑھائے۔ اپنے بچوں کو اسی مدرسوں میں داخل کیجئے آپ اپنے بچوں کو اپنی مدرسہ میں داخل کریں گے تو آپ کو یہ فکر بھی ہوگی کہ مدرسہ کا معیار کس بہتر ہو اس طرح اللہ تعالیٰ کے مدرسوں کا معیار بھی اچھا ہوگا۔

### مدرسہ اور احسان

ایک مصیبت اور ہے کہ اقل تعداد میں مدرسہ اپنے میں بچپن بہت ہوتی ہے اور اکثر چاندی دینے میں تو چاندی دینے والے حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ صاحبان کی خدمت پر احسان کر دیا ہے کہ ہم نے احسان کیا ہے ”بلکہ“ ”ہم کا شہرہ ہے“ اور احسان ہے کہ تمہارے چند بزرگوں نے کچھ احسان پر چاہا اور یہ مدرسہ ہوتا تو اپنی زبان کا ڈونڈا اس کے متعلق صرف سنا ہی کرتے پھر ہے۔

مدرسوں کا موطا افضل و فاضل ہے کہ واقعہ صاحب کوئی احسان کے ساتھ مدرسہ قائم کرتا ہے تو اسے ہی پتہ چلتا ہے کہ مدرسہ چاہے کتنے مشکل کام سے بہت ہی بھاری ہے۔ آپ حضرات تھکے بھی گئے ہوں گے لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ سب اسی دور سے آیا ہوں اپنے دل کی بوجھ باتیں آپ سے کہوں تو سہی۔

حضرت مولانا محمد یونس دہلوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک عالم شریف نے آکر دیکھائی میں لیکہ مدرسہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ کرچی میں پہلے سے یہ مدرسہ قائم ہو چکے تھے۔ اب یہ سید ایک مدرسہ قائم کرنا چاہتے تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضرات کچھ سمجھتے کر دیجئے۔ وہ فرمایا کہ حضرت مولانا دہلوی نے فرمایا تھا تو میں آپ کو اپنے کمروں کا انداز سمجھتے آپ کو یہ کمروں تو پ خود عام ہیں۔ لیکن قیام بہت بہتر ہوں گے۔ یہ مدرسہ آخرت کے لئے قائم کرنا چاہتے تھے تو دنیا کی اس سے بڑی کوئی مصیبت

نہیں، اور اگر دیکھنے کے لئے قائم کرنا چاہتے ہو تو آخرت کی اس سے بڑی کوئی مصیبت نہیں،  
نئے لوگوں کا چند ہوتا ہے اور وہ ناہیا، خریچہ سے لڑنے اور دیا تو آخرت میں اس کی  
جو ادائیگری پڑے گی اس کس کا جواب دے؟

جو غلوں کے ساتھ مدر۔ چلائے جاتا ہے، اس کو ایک مصیبت نہیں دھڑائی پڑتی  
بہت سی اٹھائی پڑتی ہیں، اول چند جمع کیا پھر کسی نہ کسی طریقے سے مدرائی تعمیر ہوئی،  
ایک ایک حصہ جزو اکمل کیا، انہیں سے مدرائی نہیں سے حالب غلوں کو پایا، انہیں سے  
تعمیر کا انتظام کیا، جب ہمارے مدر سے چلا۔

## تہمت تراشی

اور دوسرے لوگ جو کام کرنے کے ہادی نہیں، بلکہ ان کی عادت یہ ہے کہ کام  
کر بیوالے کے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں اور طرح طرح کی تہمتیں لگاتے ہیں  
کہ سبھی کا سب کے بڑے بڑے آدھے ہیں، اتنے لکھنا کھ کھ گیا اور اتنے بڑا فلاں  
نے کھ لئے۔ اتنے سیو سے برائیاں لگا کر غلوں اور والوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

## اردو دانوں اور ہستی والوں کی محرومی

کراچی میں بہت سے لوگ اپنے اپنے محلے کی مسجد کے لئے امام اور خطیب  
منگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنی کمزوری ہے۔ مکان دیں گے، لیکن ایک شرط ہے کہ اس کی  
زبان اردو ہو، کیونکہ ہمارا محلہ اردو ہونے والا ہے، والوں کا ہے اردو میں بات کرنا اور دیکھنا تو  
اس کا اثر زیادہ ہوگا۔ بات بالآخر درست ہے، لیکن میں ان سے کہتا ہوں کہ تمہیں اردو زبان  
دان آدمی کیسے دیکھیں اردو زبان ہونے والوں نے اپنے بچوں کو پڑھنے کے لئے مدر۔ میں  
کہتا ہوں؟ عالم دین بنایا تھا، تمہارے محلہ میں کسی نے اپنے بچے کو مولوی بنوا دیا؟

دارالعلوم میں تقریباً نو سو درجن ممالک کے طلبہ پڑھ رہے ہیں اور پاکستان کے بھی تمام علاقوں کے طلبہ زیرِ تعلیم ہیں، لیکن سب سے کم آنے میں ٹمک کے ہائر اردو بزنس کالج ہیں تو میں تمہیں اردو بولنے والا عام خطیب کیسے دیدوں، خدا کے لئے آپ سوچئے، کہ اگر آپ اپنے اندر سما، تیار نہیں کریں گے تو آپ کی ساری بستیاں ویران ہو جائیں گی، پڑھ پڑھ کر سما، اپنے اپنے علاقوں میں چھپ جائیں گے، مدد دے دے گے باوجود آپ کی بہت سی علماء سے محروم رہے گی اپنے بچوں کو اس طرف متوجہ کیجئے جو معجزات دے رہا ہے چلا رہے ہیں ان کے ساتھ تعاون کیجئے، روپیہ پیسہ سے اگر تعاون کر سکتے ہیں اس سے کیجئے، چھٹی کوئی مدد نہ کیجئے ہیں وہ کیجئے، اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم زبان ہی سے مدد کیجئے، ان کی بہت بڑھائی کے اچھا کام کر رہے ہو، اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم اٹھا تو کیجئے کہ ان کی رہائش رکاوٹ نہ ڈالئے۔

### اگر انسان نہ بنے تو درندہ بھی نہ بنے

امام غزالی فرماتے ہیں کہ انسان تو بہت بڑی چیز ہے، لیکن اگر کوئی جانور ہی بننا چاہے کہ کھانے پینے کے علاوہ کوئی مقصد نہ ہو تو جانوروں کی تین قسمیں ہیں کہ ایک قسم ان جانوروں کی ہے جن کا نفع ہی نفع ہے، جیسے بھینس، گھڑی، بکے، بھینس، ان کی ہر چیز سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے، بالوں سے لکھال سے، گوشت سے، ہڈیوں سے، اور جھڑی سے، گوبر سے اس کی سب چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

دوسری قسم ان جانوروں کی ہے جو نفع نہیں پہنچاتے تو نقصان بھی نہیں پہنچاتے۔ جٹھوں اور سمندروں میں بہت سے ایسے جانور ہیں جو نہ دردے ہیں کہ نقصان پہنچائیں اور نہ نفع پہنچاتے ہیں۔

تیسری قسم کے جانور وہ دردے ہیں جو دوسروں کو نقصان ہی پہنچاتے ہیں، نفع

کچھ نہیں پوچھتا جس کو رکھا چھڑھا۔

مہم غرضان افراتے ہیں کہ اصل منصب تو یہ تھا کہ تم انسان بنے، جو بہت اعلیٰ درجہ ہے۔ خدا بنے، اللہ والے بنے، لیکن اگر تمہیں جانور ہی بننا ہے تو یہی تمہارے جانور بن جاؤ، یہی تمہارے نہیں بن سکتے تو کم از کم دوسری قسم کے بن جاؤ، لیکن نہ تو تیسری قسم کے جانور بننا ہی ہے نہ۔۔۔ بعد دنیا ہی ہے نہ۔

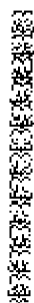
## مدرسے سے آغاؤں کی انتہا

فخر خاص یہ ہے کہ یہ عجیب عالم۔۔۔ بہت ہی امیدیں لیر تھو اللہ والوں نے قائم کر دی ہیں کہ آپ حضرات سے جو دوست ہے۔۔۔ یہ آپ کے قرائن میں دانش سے کہ حیدرآباد میں ایک معیاری مدرسہ جو اس شہر کی، اپنی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے ہے، اور یہاں کے لوگوں کو اس کے لئے دلچسپی کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہم دین کی خدمت اپنی توفیق کامل مظاہرہ کرے۔ اور جو لوگ دین کی خدمت میں ملے۔۔۔ ہم نے جن ان کے ساتھ تمام ان کی توفیق مظاہرہ کرے۔

وہم نعوذوا ان الحمد للہ رب العالمین







اِس خدا کو پُر کریں



۱۰۰ — حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پستی و  
 ۱۰۱ — حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پستی و  
 ۱۰۲ — حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پستی و  
 ۱۰۳ — حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پستی و

## ﴿اس خلا کو پر کرین﴾

جامعہ دارالعلوم کراچی کے طلبہ کے نیا نیا قمرانگیز خطاب

قطبہ مستونہ۔

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به  
و نتوكل عليه و نعوذ بالله من ضرور أنفسنا و من  
سبائ أعمان عن يديه الله فلا مضى له و من بضائه  
فلا هادي له و نتعهد أن لا إله إلا الله وحده  
لا شريك له و نشهد أن سيدنا و مبدنا و مولانا  
محمداً عبده و رسوله صلى الله تعالى عليه و على  
آله و صحبه اجمعين و سلم تسليماً كثيراً

امام احمدؒ

فاتحہ دجاللہ من الشیطان الرحیم بسم الله الرحمن  
 الرحیم

ہ اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعَمَلُو اِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

غُفُورٌ ۛ (۲۸/۲۵)

## تفسیری کلمات:

عزیزِ طلبہ کرام!

آپ سے خطاب کے لئے ہر بار ارادہ ہوتا ہے لیکن مشغول کی وجہ سے نہیں جاتا ہے۔ البتہ اگر منتظر والوں کی طرف سے قحط ہوتا رہے تو ہمارا حسیں بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح وقت نکالیں اور اُمرِ طلبہ یاد دہانی نہیں کراتے تو ہم سمجھتے ہیں کہ چلو ہماری بھی پھٹی ہوئی۔ پھٹی کا تو ہر ایک کو شوق ہوتا ہے۔ ہمیں بھی اس کا شوق ہے۔ طالب علم تو ہم بھی ہیں کیونکہ طالب علمی تو کبھی بھی ختم نہیں ہوتی۔

اب کچھ طلبہ نے یاد دہانی کرائی اور قلم صاحبان تو یاد دہانی کراتے رہتے ہیں تو اللہ کے نام پر ہم نے آج خطاب کرنے کا ارادہ کیا۔

## ہم دھوپ میں کھڑے ہیں:

عزیزِ طلبہ! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے بڑے ایک ایک کر کے رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے کتنا بڑا ظالم پیدا ہو گیا۔ ہمارے والد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا۔ اس کے ایک سال بعد مولانا اکبر علی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ پھر مولانا عاشق انیس صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یہ منورہ ہجرت کر کے چلے گئے۔ لیکن اس کے بعد بھی الحمد للہ ابھرے یہاں اکابر موجود تھے۔ حضرت مولانا قادری رعایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت مولانا حبان محمود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت مولانا غنی الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مولانا قاسم محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لیکن پچھلے چند سالوں کے طور پر یہ سب ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے۔ اب ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ ہم دھوپ میں کھڑے ہیں۔ ہمارے اوپر سے سایہ ختم ہو گیا ہے۔

## میرے دل پر چوٹ لگتی ہے:

دعوتِ حاضر میں جس پر اساتذہ کرام دستِ باریک کرتے ہیں۔ اس میں اساتذہ کا نام قدرامت اور زلف کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ تجو حرمہ پہلے تک جب وہ مدرسہ ہمارے پاس دستِ باریک لئے آتا تھا تو اس میں میرا ہم پانچویں نمبر پر ہوتا تھا۔ سب نے اوپر کاری رعایت اللہ صاحب، پھر حضرت مولانا غلام محمد صاحب، پھر حضرت مولانا حبان خاں صاحب کا، پھر حضرت مولانا طہس افق صاحب اور پانچویں نمبر پر ہمارا نام ہوتا تھا۔ پھر چوتھے نمبر پر آیا، پھر تیسرے نمبر پر آکر دھیرا دھیرے نمبر پر آیا۔ اب پہلے نمبر پر ہمارا نام ہے۔ کسی کو خوشی جاتی ہوگی کہ ہمارا نام سب سے پہلے آیا لیکن یہ رجسٹر سب میرے سامنے آتا ہے تو میرے دل پر چوٹ لگتی ہے۔

ہر عَکْبَرُ بِي مُوْتِ الْكَبْرِ اَجِدُ

"بڑوں کی موت نے مجھے بڑا بنا دیا۔"

## یہ کشتی بھی کنارے تلنے والی ہے:

اگر اب میرا دل بھی یہ ہے کہ اس سال کے جمادی الاولیٰ سے پچھری سالوں کے اعتبار سے میری عمر کے ستر سال پورے ہو جائیں گے۔ یہ بہت لمبا عرصہ ہے تقریباً دو تہائی صدی بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت زندگی دلی اور اس کا کرم ہے کہ وہ کام سن رہے ہیں۔ دعا ہے اور آپ بھی میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ معذوری سے بچائیں۔ جب تک زندگی ہے اپنے سوانحی کا مکتبہ نہ کریں۔ چلتے باتھ رومز کے ساتھ بیس اٹھ لے۔

نور سے استاز محترم حضرت مولانا محمد بن محمود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت اہتمام سے یہ اُما فرمایا کرتے تھے کہ اللہ ابھی مژدوری سے بچا لیجئے۔ کسی کا محتاج نہ بنائیے۔ چھپے ہاتھوں میں نہ چھپتے۔ نہ تھکائی نہ تھکائی نہ تھکائی اور ایسے اغیار کہ چند وقت میں رخصت ہو گئے۔ بالکل دور۔ تھے دفتر میں آئے تھے۔ دوسرے کھینے میں میر سبق ہوتا تھا۔ تیسرے اور چوتھے کھینے میں وہ بخاری شریف پڑھتے تھے۔ چھپے دفتر آتے تھے۔ اور پھر وہاں سے سبق لے آتے تھے۔ میں اپنی پڑھا رہا تھا۔ حضرت ختم پور ہا تھا۔ میں اس گھر میں تھا کہ حضرت ختم پور ہا ہے۔ ابھی استاذ انیس کے لیکن ان کی وجہ سے قاری عبد الملک صاحب آئے اور یہ اطلاع دی کہ حضرت کا انتقال ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بن کو کسی کا محتاج نہیں بنایا۔ دوزخ میں بھی دے ہے کہ اللہ تعالیٰ میں لیکن مژدوری سے بچائے مگر بہر حال میری ہمار ہے کہ اب یہ شخص بھی کفار سے نکلے دلی ہے۔ لیکن معلوم نہیں کہ اب لعائن کا سبب پیغم آج ہے؟

اس خلا کو پر کرنا ہمارے لئے آسان نہیں رہا:

اب یہ بات سوچنے کی ہے کہ ہمارے بزرگ کھینے۔ نہ میٹ شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کو یہ سب نہیں کر لیتا کہ کسی عالم کے دل سے علم نکلے یا جا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہم کو وہاں پہنچاتا ہے علم کو وہاں لے کر۔ ان کے بعد وہ بائیس ہوتے ہیں وہ ان جیسے نہیں ہوتے۔ ان کے پاس اسکا علم۔ اپنی تحقیق۔ تہمتی اور اپنی قرعیں ہوتی۔ وہ بہت بعض اوقات ایسے لوگ بھی پیدا ہو جاتے ہیں جو پہلوں سے زیادہ وسچے ہیں لیکن اب کم ہوتا ہے۔ زیادہ تر یہ ہوتا ہے کہ جو بزرگ رخصت ہوتے ہیں، ان کی علانی بعد کے لوگوں سے نہیں ہوتی۔

حضرت مولانا محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتقال سے دارالعلوم میں ایک

زیروست تلاء پیدا ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے کام چلا دیا۔ ان کی کچھ نام واریاں موانہئیں  
انہی صاحب نے سنبھال لیں کچھ موانہئیں کھائی صاحب نے سنبھال لیں کچھ موانہئیں  
نے سنبھال لیں کچھ موانہئیں کھائی صاحب نے سنبھال لیں کچھ موانہئیں کھائی  
اور سے لئے آسمان نہیں رہا۔ اسباق میں بھی خلا پیدا ہوا ہے اور کھائی میں بھی  
خلا پیدا ہوا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس خلا کو ممانہئیں اور کھائی کے ساتھ پُر فرمائیں۔

### کیا ہمارا فیصلہ اور اس کا فیصلہ ہے؟

یہ سب باتیں میں آپ کو اس لئے یاد دلا رہا ہوں کہ اب آپ لوگوں کو پیار کی لڑائی  
ہے۔ جانے والوں کی جگہ آپ کو ملے گی ہے۔ آپ نے ساتھ آپ کے ساتھ ہو  
کھائیں کر رہے ہیں، اور کھائی انی لئے کر رہے ہیں۔ آنکھیں کھائی کے لئے ہیں  
سندھ چلا ہے کہ بڑوں نے رخصت ہوئے سے پہلے اپنے چھوٹوں کو تیار کیا تاکہ وہ ان کی  
جگہ لے سکیں۔ چنانچہ سب رخصت ہوئے تو چھوٹوں نے ان کی جگہ لے لی۔ جب وہ  
چھوٹے بڑے ہوئے تو انہوں نے اپنے چھوٹوں کو تیار کیا تاکہ وہ رخصت ہوئے تو ان  
کے چھوٹوں نے ان کی جگہ لے لی۔ اب امر بھی یہی کام کر رہے ہیں۔ آپ کو تیار کرنے  
کی فکر اور کھائیں میں ہیں۔ اب اس بات کا ہر ممانہئیں آپ کا کام بھی ہے اور ہمارے سب  
ساتھ ہمارے اور ہر بھی کہ جریہ اور ہم تیار کر رہے ہیں، یاد دلاؤں کا فیصلہ ہے کہ ان نام  
دار چاہیں کہ سنبھال لے جو بڑے ہمارے میرا کر کے رخصت ہوئے ہیں۔

### بچپن سب کا ایسا ہوتا ہے

یاد رکھئے! اس پر کرام سے لے کر اب تک۔ بھئی مضمین غنیمت ہے یہی باتیں ہیں۔ وہ  
سب بچپن میں رہے تھے جسے آپ نے لے لیا ہے۔ ان میں سے کسی کو نہیں سمجھی کہ

ان میں سے کوئی امام ایضاً بننے کا اور کون امام مائتہ کون امام شافعی بنے گا اور کون امام احمد بن حنبل کون رازی بنے گا کون غزالی، کون فارابی بنے گا اور کون ابن سینا کون مولانا جہا بنے گا اور کون مولانا رومی، کون پیرا یہ ہستیا بنے گا اور کون حافظ شیرازی، سب بن جائیں گے تو کون کو پتہ چل جائے کہ یہ ان کیا۔

### ابھی سے تیاری کریں:

اے! میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو فکر کرنی چاہیے کیونکہ آپ پر ذمہ داریاں آئے ہیں۔ آپ میں سے بہت سے طلبہ دورِ ماضیت میں پڑھتے ہیں، فارغ ہوتے ہی ان پر ذمہ داریاں آجاتی ہیں، پھر کلمہ کے طلبہ ہیں، و فارغ ہونے کے تو ان پر اور ذمہ داریاں آجاتی ہیں، کوئی استاد ہو جائے اور کوئی مشق ہو جائے، کوئی مصنف ہو چائے اور کوئی واعظ بن جائے، اے! اور کچھ لوگ مدرسوں کے ذمہ داران بن جائیں گے۔ ابھی سے آپ لوگ محنت اور کوشش کریں گے ورنہ یہ تیاری ناکمل ہوگی تو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ایک نئے لوگ، کوئی یہاں جگہ سے کا کوئی اپنے شہر میں جگہ سے دور کوئی کسی اور شہر میں جائے اپنے ارد گرد کی جگہ سے لے گا۔ اس طرح راضی اللہ تعالیٰ کا یہ کارواں رواں دواں رہے گا۔

### علم بڑا غیور ہے:

خدا سے جس کو اللہ کے امام رسول اللہ ﷺ میں اور یہ قلمِ ہدایت کی طرف رہا، وہاں ہے۔ ابھی ان کا لکھنے کے شکار ہیں۔ آپ بھی اسی قلم کے شکار ہیں۔ یاد رکھیں کہ قلم کے شکار کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔ یہ بہت کھنکھ ہے، قلمیوں اور مجاہدین کا راستہ ہے۔ جس علم کو حاصل کرنے میں آپ لگے ہوئے ہیں۔ یہ



آسانی سے نہیں ملتا، بڑی سخت محنت چاہتا ہے۔ حضرت تمام بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ملحوظ ہمارے واسطہ حب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہم طلبہ کو بار بار سنایا کرتے تھے کہ:

يَا لَعَلَّكُمْ لَا يُعْطِيْكُمْ نِعْمَةً خَيْرًا مِنْ نِعْمَةِ شَيْءٍ

”علم اس وقت تک تمہیں اپنا ایک ذرہ بھی نہیں دے گا، جب تک تم اپنا سب کچھ فاسد نہ کر دو۔“

عظیم ذرا خیور ہے، جو شخص اس علم سے استفادہ کرتا ہے، علم اس کے پاس نہیں جاتا، اس سے دور رہتا ہے۔ جو علم کا محتاج بن کر اس کے پاس آتا ہے تو علم اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اگر تم اپنی ساری توانائیاں، صلاحیتیں اور کوششیں علم کے سپرد کر دو، مٹے تو پھر علم اپنا کچھ حصہ تم کو دے دے گا ورنہ کچھ حصہ بھی نہیں ملے گا۔

ایسا ہرگز نہ ہو گا:

جو طلبہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اور بھی بہت سارے کام کرتے رہیں گے اور علم بھی مل جائے گا تو ان کا یہ خیال غلط ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ سونا اور کھانا چنے بھی چھوڑ دیا جائے۔ علم کے لئے تو سونے کی بھی ضرورت ہے اور کھانے پینے کی بھی پانچوں وقت کی نماز تو فرض ہی ہے اس کے علاوہ ضروری عبادات کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ جسمانی ورزش کی بھی ضرورت ہے تاکہ صحت ٹھیک رہے اس لئے عصر سے مغرب کے درمیان اس کا وقت بھی دیا جاتا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ ایک میدان بھی تیار کیا گیا ہے، یہ سب علم کیلئے کوشش میں داخل ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ملائیں بھی پڑھنا، بے گامائی دہی کے تقریجی پروگرام بھی دیکھنا رہے گا، بازاروں اور ہوٹلوں میں بھی اپنا وقت ضائع رہے گا اور پھر تم بھی نہ صل کرے گا تو یہ اور کھئے! ایسا بے فائدہ نہیں ہو گا۔

ایک دن کے ماضی سے چالیس دن کا نقصان :

یہ خبر سنا کر اور نہایت مجبور بنی کے بغیر نہ کہنے والے کی اہمیت کو ملحوظ نہیں رہے گا، ہمارے والد ماجد حضرت عبدالغنی علیہ السلام زکوٰۃ کی سے حوالے سے کسی بزرگ (عالم) نے کہا: جب یہ ایسا بھی یہ قول نقل کیا کرتے تھے کہ ہمارا گھر پر ہے کہ ایک دن سنا کہ اسے چالیس دن کا قفسان دیا ہے۔ بلکہ یہ بہت سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک دن سے چالیس دن کا قفسان کیسے ہوا؟ تاہم تو یہ قفسان دن کے اس وقت کو دیا کہ اس سے فیضیہ دن کا سبق بھی پڑھا اور اگلے دنوں کے اسباق بھی پڑھے ہیں۔ تو سمجھ بیٹھے اس غلطی میں سے تسلسل نمونے پر آتا ہے۔ جیسے شیخ آکر ایک بندہ سے فوت چاہے اور پھر آپ اس کو جوڑ دیں تو اگرچہ پڑا تو چاہے نہیں اس کے اندر تیب ہوتی رہے گا تو جو آپ نے ہمارے دست و دھاریہ یا کبھی ایسے بے بیگ شیشہ ٹوٹ گیا۔ اسٹار نے تو سبق پڑھایا لیکن آپ اس میں حاضر نہیں آئے۔ ہاں اگر اسٹار نے بھی سبق نہیں پڑھایا تو پھر اس کا سچا قفسان اور ایسی ہے کہ کبھی نہیں ہوتی۔ بے برقی کس مانگے سے جاتی ہے؟ اس میں اسٹار کا سبق دہرا اور پھر توبہ کیجیوں کی کہ بغیر نامہ کریدہ اور مجبوری واقعہ شدید ہوتا ہے اللہ کے رحم سے امید ہے کہ اللہ اللہ اللہ سب برائی نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو ضرور بخش دے گا اور اپنی چوری پوشش کو مانتا ہے۔ یہ دینی یا کسی شدید مجبوری کی وجہ سے نہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ایسے حال بعد کے قفسان کی تعلیم کرادے پتہ ہیں۔

یوں طلبہ ہم شہید مجاہدین کے اخیر کاتہ داتا ہے، وہ دراصل اپنے اس کتاؤ کو بھی دلو کہ دے رہا ہے، اپنے والدین کو بھی دلو کہ دے رہا ہے اور جتنے لوگ اسے طالب علم کے نام سے جانتے پہچانتے ہیں ان سب کو دلو کہ دے رہا ہے کیونکہ ایسا طالب علم دراصل طالب علم نہیں ہے۔ وہ دھوکے دہ ہے۔

## ایک لطیفہ

ایک صاحب زادے سے ایک بکواس نہیں کرتے تھے، چہشتے بھی نہیں تھے، کمرے میں چہرے دہستے تھے۔ والد سنے کئی بار بھائی لنگن ان کے کان پر جون تک نہیں رہتی تھی۔ والد صاحب سمجھتے رہے۔ آخر ایک دن صاحب زادے صاحب سنے پوچھا کہ چہشتے کا کیا فائدہ ہوگا؟ والد صاحب نے کہا کہ یہ جانو کہ تم تو اس سوچ والے۔ استدلال جانے لے۔ بیٹے نے کہا کہ استدلال جانے کا کیا فائدہ ہوگا؟ والد نے کہا کہ کبھی رازدست مل جائے۔ کئی۔ جیسا بولا، پھر کیا ہوگا؟ والد نے کہا کہ پھر انھی ٹھکانوں سے لے۔ جیسا بولا، پھر کیا ہوگا؟ باپ نے کہا کہ تم شادی کر لینا اور مکان بنانا۔ بٹا بٹا تو پھر کیا ہوگا۔ باپ نے کہا کہ کچھ پیش سے زندگی گزارنا۔ یوں کر بیٹے نے کہا کہ اب کیا کرنا ہوں ایسی پیش کی زندگی؟ اب بھی گزارنا ہوں تو کچھ انجی سخت کی کیا ضرورت ہے؟

بعض بے وقوف صاحب علم اس طرح بنا وقت نکال کر دیتے ہیں اور بائیس ہزار سالہ دین کو گوش کرتے رہتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ اس طلبہ کا انجم اچھا نہیں ہوتا۔ آپ توجہ کریں کہ تو بہت سے ایسے لوگ آپ کے ذہن میں آجائیں گے جنہوں نے اپنی زندگی اس طریقے سے گزار کر دی اور آج دو تکلیف اور بے کاری کی زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ جڑ خسار کی بات ہے کہ ایک غالب علم اپنے کمر کو بھی چھوڑے، والدین کو بھی چھوڑے، وطن کے آرام و راحت کو بھی چھوڑے، یہاں رہا، صاحب علمی کے مجاہد بھی نہ رہے۔ لیکن پھر بھی علم حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے۔

## اکابر دیوبند کی نمایاں خصوصیات

ہمارے علماء دیوبند کی خصوصیات میں سے ایک بڑی خصوصیت علمی و تحقیقی تھی۔

ملوثہ تھلیہ اور صومِ عقلیہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی مہارت عطا فرمائی تھی کہ دوسروں پر ان نے ہم کا رعب تھا۔ دوسرے فرقے کا بڑے سے بڑا عام اور اصول و پوئلہ کے فارغ تھکلیں کے سامنے آتے ہوئے ڈرتے تھے۔

ممکنہ اس پختگی کے ساتھ انہیں اتنی غیثت و بصیرت اور پختگی عطا کی کہ یہ جاس فرما کہ ہمارے مولانا عمر لکھن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے دارالعلوم دیوبند کا دور دریکھ ہے اب یہاں کے صدور میں۔ جس نے اور چچا ای اور وہاں تک سب صاحب نسبت دلی کہ موتے تھے۔ ان میں دارالعلوم دیوبند ایک اور ہوئی تھی۔ رات کا خانہ دین جاتی ہے۔ مسجد کے وقت طلب اور اساتذہ اٹھتے تھے۔ کمرے سے رونے کی آوازیں آتی تھیں۔ ٹرانزائر اللہ سے وہ میں مانگتے تھے۔

### ذکرِ قلبی کے عجیب واقعہ

حضرت مولانا محمد شاہ نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیوبند کے صدور میں رہے ہیں۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استادوں میں سے تھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ملاحظہ میں نے اپنے والدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحبِ سبق پڑھاتے تھے تو ان کے ذکرِ قلبی کی آوازیں ہم سنتے تھے۔

ہماری دینی مرحومہ جنگی قبرستان یہاں دارالعلوم میں ہے جہاں تک مجھے یاد چلتا ہے کہ اس قبرستان میں سب سے پہلی قبر ہماری دینی مرحومہ تھیں۔ یہ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت تھیں۔ ہم نے برسِ باریں ان کے ساتھ زلفی گھڑائی ہے۔ ان کا حال ہم نے دیکھا کہ وہ مورخ ہوں تب بھی، جاگ رہی ہوں تب بھی وہیں رہی ہوں تب بھی اور خدشاں ہوں تب بھی ان کے گلے سے رک جاتی تھی

اور اس سے ”اللہ“ کی آواز آتی رہتی تھی۔ ہر وقت یہ ذکر جاری تھا۔ انہوں نے اپنی جوانی میں بجائے کتنا ذکر کیا ہوگا کہ اس کی وجہ سے یہ کیفیت بن گئی تھی کہ ان کا ارادہ ہو یا نہ ہو، ہر وقت ”اللہ اللہ“ کا ذکر جاری رہتا ہے۔ جس کی یہ مرید تھیں اس بزرگ کا کیا حال ہوگا۔

### وہی طریقہ سنت کے زیادہ قریب ہے:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک محکم آیا کرتا تھا۔ حضرت کے بال بھی کاٹا کرتا تھا۔ ان بچہ تھا۔ ایک مرتبہ اس کا سہارنپور ملانا ہوا۔ سہارنپور میں حضرت مولانا ظلیل احمد صاحب سہارنپوری رہتے تھے۔ آپ سنن ابی داؤد کی مشہور شرح ”بذل الحجبہ“ کے مصنف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حدیث میں یہ مقام دیا کہ عرب اور عجم میں آپ کی ہر شرح کو باقوں ہاتھ لیا جاتا ہے۔ یہ جو حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو۔ وہاں اس کو کوئی مسئلہ یاد آ گیا تو اس نے حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ حضرت فلاں عمل میں اس طرح کرنا سنت کے زیادہ قریب ہے یا دوسری طرح کرنا سنت کے زیادہ قریب ہے۔ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا اس نے جواب دیا کہ فلاں طرح فرمایا وہی طریقہ سنت کے زیادہ قریب ہے۔

نور کیجئے! حضرت مولانا ظلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا کہ فلاں کتاب میں یہ لکھا ہے کہ اس طرح کرنا اقرب الی اللہ ہے بلکہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عمل کا حوالہ دیا کہ چونکہ حضرت مشکوٰی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عمل اس طرح ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اقرب الی اللہ یہی ہے۔ اس سے

اعلم ہوا کہ ہمارے اکابر ملت کا چہرہ چہرہ ٹھونکتے تھے۔ ان کے عمل کو دیکھ کر لوگ پہچان لیتے تھے کہ ملت کا طریقہ کونسا ہے۔

## ملت کی منظر ہوں سے زندہ نہیں ہوتی

ملت کا اقتدار جس میں یہ بزرگان دیوبند کا نہ تھا۔ اب یہ سب باتیں تو اچھی چلی جا رہی ہیں۔ صرف دیوبندیت کا نام باقی رہ گیا ہے۔ وہ یوں اچھوٹا سا ہے کہ اگر کوئی نہایت کامیاب کہ بریلویوں سے لے کر ان سے قسمت لینے تو یہ مقتدروں سے برائی کرے۔ ان دنوں سے قسمت ملنے والے شیعوں سے لڑائی کرے۔ کسی نہ کسی نوعیت کے مادے سے ہی۔۔۔ یاد رکھئے ملت بھی منظر ہوں بقریوں اور اہل سے زندہ نہیں ہوتی بلکہ ملت زندہ ہوتی سے ملت پر عمل کرنے سے۔ قوت برج یوں اور ہمارے درمیان جتن زیادہ فرق نہیں رہا۔ ہم نے مسلک دیوبند کو غریب بنا دیا ہے۔ قصیل دیا ہے۔ سو مدرسوں کے اندر بھی اب بڑی مشعل یہ بٹھائی ہے کہ طلبہ کا ذہن یہ بنے گا کہ اس سے لڑو۔ اس سے لڑو۔ یہ فکر نہیں ہوتی کہ شیخان سے لڑو۔ اپنے نفس سے لڑو۔ مائتد ہمارے سب سے بڑے دشمن تو ہیں وہ ہیں۔ ان پر فتح حاصل کرنا اصل ہے۔ جب تم ان دو دشمنوں پر فتح پا لو گے تو اللہ کے فضل و کرم سے دنیا کا کوئی دشمن تمہارے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکے گا۔ سچا یہ کہ ہم کے پاس سب سے بڑا دشمن اب بھی تھا کہ انہوں نے شیطان کو نفس پر فتح حاصل کر لی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنی کو فتح کرتے ہیں۔ سچے سچے سچے سچے سچے ملت کا لہو نہ تھی اور ملت کا وجود ہے کہ معیار حق ہے۔ کلید کامیابی ہے اور فتح و نصرت کی ضمانت ہے۔ قوت ہم پر شام پڑتے ہیں کہ ہمارے۔ خلافت و قرب کا پروہ بند بہت ہے۔ ہمارے خلاف فلاں فرقوں کا پروہ بند بہت ہے۔ یہ پروہ بند اتنا پہلے بھی تھا۔ دشمن تو پہلے بھی تھے لیکن ہمارے بزرگ نفس و شیطان پر فتح حاصل کر کے اور اپنے آپ کو ملت کا خوش رنگا کرنا ان پر فتح حاصل

تہہ پہتے تھے۔

### اسباق میں پوری توانائیاں لگا دو:

میرے عزیز طالب علمو! اب آپ کو ان بڑوں کی جگہ سنبھالنی ہے۔ ابھی سے اپنے آپ کو سخت کاغذ پر بننے اور نفس و شیطان پر فتح حاصل کرنے کی کوشش کیجئے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے اسباق میں اپنی ساری توانائیاں لگا دو۔ اسباق پر توانائیاں اکٹھے کا حاصل تین چیزیں ہیں۔ جسے فکیرِ ابد سے حضرت مومنانہ شرف ملی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

۱۔ سبق سے پہلا مطالعہ

۲۔ سبق میں پابندی سے حاضر ہونا، اس میں یہ کوشش کہ استاد سے پہلے درجہ گاہ میں پہنچے۔ بعض طلبہ دیر بیٹھے ہونے انتظار کرتے رہتے ہیں کہ جب استاد آئے گا تو ہم بھی چلے جائیں گے، ایسے طالب علم میں اور وہ طالب علم جو پہلے سے درگاہ میں استاد کے انتظار میں بیٹھا ہوتا ہے یہ بڑا فرق ہوتا ہے۔ جو طالب علم محتاج بن کر پہلے سے استاد کا منتظر ہو کر بیٹھتا ہے۔ اندر بے العافیت اس کو اپنے استاد سے زیادہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔

درس کی پابندی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ طالب علم استاد کی طرف پوری غور سے متوجہ رہے بعض طلبہ یہ سوچتے ہیں کہ اب جو مسئلہ شروع ہو رہا ہے۔ یہ مسئلہ ہم نے فلاں کتاب میں پڑھا تھا، اس لئے اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ اس مسئلے کے بیان کے دوران وہ دستِ ابھرتوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ جی خواہے کی بات ہے۔ یہ استاد کا انداز الگ ہوتا ہے۔ پہلے ایک استاد کے بارے میں سے معلوم ہوا تھا۔ اب دور سے استاد سے بھی معلوم ہو گیا تو اس کی راستہ کچھ اور ہو گئی۔

میں اور تیسرا کام ہے سبق کے بعد غور اور





یعنی جب آپس میں عداوت کے قواعد تعیناتی رستہ جوش میں آئے تو اور چہ اور  
وہ سے بھی پائی رہا نہ گناہ اور نیچے سے بھی پردہ نہ کیا۔ جب آپ ہمہ تنی میں نے اور  
اور کاوشیں کیجیگیں گے تو اللہ رب العزت آپ کو ایسا نہیں کریں گے۔

جو امتنا سے سوالات نہ کرے وہ وہ طب علم کہا، نے کا مستحق نہیں

جو سوالات لے کر آپ اور کاوشیں پہنچے، اور امتنا سے وہ باتیں کہیں تو اللہ  
کو علم کہ اللہ اور امتنا سے نہیں بتائیں یا کچھ میں نہیں آئیں تو امتنا سے وہاں نہ  
حسب تجرید و جامعہ علم امتنا سے لے کر۔ وہ جب علم حاصل کرنے کا حق نہیں۔ بعض  
میں اللہ صواب رہا۔ اللہ تعالیٰ عباد کی آپ "دل" میں دیکھتا ہے۔ لیکن رہا تھا۔ اس میں  
بزرگوں کا ایک اھم۔ لکھا ہوا لیکن جو بزرگ رہے، فرمایا کہ

مرید۔ کہ پہلے وہی اللہ و امتنا سے کہ

پہلے وہی اللہ و امتنا سے کہ۔ ہاں فرماتا

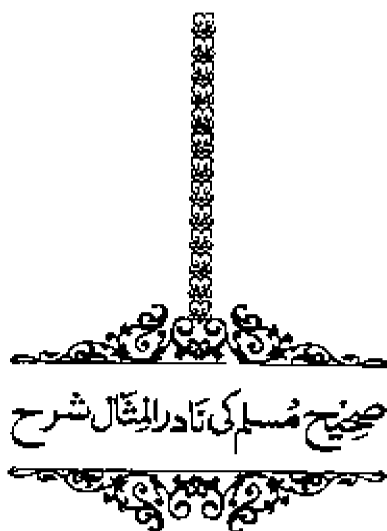
تو اللہ جو مرید پہلے وہی اللہ سے اور جو اللہ سے پہلے وہی اللہ سے کہ، انھیں جہاد وہی  
بھیجنا چاہیے (کیونکہ وہ مرید نہیں اور یہ اللہ و امتنا سے کہہ لے ہیں انھیں کہ اس  
جہاد کے لئے چاہا جائیگا)۔

مرید کا کام یہ ہے کہ وہ حق کی بات کو ہونٹوں و چہرے میں تعمیر کرے۔ اس کی جہاد  
نہ پہنچے لیکن علم کے کام یہ ہے کہ وہ چہرے و چہرے کو ملی بات کہیں نہ کہے تو  
وہ چہرے۔ اگر امتنا و حق میں کہے اور اس پر اس شخص نے موت ہو تو چہرے و چہرے  
نہ کہے کہ حضرت اس پر تو یہ امتنا سے کہتے۔ اور امتنا سے جواب پائی نہ ہو تو چہرے  
وہ ہر وہاں کہے۔ اگر اللہ کا وہی ہر وہاں الیٰ کہنے کو وقت نہ ہو اس سے کہہ دو  
مشقت۔ اور یہی ہر وہی کے چہرے چہرے۔ اس سے بہت فائدہ ہوتا۔ اس کو یہ موصوفہ

وہاں آپؐ کا بے شمار حق تھا۔ وہ جس کی غائبی میں اٹھتا ہے۔  
 جس میں یہ فرض کرنا ہوتا ہے کہ یہ عجز و انحراف محض ہے۔  
 ہمیں بتانی ہے کہ ان کے پاس نہ تو یہ حق تھا کہ وہ ان کی جو غلطیاں کرتے تھے وہی  
 ان کی غلطیاں پر نہ تھے۔ ان کے لیے اس لیے تیار ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسے فی الواقعہً توبہ فرمائے۔ آمین

والحمد لله رب العالمین



صحیح مسلم کی تادریش



۱۔ حضرت علیؓ کو ان کے مورخین نے یہی حال سے ملے  
 ۲۔ حضرت علیؓ کو ان کے مورخین نے یہی حال سے ملے  
 ۳۔ حضرت علیؓ کو ان کے مورخین نے یہی حال سے ملے  
 ۴۔ حضرت علیؓ کو ان کے مورخین نے یہی حال سے ملے

## صحیح مسلم کی نادر امثال شریعت

خطبہ مسنونہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد

محکم اساتذہ و امام و سفوف علم و عظام معزز حاضرین اور عزیز شاگرد

اسکی خوشیاں صدیوں میں نصیب ہوتی ہیں:

الندوب العلیین کی بارگاہ میں جس سرسبز شجرہ شریعت کے آگے آئے یہ  
 محکم عقد ہو رہی ہے۔ اس کے بارے میں یہ ایسا کہنا شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ اس نوعیت کی  
 خوشیاں صدیوں میں جا کر نصیب ہوتی ہیں۔ پہلے ایک جزو ارسال میں ایسے واقعات بہت  
 نال غائب ہیں آگے ہیں کہ ایسا غول علمی اور محققانہ کا سر انجام دیا گیا ہو جیسا یہ کام لہ  
 تالی نے پروفیسر و ماریہ کی تحفوں کے سرور اور امیدوں کے مرکز مولانا محمد تقی عثمانی  
 صاحب رحمہ اللہ سے پایا ہے۔ یہ نادر تصنیف اس صدی کا دو کج زمانہ ہے کہ اس کی عظمت کا  
 انداز بہت محسوس ہو رہی ہو کہ اگر کسی نے یہ نکتہ جس موضوع پر یہ کتاب لکھی تھی یہ

نصیح ترین اور مشکل ترین موضوع ہے اور اس سے استفادہ کرنے والے علماء کا بہت  
 بھی بہت کم ہے۔ اس کی قیومی طور پر دو وجوہ ہیں۔

۱۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔

۲۔ عربی زبان میں اس میں ہم صحت کے لیے ہے اور اپنی نوعیت کا ایک مشکل اور  
 دشوار کتاب ہے۔

### حافظ ابن حجر نے "فتح الباری" لکھ کر قرعہ چکا دیا:

آنحضرت سے پہلے ہر کسی کو اللہ کی مبارک پناہیں تو کتنی ہی کتابیں لکھی گئیں تھیں  
 مگر میں نے سب سے زیادہ صحیح اور مستحکم روایتیں شمار کی ہیں۔

۱۔ فتح الباری کے مصنف کی رتبہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تالیف فرمایا۔

۲۔ ہر صحیح مسلم کے امام مسلمان و مجاہد نے تمام اپنی رتبہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھی۔

۳۔ صحیح بخاری کو اللہ تعالیٰ نے جو تالیفات میں قرار دیا ہے، ان کی اور کتاب کے ہر  
 کس کو نہیں ملتی۔ چندی وقت کے مختلف دور پر کتاب اللہ کے بعد سے صحیح ترین کتاب قرار  
 دینے اور چوں کہ کتاب کی بہت سی شراعت لکھی گئیں لیکن اس عظیم الشان کتاب کو ہمیں  
 شرح کی ضرورت تھی، ایک مصنف وہ جو اس نے آئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
 رتبہ دیا۔ یہ کوئی کتاب چاہے کوئی شرح اس کتاب کو حق و سچ نہیں کہہ سکتا۔

۴۔ قرعہ بخری کی تالیف کے تقریباً چھ سو سال بعد حضرت کا یہ رتبہ اللہ تعالیٰ  
 نے اس کو اپنی جو رتبہ دیا ہے اس کے برابر کسی اور کتاب کے صحیح بخاری ہی میں نہ ملتا ہے۔ فتح  
 الباری کی تالیف کی۔ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہر کتاب کے اس سے آراستہ ہیں۔ ان کو  
 کوئی تحقیق کوئی شخص اس کتاب سے بے پروا نہیں۔ کسی بھی تالیف کو اور اس کے تعلق  
 رکھنے والے امام ہیں وہ اس کتاب سے مستثنیٰ نہیں۔

۵۔ ہر وقت کے جس میں صحیح بخاری کے بارے میں مختلف صورتوں پر مباحثہ

کتب حدیث میں اس کی تفسیر نہیں ہے۔ اسی طرح فقہ ابوبکرؓ سے بارگاہ میں بھی مختلف طور پر لایا گیا۔ اس طرح کی مثال پوری دنیا میں موجود نہیں۔ یہ تمام اہل کتاب و شرع ہے۔ علامہ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علامہ ابن کثیرؒ و ابن رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کے شاہینِ شرع کوئی مثال نہ دے سکی جو شگارت کی تھی۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علامہ علیہ السلام سے یہ قرآن چھوڑ دیا ہے۔

### علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح قرچہ دریا بخاری ہے لیکن :

الحمد للہ۔ صحیح طبع بھی حدیث کی بڑی قبول کتاب ہے۔ صحیح بخاری نے حدیث صحیح حدیث کے اعتبار سے صحیح مسلمؒ و ابوداؤدؒ و ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ کے مقابلے میں تو اس صحیح بخاری پر بھی فوقیت حاصل ہے۔

اس کی بھی بہت سی شروح لکھی گئیں۔ علامہ زمانے کی مشہور ترین اور متداول شرح علامہ نووی کی ہے۔ بلاشبہ یہ شرح ”دیباکوزخ“ کی عمدہ مثال ہے۔ اوقات، نامہ اور حال، سند و متین حدیث کی تحقیق اس علامہ روحانییت سے، تھوڑا سا لے کر لے کر ہے۔ وہ بڑا شہید ایک حکیم و دانشور ہے۔ لیکن اس کے باوجود صحیح بخاری کی شرح فتح الباری اور مسلم شریف کی علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح ”المعجم“ میں زمین و آسمان کو فرق تھا۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح قرچہ بہت عمدہ کتاب تھی لیکن اس کی مختصر و مفید کی وجہ سے مسلمان شیعہ کے بہت سے مباحث ایسے تھے جو اپنے سے کسی شرح کو تلاش کر رہے تھے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”فتح المصنوع“ لکھنا شروع

کی لیکن وہ مکمل نہ ہو سکی

فتح المصنوع علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح الباری رحمۃ اللہ تعالیٰ





لائقہ دینی کا نتیجہ ہے۔

۱۹۴۷ء میں جب یہ عظیم ترین اسلامی سلطنت دنیا کے نقش پر مسودہ ہوئی تو تھوڑے بزرگوں کے پیش نظر سب سے پہلا اور بنیادی کام یہ تھا کہ اس مملکت کو قرآن و سنت کی تحفید، اسلام کے عادلانہ نظام اور معاشیات کے صدیقانہ میں اسلام کے فہری اصولوں کے مطابق ڈھالا جائے۔ یہاں کے نظام حکومت کو اسلامی خطوط پر استوار کیا جائے۔ اور اس مقصد کے لئے انہوں نے رستہ ان ایک تہذیب ہے۔ چنانچہ یہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے قرارداد مقامہ کا مسودہ تیار کیا۔

میرے پاس اس مسودے کا ایک کچا ورق موجود ہے۔ جس پر علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلم کی بھی تھم تحریر ہے۔ واللہ ماجہ حفت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ورحمۃ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں کے تھے ہوئے کچھ جملے بھی موجود ہیں۔ اس کو علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رفقاء کار کے مشورے سے مرتب کیا تھا۔

پاکستان کے اس وقت کے وزیر اعظم شہید ملت لیڈر علی خان مرحوم نے علامہ عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ مسودہ لیا اور کہا کہ آپ کو یہ مسودہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں خود بحیثیت پارلیمانی لیڈر اور وزیر اعظم اس قرارداد مقاصد کو پیش کرانگا تاکہ ہم پوری قوم کے ساتھ ایمان سے اسے منظور کرا سکیں۔ چنانچہ ہم اسمبلی کے اجلاس میں اس وقت شریک تھے جب یہ تاریخی قرارداد اسمبلی میں پیش کی گئی۔ یونان نے بڑی خوشیوں کے ساتھ اسے منظور کیا۔ قائد ملت لیڈر علی خان اور علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریریں ہوئیں جو پاکستان کی تاریخ کی عظیم تقریروں میں سے ہیں۔

ماہر۔ مثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی رائے کے بناء و فہم سے فرمایا: "میں قطعاً کہتا ہوں کہ ہم اسے بڑا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ یہ عقیدہ شریعہ انہیں آج بھی سے زیادہ بڑی تھیں، اس کو کام سے لے کر۔ جاریہ مشن کے لئے اللہ تعالیٰ کی یہ بڑی تمنا تھی کہ وہ اس کی تکمیل فرما سکیں لیکن ۱۹۴۹ء میں اعلیٰ اس کو منہ کر کے اس ادارہ کی ترقی سے دست بردار ہو گئے۔"

سکھنی اکابر "فتح الہند" کا حملہ دیکھنے کے خواہش مند تھے

آپ کے دلوں کے بعد آپ کے شکروں اور آپ سے تعلق رکھنے والے علماء کی شریعہ شواہد عقلیہ کو قطعاً منہم کی تشکیل میں نے ہاتھوں اٹھایا ہے۔ میں نے آپ کے والد ماجد مفتی محمد رفیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علامہ محمد یوسف دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علامہ محمد ابراہیم کوثر الطوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ الحسنی کے مختلف مدارس علمہ اور علمی و دینی مراکز کو دیکھا۔ وہ اس بات کی قیادت کرتے تھے کہ ہاں اس عظیم کتاب کو عملاً لکھنے کی سعادت ہم سے ہمارے حصے میں آجائے لیکن ان کی دیگر بھی شغلیات بہت زیادہ تھیں۔ اس کی وجہ سے یہ کام ان کے ہاتھوں نہ ہونے لگا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کو سپرد بھی فضل اور نعمی ہزاروں کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہی کے شکروں میں سے ایک شکر کو اس سعادت برہنی سے نوازا۔

میری مقل حیران ہے :

یہ بار حرج مولانا محمد تقی عثمانی رحمہ اللہ کے بارے میں قیایا جاتا ہے کہ جس طرح اہل سنت نے اہل اہلبیت علیہ السلام پر طعن و تشنیع کیا، اسی طرح اہل حق و باطل نے اہل حق و باطل کے ساتھ بھی استعمال کر دیا، انیسویں صدی میں جب کہ اہل حق و باطل نے اس طرف متوجہ کیا، اور اس دور میں شیخ الاسلام نے فتح المصمم کی تکمیل اس اعلان میں کی کہ یہ نبی مصلیٰ میرا

ہے۔ میر سے خیال میں یہ دھوکہ دہائی کی چوٹی نہ کمرے سے بھی زیادہ مشکِ تھان میں طہر پر اس پر آشوب دور میں جہاں یکسوئی مکتا، ہو چکا ایسے کہ مریضے کا دل یکسوئی کا ڈر بھی۔

والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انتقال سے چند مہینے پہلے یہ کام شروع ہوا تھا۔ چند ماہ بعد دہائی زندگی کا سب سے بڑا سہارا ہندو سے سرت الخدیوہ دار العلوم عظیم ہو چکا تھا۔ اس کی نامہ دہائیاں جو، سے بزرگوں نے ہم دونوں بھائیوں پر مائل تھیں۔ دارالعلوم کی انتظامی ذمہ داریوں، دہائی کی شغلیات اور فرائض کی جان مسلسل مشقت اپنی جگہ تجربہ کرتی تھی کہ اس نے دہائی کی دہائی کی ضروریات پیدا ہو گئیں۔

اسی زمانے میں ملک میں انقلاب آیا۔ خلیفہ الحق صاحب نے پارٹل ر ہافڈ کیا۔ انہوں نے خلیفہ اسلام کا بیڑا اٹھایا۔ اس میں انہیں محقق علم کرام کے تعاون کی ضرورت تھی۔ یہ اس کے حق میں کوتاہی ہوتی فکر ان کی میں موت پر لپک نہ سہا جاتا۔ چنانچہ اپنے سر شہداء الخدیوہ کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم، ایماء پر ہر دور مزاج نے اس نے لئے بھی دن رات کوششیں کیں۔ اب زیادہ وقت اسلام آباد میں گزرنے کا، وہاں سے "کریمیاں سبقت بھی پڑھتے اور کریمیاں میں گزرنے والے ہر دن میں طبع اللہ تعالیٰ کے فضل سے لے کر، دیکھ میں سفر و وقت پہنچ جاتے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس میں نہ نہیں گئے۔

تیسرے مرحلہ بعد آپ دہائی شریعت کے راجے بن گئے۔ اس سے آپ کی مصروفیات میں اور اضافہ ہو گیا۔ اس کے بعد میر محمد کورٹ شریعت تعلیمات کی تے گئے۔ مقررہ دیکھ اور ابھی تک اس مہم پہنچیں۔ اس میں میر نے انہوں نے مایہ ناز اور انتہائی محنت سے فیصلے کئے۔ شریعت اور فقہی تحقیقات کی بنیاد پر اپنے فیصلے قیام کے پاکستان کی تاریخ میں اس کی تھیں مانا مشاغل ہے۔

آج آئین کے ذریعے قانون تبدیل کرنا بہت مشکل ہے۔ جب کوں قانون

جبریلؑ کے لئے اسمٰعیلؑ میں پیش ہونا ہے تو اپوزیشن اور صومٹ کے درمیان رہنا بھی شرمناک ہے۔ خاص طور پر اسلامی قوانین اسمٰعیلؑ سے پاس کرانا تو جو کچھ اسمٰعیلؑ کے لئے اور ان کے خلیفہ وراثتی شریعی عدالت کو نہیں، اسی مرحوم نے یہ اختیار دیا تھا کہ ان قوانین اور شریعت کے خلاف پاکستان پر نفاذ تحقیر پھیر دے بشمول کوئی فرد یا مسئلہ عدالت میں پیش کرے۔ یہ تھا کہ ان کے مبارک ہاتھوں سے اور ان کے اپنے فیصلے صادر ہوں۔ جس کی وجہ سے خلافِ رویت قوانین کا عدم موافقہ دینے والے وہ آئی ٹیک کاغذ میں اور ان کی بہن نے ان کے قہرے ہوئے فیصلے کو کوئی پارٹیشن کا مسئلہ کر چکے ہیں۔

اسی مسئلہ کی وجہ سے جتنی سرحد ان کی ایف او اور امور و قیامت یہ ہے کہ آپ کی جمع الفت الاسلامی (ہمدرد) کے نائب صدر ہیں۔ یہ ایک بین الاقوامی ورڈ ہے جو اولاً آئی سی (O.I.C) کے تحت کام کر رہا ہے۔ اس ادارہ میں انتہائی مشکل مہتمومات تحقیق کے لئے پیش ہوتے ہیں۔ اس کے اندر بھی انہوں نے معاشریات، اقتصادیات، عالمی تجارت، اور عدالت برائعات جیسے مہتمومات پر تحقیقی مقالے عربی زبان میں پیش کئے ہیں کا ادارہ اور گنجائشی ترجمہ بھی شامل ہوا۔

اس کے علاوہ دنیا بھر میں جو مختلف بینک اسلامی بینکوں پر قائم رہے، انہوں نے بھی اسمٰعیلؑ اختیار کیے ہیں ان کو بہت وقت لیا۔ اور ان کی وجہ سے کئی بار تھک چکے ہیں۔ ان کی نمائندگی پیش آئی۔ ان علماء کو سب لوگ سب "جہان دیہ" میں پناہ دے چکے ہیں۔ یہ تقریبی نمائندگی ہے جلد میں اور تحقیقی کاموں سے متعلق ہے۔ ان سہولتوں میں انہوں نے جو کچھ دیا، جہد میں کی تعلیمات کے لئے ان کے "جہان دیہ" میں کھودیا۔

ان تمام مشغلوں سے علاوہ انہوں نے "ایمان" (اردو، انگریزی) کی ادارت کی، اس ادارے کو اب ہندوئی ان کے کندھوں پر قائم ہے انہوں نے بطور بنی اساس لکھا۔ اس پر تجویز زندگی کے اندر لکھائی ہے ان سے منسلک ایک منظر کا نظیر تحقیقاتی کام لیا ہے جو پچھ



موجود ہیں۔ ان کو رسماً دعا کرتے ہیں۔ ان کی پوری زندگی میں تو ان کی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ بڑے پھیلے انداز میں دین ہیں۔ علامہ بریلوی کے عاشق ہیں۔ ولید ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا استاد مانہا کرتے تھے۔ انہوں نے اس کتاب پر متعدد اہم کتابیں لکھی ہیں اور تقریباً پچیس نسخے ہیں۔ وہ تو یہ ہے کہ انہوں نے جس علم میں اس کی تعریف کی ہے، یہ ان کی کامیابی ہے۔

فصل دوم

”ہمارے شیخ ہمارے استاد علامہ مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت اعلیٰ اپنے عظیم شیخ علامہ محمد صالح بن عبد الوہاب، رب مدظلہ، محمد تقی عثمانی نوکو، مکمل قرآن مجید المکرم کی شرح نوہ لکھوں نے۔ ان تفسیر و قرآن سے شروع کیا جہاں سے علامہ شیخ احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چھوڑا تھا اور تحقیق و تعمیل اور بحث و تحقیق میں اسی طریقے پر لکھا جس طرح علامہ عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا ہے۔ یہ کتاب اور ان کی تفصیل یہ دیکھیں۔“

۱۰۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

من کے ۔ اور عام اسوہ کی مشہور فقہی شخصیت ڈاکٹر چوسف قرادونی بھی اس وقت ہمارے سامنے موجود ہیں۔ آپ اس کتاب پر نظر پڑا لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میں نے اس شرح کے اندر ایک محدث کی اس ایک فقیہی استعداد، تیب استہدائی ذکاوت، تیب تخصصی کا تذکرہ مصرعہ حاضر پر حکم کرتے ہوئے عالم کی بصیرت دیکھی۔ میں نے صحیح مسلم کی بہت سی شرحیں دیکھی ہیں۔ قدریم بھی۔ جدید بھی نہیں ان ثمرات میں

سے یہ شرح سب سے زیادہ قابل توجہ اور قابل استفادہ ہے۔

### میں نے اس شرح سے استفادہ کیا ہے:

اتفاق کی بات یہ ہے کہ میں عرصہ دراز سے مسلمان شریف پر حاد باہوں۔ جہاں تک ماہر شیعہ احمد حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح نفعی ہوئی ہے وہاں تک آسانی سے کام چل جاتا تھا۔ جب آگے پہنچتا تو مجھے یاد ہے کہ رات عشاء کے بعد درس ہوتا تھا اور میں اس کی تیاری دوپہر ۱۲ بجے سے شروع کر دیتا تھا۔ صرف کھانے اور نماز کا وقت ہوتا تھا۔ درجنوں کتابیں دیکھ کر مسائل کی تحقیق کرنا پڑتی تھی۔ خصوصاً کتاب ابوہریرہ میں جدید اقتضائات، معاشیات، طب، سیاست، جہاد و سیرت اور حدود و قصاص کے جدید مسائل میں علت و ثبوت کرنی پڑتی تھی۔ مطالعہ کرنے کے بعد سب یادداشتیں جمع کر کے طبع کو پڑھاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہرادر عراز مولانا محمد تقی عثمانی صاحب سلمہ کو جزائے خیر دے گا۔ میں نے ایک زبردست خلا کو پُر کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے اس حصے سے استفادہ کیا ہے اور آج کل کر رہا ہوں۔ جتنا سلیف ہو جاتا تھا اس سے استفادہ کر رہا ہوں۔ ایک ایک سطح پر ان کے نئے دعائیں تھکتی رہیں۔

### اس شرح کی ایک نادر خصوصیت:

سلف صالحین کی احتیاط، مذہبی تعصب سے بالاتر ہو کر حقیقت سے رشتہ کو واضح کرنے کا جو طریقہ ہم نے بزرگوں کے اندر دیکھا تھا، اس کا کامل نمونہ اس میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ ایک خصوصیت اس شرح کی ایسی ہے جو کسی بھی کتاب حدیث کی شرح میں موجود نہیں۔ میں پوری بصیرت کے ساتھ عرض کر رہا ہوں۔ اور وہ خصوصیت یہ

ہے کہ جدید دور کے سیاسی میدان، تجارتی و معاشیاتی میدان، علمی میدان میں اور حد ۱۹۱۱ء  
قصاص کے قوانین کے میدان میں جن نئے مسائل اور الجھے ہوئے سوالات نے جنم لیا  
ہے، ان پر علماء نے اگرچہ عربی اور اردو میں کتابیں لکھی ہیں لیکن کسی حدیث کی شرح کے  
صحن میں حدیث سے استنباط کرتے ہوئے ان مسائل کو شروع حدیث میں بیان نہیں کیا  
گیا۔ یہ نمایاں اور نادر المثل خصوصیت صرف **فتح الملعون** کے حصہ میں آئی ہے۔

سیری ولی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کتاب کے مولف کے علم و عمر میں برکتیں  
عطا فرمائے اور ان کو اس سے بھی زیادہ اور بڑے بڑے علمی تحقیقی کاموں کی توفیق عطا  
فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین





# امریکہ میں مسلمان کس طرح رہیں

مفت اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب

بیت العلوم

۱۰- کیمبرج روڈ، کراچی۔ فون: ۳۳۳۳۳۳۳